DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222268

UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. د - ش / ۸۹۱۵۴۳۳ Accession No. ۱۸۳۲۳

Author شررؔ، عبدالحلیم

Title دلچسپ حصہ اول و دوم ۱۹۱۰

This book should be returned on or before the date last marked below.

ناول

Checked 1975

دلچسپ

حصہ اول و دوم

یعنی

فرخ اور اسکا عشق

مصنفہ

جناب مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مہتمم دلگداز

مصنف دلکش ۔ درگیش نندنی ۔ ملک العزیز ورجنا ۔ منصور موہنا

مقدس نازنین ۔ شہید وفا ۔ حسن انجلینا وغیرہ وغیرہ

حسب فرمایش

بابو ہرچنداس صاحب بھارگو بکسیلر و پبلشر امین آباد لکھنو باجازت مصنف

باہتمام سیٹھ کندن لال مالک مطبع

سیٹھ کندن لال پریس لکھنو میں چھپا

سنہ ۱۹۱۰ ع

"مرد میدان کامل ہردو حصہ"

(ترجمہ) پولینڈ کے دار السلطنت وارسا کے عجیب و غریب تاریخی واقعات روسیون کے ظلم وستم کے عبرتناک حالات نہایت ہی دلکش پیرایہ مین بیان ہوئے ہین۔ عشق ومحبت کی چاشنی پر مٹی ہوئی طبیعتون کی دلبستگی کیلئے حسین ہلن کے حُسن گلوسوز اور جانباز رالفو کی عشق ومحبت کے دلفریب واقعات بھی موجود ہین۔ ایک طرف روسی سپاہ اور نوجوانان پولینڈ کی خوفناک معرکہ آرائیون پر اسرار رالفو کی حیرت انگیز کارروائیون کا تذکرہ تصویر حیرت بناتا ہے تو دوسری طرف عاشق ومعشوق کے راز ونیاز کا مسرت خیز منظر دلکو بے قابو کردیتا ہے غرضکہ یہ ایک ایسا البم ہے جسمین سوز و ساز۔ یاس وحرمان حسرت وارمان۔ درد ودرمان ناکامی وکامیابی ہجر ووصل وغیرہ مختلف قسم کے صدہا فوٹو نظر آتے ہین۔ ترجمہ کا رنگ بھی نہایت اشتیاق افزا ہے حجم تقریباً ۶۰۰ صفحات (قیمت تین روپے ہے)

"ڈھکا یا طلسمی فانوس"

انگلستان کے جادو نگار مصنف جی ڈبلو رینالڈس کے دلفریب نتیجہ خیز ناول (اسٹر موتھیز بک کیس) کا اُردو ترجمہ جسمین دلاویز پیرایہ مین دکھایا گیا ہے کہ دُنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور بادی النظر مین جو کچھ نظر آئے اُسپر اعتبار کرکے رائے نہ قائم کرنا چاہیے سلسلہ وار قصون کی دلچسپی بغیر ختم کئے کتاب چھوڑنے کی اجازت نہین دیتی۔ مترجمہ اُڈیٹر او[illegible] عہ

"اشک حسرت"

نہایت ہی دلچسپ ومعنی خیز فسانہ جسمین عقد بیوگان کی ضرورتین دردناک اور موثر پیرایہ مین دکھائی ہین۔ اوران جذبات کی ہوبہو تصویر کھینچی گئی ہے۔ جو بے پردگی کی بدولت شرم وحیا عفت وعصمت کا خون کرتے ہین اوران مشکلات کا پورا چربہ اتارا گیا ہے جو بیوہ کو دُنیا مین دل رکھنے سے پیش آتے ہین۔ مصنفہ جناب وحشی نگرامی۔ قیمت عہ

"رزم وبزم کامل ہردو حصہ"

اُردو زبان کا ایک تاریخی اچھوتا ناول قنوج کے والی راجہ جے چند اور سلطان شہاب الدین فاتح ہندوستان کی شکست وفتح کا باثر قصہ۔ غازیان اسلام اور دلیران راجپوت کی شجاعت وبسالت کا اعلیٰ نمونہ حسن کے راز ونیاز عشق کے سوز وساز کی اصلی تصویر قصے کی عمدگی مضامین کی بندش دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ مصنفہ منشی امراؤ علی صاحب مصنف البرٹ بل وغیرہ۔ (قیمت دو روپیہ عہ)

"نشتر"

نئے رنگ نرالے طرز کا فسانہ۔ ایک نہایت سچے فارسی زبان کے قصے کا ترجمہ بہت ہی پُراثر نہایت ہی معنی خیز۔ بلا کا دلچسپ ازبس قابل دید ہے۔ ممکن ہی نہین کہ ایک بار پڑھکر۔ دوبارہ پڑھنے کو جی نہ چاہے

برابر برابر ایک چھوٹی سڑک گئی ہوئی تھی۔ جو میونسپلٹی کی غفلت کے باعث
سے ناہموار تھی۔ یہ سڑک پیادہ چلنے والوں کو شہتوت کے سایہ تلے
ین دہلی تک پہونچا سکتی ہے۔
کو کبھی اپنی وضع سے تنہا ... ہوئی یورپین خلقمین رہتا ہے۔ جس نے
مذاق کے موافق اسکو ہر طرح سے موادار بنایا ہے کو کبھی کی وضع زبان حال پکار
جس امر کی طرف اشارہ کر رہی تھی باغ کی پرفضا حالت بھی اس بات مین اُسکے
ہمزبان تھی کہ ہر طرح کئی ہوئی خوشنما روشین جو باغ مین چارون طرف پھیلی ہوئی
تھین اُن کے ذریعے سے باغ کے مختلف حصے ایک دوسرے سے جدا کیے گئے
تھے مگر صرف اُن راستوں پر ہی اکتفا نہین کی گئی تھی بلکہ ہر چمن کے گرد سبزے کا
مرغزار قریب حاشیے بھی چھوڑ دیا گیا تھا چونکہ یہ باغ ہندوستان مین تھا لہذا اگر ایشیائی
مذاق کی تشبیہ کی جرأت کر کے ہم کہین کہ ان سرخ سرخ روشون کے لب پر سبزہ ہو
سے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ سبزہ آغاز عاشق تن بجودی مین مذہبی غسل کرکے
حمام سے نکلنے والیوں کی سیند پر کھڑی ناگن کے بوسے لے رہا ہے" تو نامناسب
نہ ہوگا۔ درخت عموماً خوشنما رنگ کے پھولون کے تھے۔ رہنے والے
کا یورپین مذاق اس بات سے زیادہ تر ثابت ہوتا تھا کہ باغ مین اکثر وہی درخت
نظر پڑتے تھے جنکے پھولونکی عمدگی صرف آنکھون کے ذریعے سے دماغ مین پہونچتی
ہی۔ قوت شامہ کو کوئی لطف نہین حاصل ہوتا۔ ہان بیلے اور چنبیلی کے خوشنما
باغ کے ایک کونے مین اپنی پریشان صورت سے اس امر کا اندازہ کرا رہے
تھے کہ ہندوستان کے بدنصیب اگلے مذاق کی جانب زمانے کی کس قدر
ہو چلا ہے۔ بعض نازک اور نگاہ مین کھب جانے والے پھولون کے نام
[illegible]

Checked 1978 ١٨٢٢٣ Checked
Checked 1969.

[illegible]

پہلا باب

آین یہ کون شخص آ رہا ہے۔ کیا میرے پاس آتا ہے؟ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اس سے کبھی کی جان پہچان ہو۔ میری نگاہ تو نہیں غلطی کرتی" (آنکھیں خوب ملکے غور کرکے) "نہیں نگاہ کی غلطی نہیں ہے۔ دیکھو نہ" گاڑی پھاٹک کے پاس آہستہ چلنے لگی (خوب آنکھیں پھاڑ کر) "بیشک میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا ہے"۔ پھاٹک پر گاڑی رکی۔ کوچمین نے گاڑی کی ایک جانب جھک کر اور کھڑکی کے پاس سر پہونچا کر اتنی آواز سے جو کوٹھی کے اندر صاف نہیں پہونچ سکتی تھی پوچھا "اسی کوٹھی میں؟" جواب ایسی نیچی آواز میں دیا گیا کہ کچھ سمجھ میں نہ آیا مگر غالباً کوٹھی کے اندر جانے کی اجازت دی گئی ہوگی کیونکہ کوچمین نے سر بلند کرکے برابر بیٹھتے ہی گاڑی پھاٹک ہی کیطرف موڑی۔

یہ کوٹھی جمنا کے کنارے دہلی سے کئی میل کے فاصلے پر تھی کوٹھی کے نیچے جانب جمنا بہہ رہی تھی اور باقی تین طرف تقریباً سو سو گز کے فاصلے تک ایک خوشنما باغ چلا گیا تھا جسکے گرد لوہے کی چھوٹی سلاخوں اور تاروں کے کٹہرے ... کے سامنے ... لوہے کی گول نوکدار سلاخوں کا پھاٹک

کیاریون پر شملے والون تک کے جو روش پر ان کی ننگ پاسنے ہی نازکی آجاتی تھی موسم بھی مناسب تھا۔ عروس بہار جوانان چمن کی مہمان تھی سبزہ رنگان باغ کے جوبن ابلے پڑنے تھے۔ بہرحال موجودہ صورت پر رہنے کی حالت مین باغ کے سینے اس سے زیادہ پُرفضا ہونے کی بہت کم امید کیجا سکتی تھی۔

کوٹھی جسکے کھلے ہوے دروازے خوشگوار ہوا کو کبھی جمنا سے باغ مین لانے اور کبھی باغ سے جمنا مین جانے کا راستہ دیا کرتے تھے۔ ایک متوسط درجہ والی ایک منزلی کوٹھی تھی جسکی کرسی بلندی کے باعث انسے کہین زیادہ جو ملنے کے موافق اونچے جھونکون کے ساتھ چلنے کا موقع دیتی تھی۔ علاوہ خوبصورت برآمدے کے جو چارون طرف نکلا ہوا تھا بیچ مین ایک بڑا ہال تھا جسمین اندازاً چارون طرف ایک مربع حلقہ مین ساٹھ ستر کرسیان بچھ سکتی تھین لوہے کے کمرے بھر کی بڑی شطرنجی پر ایک لمبی نصف کمرے کے برابر میز بچھی ہوئی تھی جسکے گرد تیس بیس کرسیان تھین۔ میز کے نیچے ایک جانب بیچ دو ٹوکریان پڑی تھین جن مین سے ایک مین وہ خطوط ڈال دیے جاتے تھے جو پڑھے جا چکنے کے بعد بیکار ہوتے ہین اور ایک مین تمام ردی اور سگریٹ کے کاغذ پریشان پڑے رہا کرتے تھے دروازون پر سفید ریشمی انگریزی وضع کے پردے تھے جو باندھے نہین جاتے تھے بلکہ کسی بازو پر ہٹانے جانے سے سمٹ جاتے ہین۔ دیوارون پر علاوہ تمام چھوٹی بڑی بارہ تصویرون کے چارون طرف چار بڑی اور نہایت عمدہ نظرفریب اور دلربا تصویرین لگی ہوئی تھین۔

اس درمیانی بڑے ہال کے دونون پہلوؤن پر دو مستطیل کمرے تھے ایک مین پلنگ تھا دوسرے مین ایک متوسط درجہ کی میز پر ایک چوڑا آئینہ دیوار سے لگا ہوا رکھا تھا اور اسکے برابر دو تین برش اور کنگھیان وغیرہ تھین میز کے نزدیک ذرا تھوڑی دور شکر لکڑی کی الگنی تھی جسپر کچھ انگریزی اور کچھ ہندوستانی کپڑے تھے ہندوستانی کپڑون کے باعث اس الگنی کا تھوڑا حصہ دیکھنے والے کو اس خیال مین جو باغ اور کوٹھی اور تمام فرنیچر کے دیکھنے سے اسکے دل مین پیدا ہوتا تھا کہ "ضرور کوئی یورپین اسمین رہتا ہے" کسی قدر شک پیدا کرتا تھا اور اس کمرے کے پاس

ایک چھوٹا کمرہ تھا جو غالباً غسل خانہ ہوگا کیونکہ اسمین غسل کے تمام ضروری سامانون کے علاوہ پانی کے ایک ہی طرف بہ جانے کے لیے زمین ایک محدود مقام تک ڈھالو بنادی گئی تھی۔

کوٹھی کے قریب شاگرد پیشہ کے لیے چند پختہ مکانون کی ایک لمبی قطار تھی نوکر چاکرون کے رہنے کے علاوہ ان مین چار گھوڑے بندھے ہوے تھے ایک سبز رنگ جوڑی تھی اور ایک نہایت خوبصورت پورے قد کا سبزہ گھوڑا تھا۔ اور ایک ران سواری کا عربی کمیت تھا گھوڑون کے برابر تین گاڑیان رہا کرتی تھین جس مین ایک عمدہ ولایتی فٹن تھی اور ایک ہلکی ٹمٹم اور ایک پالکی گاڑی۔

یہ سوال ناظرین کو جلد جواب پانیکے واسطے بے صبر کر رہا ہوگا کہ اس کوٹھی مین کون رہتا تھا اس سوال کا جواب ناظرین کے قیاس اور اُمید کے بالکل خلاف ہوگا۔ کیونکہ اس مکان مین کوئی یوروپین نہین رہتا تھا ہندوستان کے اکثر معزز خاندان جنکی نسلین برٹش گورنمنٹ کی ماتحتی مین پلٹین زمانے نے اُن میں سے بہتون مین ایسے جانشین پیدا کر دیے جنکی سوشیل حالت لوگون کو معمہ ایسے دہوکے دیا کرتی ہی۔ اس کوٹھی کا رہنے والا بھی ایک ایسے عالی مرتبہ اور نیکنام خاندان کی یادگار تھا جو دہلی کے شہنشاہی دربار مین بھی اعلیٰ عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔

سو ہی ڈیڑھ سو برس کے عرصے مین اس خاندان نے دو متضاد حالتین دکھلا دین۔

پہلا نمونہ ایران کی سوشیل حالت پر بخوبی قیاس کر لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس خاندان کو ایران سے ہندوستان مین آئے اسی قدر زمانہ گذرا تھا۔

دوسرا نمونہ ہم دکھا چکے ہین جیسے یورپ کی طرز معاشرت اگر وہان کے رہنے والے تعصب کی بدولت اسبارہ مین اپنے ملک تک سے بیزار ہو جائین عام نگاہون کو دہوکہ دیکر اپنے مین شریک کیے لیتی ہی یہ معزز خاندان جسکی پچھلی نسل اب یوروپین مذاق کی کوٹھی مین بسر کر رہی تھی کسی زمانے مین اس وسعت کے ساتھ پھیلا تھا کہ دنیا مین اسکے لیے بہت سی یادگارون کی امید کی جاسکتی تھی لیکن

اب سمٹتے سمٹتے ایسا محدود ہوگیا کہ اس خاندان کے زندہ رہنے کی امیدین سب سے کھنچکر اکیلے **فرخ** کے ساتھ وابستہ ہوگئین جو اس لب جمنا والی کوٹھی مین زندگی بسر کیا کرتا تھا

فرخ کا اسوقت چوبیس برس کا سن تھا قدرت نے اگرچہ اُسکے بازوؤن کو کئی بھائیون کے ذریعے سے مضبوط کردیا تھا۔ مگر دور زمانے کے ہاتھون ایک اس سے بڑا بھائی اس کے پیدا ہونے کے پیشتر ہی ۱۸۵۷ء کے غدر مین کسی حسرتناک موقع پر ماں باپ سے جدا کردیا گیا تھا جسکا اب لوگون کو خیال بھی نہین رہا تھا اور فرخ کو تو اسکا نام بھی بخوبی یاد نہ تھا لیکن اور دو بھائی جو موجود تھے اونھون نے قوت بازو ہونا تو درکنار فرخ کی اسقدر فارغ البالی کو بھی نقصان پہونچادیا جو بغیر کسی بھائی کے اکیلے ہونے کی صورت مین حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ دونون بالکل آوارہ تھے

فرخ نے عمدہ طور پر انگریزی تعلیم پانے کی کوشش کی تھی ایف۔ اے کے امتحان تک کامیاب بھی ہوچکا تھا کہ اسکے باپ نے انتقال کیا جس بیٹے کو دیکھکر بیوہ مان کے آنسو پچھتے تھے وہ فرخ ہی تھا۔ فرخ نے بہت ہی کچھ کوشش کی کہ اپنی تعلیم کو یہین تک محدود نہ کرے مگر بھائیون کی ناجائز دست درازیان دیکھتے دیکھتے فرخ کی عاقبت اندیش طبیعت اسے آیندہ کا افلاس یاد دلا کر اکثر خوف دلاتی رہتی تھی) آخر فرخ کو کالج سے ہمیشہ کے لیے باہر نکال ہی لائین۔

فرخ کا باپ ایک دولتمند رئیس تھا جو اپنی بہت سی غیر منقولہ جائداد کے علاوہ چھ لاکھ روپیہ نقد چھوڑکر مرا تھا فرخ کی ہوشیاری سے اسکے بھائیون کو اگرچہ عام طور پر باپ کی جائداد کے لٹانے سے مجبوراً ہاتھ روکنا پڑا مگر ترکے کے تقسیم کرانے کے دعوے مین اُن کو کوئی نہین روک سکتا تھا گو بڑھیا مان نے بہت کچھ فہمائش کی مگر اُن کو اپنے ارادے مین جو شہر کے بدمعاش وکیلون کے بھرون سے روز بروز مضبوط ہوتا جاتا تھا کامیابی ہوئی وکیلون کے ہاتھ سے بچ کر جو روپیہ فرخ کے بھائیون کے قبضے مین آیا تھا مع اُنکے حصون کی تمام تقسیم شدہ غیر منقولہ جائداد کے تھوڑے ہی عرصے مین تمام ہوگیا اور یہ نئی دولت چندروز دولتمند رکھنے

اسکے بعد اُنکو انتہا سے بھی زیادہ مفلس اور پریشان چھوڑ گئی کیونکہ دولت جاتے وقت بالخصوص ہندوستان مین اپنی یادگار کے طور پر بے انتہا قرضہ چھوڑ جایا کرتی ہے یہ ہندوستانی رؤسا کی ایک معمولی شناخت اس قابل ہے کہ ہر موقع پر ملحوظ رکھی جاسے کہ جو جس قدر زیادہ مقروض ہے اس سے پہلے اُسی قدر دولتمند تھا۔

تباہ حالی اور آوارہ گرد بھائیون سے خاندان کو سوا بدنامی کے اور کیا اُمید ہو سکتی تھی اسوجہ سے تمام خاندان کی امیدین صرف فرخ کی ذات سے متعلق تھین فرخ کے بھائیون کو ان کے چال چلن نے باپ کے علاوہ اور جائداد سے جو جلد تر ملنے والی تھین بالکل نا اُمید کر دیا اُن کے دو بڈھے چچا جو اُنکے باپ سے کچھ تھوڑی ہی کم جائداد کے مالک تھے عنقریب لاولد مرنیوالے تھے اُن کی بیوہ پھوپھی جو اپنی خوبصورت اور نازک بدن لڑکی کو فرخ کے ایک بھائی کے ساتھ کتخدا کرنے والی تھی اُن کی حرکتون سے ایسی ناراض ہوئی کہ اپنی بیٹی کی نسبت چھوڑ دی گو زبان سے نہ کہا ہو مگر اب اُسکی خواہش یہی تھی کہ اپنی پیاری بیٹی کو فرخ کے ساتھ کتخدا کرے

فرخ کا چال چلن اگرچہ بظاہر مین بُرا نہین معلوم ہوتا تھا مگر اسمین بھی یہ سخت عیب تھا کہ انتہا درجہ کا فضول خرچ تھا ایک تو یون ہی وہ اپنا ہاتھ فضول خرچیون سے نہین روک سکتا تھا دوسرے انگریزی تعلیم اور فیشن ایبل بننے کا شوق نے اُسکے مصارف اور بھی بڑھا دیے تھے۔

باپ کے ترکے کا جو حصہ اُسکے قبضے مین آیا تھا اگرچہ اور بھائیون کے حصون کی طرح عیاشی اور بدمستی مین نہین غارت ہوا مگر انگلش فرنیچر اور باغ کے سامانون نے اُسکی تمام دولت ایک غیر ضروری شوق کے پورا کرنے مین ضائع کرا دی اس کے اس شوق نے صرف نقدی روپیہ ہی کو نہین صدمہ پہونچایا بلکہ اُس کی ملکیت کی تمام غیر منقولہ جائدادین بھی انہی فضول شوق کی نذر ہو گئین فرخ کے اس باغ کی نسبت اگرچہ یہ مختصر جملہ کہا جاوے کہ فرخ نے اپنی تمام جائداد اور دولت قیمت مین دیکر اس کوٹھی اور باغ کو لیا تھا تو بہت صحیح ہوگا۔
باغ کے بیان مین ہم نے جو کچھ ظاہر کیا وہ بہت تھوڑا ہے کیونکہ اتنی بڑی ریاست

کو بگاڑ کر جو باغ بنا ہو اسمین جو خوبیان ہون تعجب ہے۔ فرخ کی آمدنی اب صرف دو تین گانون پر منحصر تھی جو اسکی غیر منقولہ جائداد مین سے بچ رہے تھے تمام قرضخواہون کو ہرگز منظور نہین تھا کہ اُنکے وطن کا ایک شریف زادہ بالکل تباہ ہو جاوے۔ اسکے علاوہ فرخ کو اپنی مان کی دولت پر بہت بھروسا تھا جو بیجا اُسکی ضرورتون مین کام آیا کرتی تھی روزانہ مصارف کے لیے بے انتہا بار پڑتے جاتے تھے کہ پریشانی روز بروز اس کے چہرے پر غالب آتی جاتی تھی۔

ان مصارف کیوجہ سے اُسکو صرف یہی فکر نہ تھی کہ وہ بخوبی اجرا نہین پاتے بلکہ جو اجرا پا چکتے تھے اُن کا قرضہ فکرون کا سب سے بڑا بوجھ اسکے سر پر لادتا جاتا تھا اگرچہ ظاہرا سنبھلی ہوئی حیثیت نے فرخ کو اُسکے بھائیون کی طرح عام نگاہون مین بے اعتبار اور کم مایہ نہین ثابت ہونے دیا مگر حقیقت مین اسکی خوشنما کوٹھی اور اسکے بیش قیمت کپڑون مین جو جسم رہا کرتا تھا وہ مقروضی کے باعث نہایت ہی نحیف ہو رہا تھا زمانہ کی موافقت کی حد سے گذرے ہوئے شوق نے ایسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھ اسکے روپیہ کو صرف کرادیا کہ ایشیا ملک مین زوال بد تہذیبیون اور غلط فہمیون کا نمونہ نہ خیال کیا جاسکتا تھا جو تہذیب کے پردے مین ہندوستان کو خراب کر رہی ہین اور اسوجہ سے حقیقت مین وہ اپنے بھائیون سے کچھ کم ناعاقبت اندیش نہ تھا اور سب سے زیادہ خرابی یہ تھی کہ فرخ کے بھائی تو دیوالئے بنکر قرضخواہون کی جانب سے کسی قدر مطمئن ہوگئے تھے مگر فرخ کی ظاہری حیثیت نے اُسے اُس بچیاؤ کے اطمینان سے بھی بدنصیب رکھا لہذا اس باغ اور کوٹھی کے فضا سے جو خوشی حاصل ہوتی اُسکو قرضخواہون کا خوف بہت جلد مبدل بہ غم کرادیا کرتا تھا بعض قرضخواہون کی ڈگریان بھی جاری تھین جنکے خوف سے اُسکو اپنی کوٹھی مین آزادی کے ساتھ بیٹھنا بہت کم نصیب ہوتا تھا۔

علاوہ برین چونکہ خاندان مین فرخ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اپنے دونون چچاؤن اور پھوپھی کی دولت پر بغیر کسی کی شرکت کے قبضہ

کا امیدوار خیال کیا جاتا تھا۔ اسلیے اُسکے نامہربان بھائی اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ اُسکی جان لینے کی فکر مین صرف کرتے رہتے تھے فرخ کی جان ایسے بکھیڑون مین پڑی ہوئی تھی کہ وہ محدود اور تھوڑی فارغ البالی کے علاوہ اپنی زندگی کی جانب سے کبھی مطمئن نہ رہ سکتا تھا اُسکو جس کسی سے ملنے کا اتفاق ہوتا اس سے حتی الامکان بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ ملتا جو نیا شخص ملنے کو آتا فرخ کو بڑی پس و پیش کے بعد اس سے ملنے کی جرأت پڑتی۔

دوسرا باب

اسوقت تقریباً دو بجے ہونگے جبکہ دھوپ بہت شدت پر ہوتی ہے درخت دیر تک کڑی دھوپ برداشت کیا کرتے کچھ مرجھا سے گئے تھے۔ پھولون کی پنکھڑیان ایک دھوپ مین چلنے والی نازک بدن لیڈی کی پرشکن جبین اور خشک اور سمٹے ہوئے ہونٹون کی طرح افسردہ ہونے لگین تھین غنچہ گل حدت آفتاب کسی دیرینہ سال بڈھے کی ہنسی کا نقشہ یاد دلا رہا تھا جب اُسکے منھ کی جھریان پڑی ہوئی کھال پھیلنے لگتی ہو جہانتک بن پڑتا تھا درخت تمازت سے بچانے کے لیے پھولون کے نازک رخسارون کو اپنی مرجھائی اور جھکی ہوئی پتیون کے سائے مین کیے لیتے تھے چمنون کی زمین پر حرارت سے جو پیڑیان پڑ گئی تھین وہ اکثر جگہ سے چٹخ رہی تھین جابجا ابر کے سفید پھٹے پھٹے ٹکڑون کے بیچ مین آسمان کی صاف اور کھلی ہوئی نیلگونی نظر آ رہی تھی۔ فرخ کوٹھی کے درمیانی بڑے کمرے مین ایک کرسی پر بیٹھ کر کچھ لکھتے لکھتے دونون کہنیان میز پر رکھکے آگے کو جھک گیا تھا سامنے کا دروازہ کھلا تھا اور پردہ داہنی جانب سے سمٹا ہوا تھا جہان سے کوٹھی کا پھاٹک اور اُسکے برابر والی سڑک بخوبی نظر آ رہی تھی فرخ قلم اٹھانے کے لیے سیدھا ہونے کو تھا کہ آفتاب برابر کے ایک بڑی بھورے ٹکڑے کے آجانے سے پھولون اور درختون کی تھوڑی دیر کی تازگی نے اسکی ٹھنڈک ڈھونڈھنے والی آنکھون کو پھر اپنی طرف متوجہ کر لیا اُسکی نگاہ غ کے اس حصے مین جو کمرے کے اندر سے نظر آ سکتا تھا چارون طرف دو

پھرتی تھی ہوا کے یک بیک سرد ہو جانے کی کیفیت فرخ کو کوٹھی سے باغ میں بلا یا ہی چاہتی تھی کہ پھاٹک کے اسطرف والی سڑک پر ایک گاڑی آتی ہوئی نظر پڑی گاڑی کی کھڑکیاں کھلی تھیں جنکے اندر سے ایک ہندوستانی مگر اجنبی چہرہ دکھائی دیتا تھا کسی گاڑی پر سوار ہو کر جانے والے کا سڑک کی شرقی جانب کو (جدہر سے دہلی کے خلاف راستہ گیا ہی) **فرخ** کی کوٹھی سے آگے جانا کسی اجنبی شخص کے ایسے غیر معمولی وقت میں خود فرخ کے پاس آنے سے زیادہ خلاف قیاس تھا اسلیے گاڑی کے پھاٹک کیجانب موڑنے سے پیشتر ہی فرخ چونکا تھا اور اسکے دل میں طرح طرح کے وسوسے گذرتے تھے۔ مگر جب گاڑی پھاٹک پر ٹھہرنے کے بعد حسب اجازت کوٹھی کیجانب موڑی تب تو اور گھبرایا۔ پھاٹک سے کوٹھی کو سڑک ایک خوشنما خوبصورت چکر کھا کر آئی تھی۔ اسلیے جب تک گاڑی سڑک کے اُس جانب کے حصے پر تھی اندر بیٹھنے والا بخوبی نظر آسکتا تھا

فرخ (دل میں) "میں نہیں کہہ سکتا ایسے بے وقت کون ملنے آیا ہی؟ میں اسکی صورت بھی نہیں پہچانتا ورنہ کہتا کہ کوئی قرضخواہ ہوگا۔ جن جن لوگوں کا روپیہ میرے ذمہ ہی اُن سب کو میں خوب پہچانتا ہوں۔ ہاں ہاں شاید میرے بھائیوں نے کسیکو میری عداوت پر آمادہ کرکے بھیجا ہوگا مگر میری دشمنی کے لیے کوئی آتا تو مجھ سے چھپکر آتا کچھ طبیعت کھٹکتی ضرور ہی آخر کون ہی!" (گردن اُٹھا کر غور سے دیکھکر) "اوہ! گاڑی آدھے سے زیادہ باغ طے کر چکی! نہ ملوں آدمی کہہ دینگے وہ نہیں ہیں۔ مگر نہیں اس سے کیا فائدہ" آخر گھبرا کر اُٹھ کے پردا کھینچ لیا تاکہ گاڑی کے کھڑے ہوتے وقت سامنا نہو۔

گاڑی برآمدے کے سامنے زینوں کے برابر ٹھہری۔ اُسکا دروازہ کھلا اور اُترتے میں آنے کے لیے زینوں پر چڑھتے وقت بوٹ کے چرچرانے کی آواز آئی۔

شخص (اِدھر اُدھر دیکھکر) "کوئی ہی" کوئی نہ بولا (بہ آواز بلند) "کوئی ہی؟"

ایک آدمی "حاضر"

"فرخ تشریف رکھتے ہیں؟ جاؤ یہ کارڈ دے آؤ"

"میاں تو مگر سوتے (آہستہ سے) ہونگے"

"کیا سوتے؟"

"دجی سوتے ہون گے"

دہشت۔ (قہقہہ لگاکر) معلوم تو نہین۔ مگر عقل سے جوڑتا ہے بے تمیز کہنے لگا سوتے ہون گے پہلے دیکھہ تو آجا کے (کارڈ اوسکی طرف بڑھاکر) لے یہ لیتا جا"

آدمی کوٹھی کی بغل کی جانب جاکے دوسرے دروازے سے خواب کے کمرے مین ہوکر اندر آیا اور کارڈ فرخ کے ہاتھ (جو اسکے لیے پہلے ہی بڑھا تہا) دیدیا) فرخ نے کارڈ کو دیکھکر ایک ہلکی آواز سے (جو صرف کمرے ہی کی ہوا مین گونجی) پڑھا "مہدی"، نام پڑھنے کے بعد فرخ نے سر اٹھاکر نیچے کا ہونٹ دانتون مین داب لیا اور ایک متفکر صورت بناکر سوچنے لگا۔ مجھے یاد نہین پڑتا کہ اس نام کے کسی شخص سے مجھہ سے ملاقات ہو۔ کچہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ کون شخص ہے"

(آدمی سے باہستہ) کیون؟ تو جانتا ہی یہ کون ہین؟ کبھی انکو میرے پاس آتے دیکھا ہی؟

آدمی۔ حضور مین نے تو آج ہی دیکھا ہے"

فرخ۔ (پریشان ہوکر بہت آہستہ سے) "خدا جانے کون آدمی ہی! کارڈ مین تو کچہہ پتہ بھی نہین لکھا ہے۔ کیا کرون؟ پوچھو اچھے جون کہان سے آئے ہین"

آدمی۔ (بات کاٹکر) دیکھیے مین پوچھے آتا ہون" یہ کہکر آدمی جانے کے لیے بڑھا

فرخ۔ (ایک ایسی آواز سے جسے وہ پست کرتا تھا مگر بلند ہوئی جاتی تھی) "ہان! ہان! ٹھہر تجھہ سے کس نے کہا جو چلا۔ بالکل اخلاق کے خلاف ہے۔ ہم ہرگز نہین پسند کرتے کہ ایسی خلاف تہذیب بات ہماری مکان مین دیکھی جائے"۔

یہ کہکر فرخ نے (ایسے لہجہ مین جو صاف بتا رہا تھا کہ اس قول کو دل سے کچہہ تعلق نہین صرف اوپر کی زبان سے کہا گیا ہے) آدمی کی طرف دیکھکر کہا "اچھا جاؤ کہو سلام کہتے ہین"

آدمی کے چلے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد کسی کے ہاتھ کی گندم گون موٹی اور لمبی انگلیان سامنے والے دروازے کے پردے کو ہٹاتی نظر پڑین یہ اونگلیان اوس شخص کے جسم کا (جو پردہ ہٹاکر اندر آتا جاتا تھا) پہلا حصہ تھین جسکو فرخ کی عرصہ سے گھبرائی ہوئی آنکھون نے دیکھا۔ فرخ فوراً کرسی سے اٹھکر آگے بڑھا۔

ایک طویل القامت موٹے تازے سر اور پیچ کھائے ہوئے موٹے بالون کی دونون گالون سے نیچے گزری ہوئی لمبی سیاہ مونچھون والے آدمی نے پردے سے نکلتے ہی موٹی اور اونچی آواز سے "السلام علیک" کہکر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وعلیکم السلام کے ساتھ ہی جو فرخ کی زبان سے سُنا گیا فرخ کا ہاتھ اس اجنبی چوڑے اور گوشت بھرے ہاتھ سے ملا جسکے جدا ہوتے ہی مصافحہ کی رسم ادا ہو گئی۔ مزاج پرسی کے بعد جو فرخ کی جانب سے ہوئی تھی۔ اس نئے شخص نے ایک کرسی اوس جگہ سے جہان وہ رکھی ہوئی تھی ذرا پیچھے ہٹائی۔ اور اپنے خلیق آیندہ دوست کی درخواست کے موافق بیٹھ گیا جسکے بیٹھتے ہی فرخ بھی اُس کرسی کے علاوہ جسپر پہلے بیٹھا تھا۔ ایک اور کرسی پر جا بیٹھا۔

فرخ نے بیٹھتے ہی اس نئے ملاقاتی کو سر سے پاؤن تک بڑی حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اسکی چوڑی اور اونچی پیشانی مین کئی لمبی لکیرین عرضاً دونون کنپٹیون کے قریب تک چلی گئی تھین۔ جو کھال ان لکیرون مین سے ہر ایک کو دوسری سے جُدا کر رہی تھی وہ ایسی اُبھری ہوئی تھی کہ سر سے نیچے کو لڑھک کر آنیوالے پسینے کے قطرون کو اس نشیب و فراز کی وجہ سے پیشانی پر کئی ٹھوکرین کھا کر گرنے کی نوبت آتی تھی۔ اسکی اونچی نکیلی منھ کی جانب جھکی ہوئی ناک ایک بہت بڑا گھاؤ دیکر پیشانی سے جُدا ہوئی تھی۔ گالون کے اوپر کی دونون طرف کی بلند ہڈیان جو معمولاً اونچی ہوا کرتی ہین۔ اسکے چہرے پر ایسی بدنما بلندی کے ساتھ اوبھری ہوئی تھین کہ ہنستے وقت گڑھے مین پڑکر اُبھری ہوئی بڑی سیاہ آنکھون کے چھپانے کے لیے لمبی مگر بھاری بھوون کے ملجانے کے قریب ہوجاتی تھین۔ اگر خس خسی ڈاڑھی گالون کو پھولا ہوا ثابت کرنے مین مدد نہ دیتی تو وہ اگرچہ پچکے نہ تھے مگر اوپر کی ہڈیون کے سامنے بہت ہی بُرے معلوم ہوتے لمبی نوکدار ٹھوڑی جو ادھر ادھر بے انتہا طویل مونچھون کے بیچ مین نکلی ہوئی تھی۔ اوس مین ایسا حد سے زیادہ غیر مزیب لمبان تھا کہ خس خسی داڑھی بھی اس نقصان کو پورا نہ کر سکی۔ بشرے سے ذہانت بالکل نہ پائی جاتی تھی بلکہ یہ عجیب و غریب چہرہ فرخ کے اکثر ادنیٰ خیالات کی تائید کرنے

کے لیے کافی تھا جو اُسکو پہلے سے ڈرا رہے تھے مگر ایک سرسری نگاہ سے معلوم ہو سکتا تھا کہ اس چہرے والا شخص محنتی ضرور ہوگا رنگ عام نگاہوں کو بتاتا تھا کہ اگر اس بدن سے دھوپ میں چلنے کی محنت نہ لیجاتی تو کھلتا ہوا گندم گون ہوتا چھوٹے دو دو انگل کے بالوں پر ایک مخملی گول مندیل نما سبز ٹوپی جمی تھی۔ جسکے گرد زینت کے لیے سنہری لیس ٹانکی گئی تھی عام وضع ان لوگوں کا نمونہ دکھاتی تھی جو ایشیا کی مسندوں سے اُٹھ کر یورپ کی کرسیوں پر بیٹھنے کے قابل بننے کی رفتہ رفتہ کوشش کر رہے ہیں کیونکہ عمدہ چھالٹین کی ایک چست نیچی چولی اور اونچے دامنوں کی اچکن بدن کو چھپائے تھی۔ اسی کپڑے کے پتلون نما پائجامے کے پائنچے (جنمیں ہنوز پریسنر اور بٹنوں کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے) ایک ڈبل موٹے اور روکھے چمڑے کے مضبوط ہاف بوٹ پر پڑ رہے تھے) ایک ٹیڑھا موٹے سر کا ڈنڈا ہاتھ میں تھا جسے آتے آتے ہی میز سے لگا کر ایک پائے کے پاس کھڑا کر دیا۔

فرخ کی نگاہ کو جو بڑی حیرت سے اس شخص کے چہرے کے مختلف مقامات پر ایک گھبراہٹ کی عجلت کے ساتھ دوڑ رہی تھی اسکے ہاتھ کی حرکت نے اپنی طرف کھینچ لیا جو داہنے چاک کی جیب کی طرف بڑھتا تھا۔ اُس نے جیب سے سفید حاشیہ دار رومال نکالا اور چہرے کا پسینہ پونچھ کر پھر جیب میں رکھنے کے ساتھ ہی اپنی کرسی پر سنبھل بیٹھا۔ فرخ کو خیال تھا کہ اسکا اجنبی ہم صحبت خود سلسلۂ کلام کو شروع کریگا بلکہ اُسکے کرسی پر سنبھل بیٹھنے سے کسی بات کے سننے کا امیدوار بھی ہو گیا تھا لیکن تھوڑے سکوت کے بعد فرخ نے مجبور ہو کر اپنے ہم صحبت کی طرف اس نگاہ سے جو کہ مخاطب بنانے کے وقت ڈالی جاتی ہے دیکھ کر کہا "مجھے اس دوست کا نہایت ممنون ہونا چاہیے جسنے ایسی گرمی کے وقت میری ملاقات کو اپنے آرام پر ترجیح دی ہے"

دوست۔ "نہیں! نہیں! ممنون ہونے کی کوئی بات نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ آجکل ٹرین اسی وقت آتی ہے۔ نہ آتا تو کیا کرتا"

فرخ۔ "تو کیا آپ اسوقت کی ٹرین پر تشریف لائے ہیں؟ مہربانی فرما کر اپنے

ٹھیک پتے سے مطلع فرمایئے تاکہ مین آپکو پہچان سکون ؟
دوست :۔ بیشک آپ نہ پہچانتے ہونگے۔ دیکھا ہو تو پہچانیے۔ صرف نام سے آدمی نہ اوبرین پہچانا جا سکتا ہی ؟
فرخ :۔ بجا۔ مگر افسوس مجھے اسوقت تک آپکا اسم شریف بھی نہین ؟ (کارڈ دیکھ کر) معاف فرمایئگا کارڈ کلب مجھے مطلق خیال نہین رہا۔ (مسکراکر) "حضرت للہ اپنے نام کو بدلیے یا اسمین کوئی لفظ اور بڑھا دیجیے اس نام سے تو آجکل خوف معلوم ہوتا ہی یہ نام کچھ افریقہ ہی والون پر خوب پھبتا ہی اونھین کے ساتھ مخصوص رہے تو اچھا ایشیا کو بدنام نہ کیجیے ؟
مہدی :۔ اگر کسی دوسرے نام کو مین آپ کی کوٹھی سے لیجا کر عام زبانون پر پھیلا سکتا تو بیشک آپکے ارشاد کی تعمیل مین کچھ نہوتا۔ مگر افسوس اسپر مجھے کامیابی نہین ہو سکتی ؟
فرخ :۔ مگر مین آپ کو اسوقت تک نہین پہچان سکا آپ کا نام سنا تو ضرور ہوگا کیونکہ آپ فرماتے ہی ہین مگر یہ نہیں یاد پڑتا کہ کب سنا تھا اور کہان سنا تھا ؟
مہدی :۔ افسوس اب مجھے آج معلوم ہوا کہ زمانے مین مین بھول جانے کے قابل چیز ہون۔ آپ اپنے خیال کر ہندوستان سے باہر تک لیجایئن تو شاید یاد آجاون ؟
فرخ (ایک مرتبہ اور غور سے دیکھکر) "عقل کچھ کام نہین دیتی ؟ سوچکر۔ اب کیا ہان۔ آپ کو کبھی بمبئی مین بھی قیام کا اتفاق ہوا ہی ؟
مہدی :۔ کبھی کبھی کیا معنے حضرت ایک عمر وہین گذر گئی (مسکراکر) "مین خیال کرتا ہون۔ اب آپ نے پہچان لیا ہوگا ؟
فرخ (خوش ہوکر) "اُٹھیے۔ آپ سے تو دوبارہ ملنا چاہیئے ؟
جب دونون بغلگیر ہوکر بیٹھے تو فرخ نے بہت کچھ اشتیاق ظاہر کرنے کے بعد پوچھا "اب آپکو بخط مستقیم بمبئی ہی سے آنے کا اتفاق ہوا ہی ؟
مہدی :۔ جی اور کیا ؟ ہان صرف دو ایک روز کے لیے ایک اور مقام پر قیام ہوا تھا ؟

فرخ:- یہ غضب کیا آپ نے! خط نہ لکھا تھا تو تار ہی دیدیا ہوتا - آپ کو اتنا خیال نہوا کہ سفر ہے مبادا کسی قسم کی تکلیف ہو یہ بھی کیا کم ہے کہ مکان کا پتہ خواہ مخواہ پوچھنا پڑا ہوگا آپکو یہ بھی تو نہ معلوم ہوگا کہ مین شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر رہتا ہون خواہ مخواہ کی تکلیف کرنے سے فائدہ!"

مہدی:- "یہ تو سنا تھا کہ کوٹھی ذرا دور ہے - مگر جب صاف صاف پتہ ہی معلوم نہ تھا تو خط آپکو کیونکر بھیجتا؟ اور تار کس پتے پر روانہ کرتا؟"

فرخ:- "اسباب وغیرہ تو اتروا لیا گیا نہ؟"

مہدی:- "اسباب تو مین نے مال گاڑی مین دیدیا تھا - دو ایک روز مین ملجائے گا - چونکہ دو ایک جگہ قیام کا قصد تھا - اسلیے برک مین دینا مجھے مناسب نہین معلوم ہوا"

تیسرا باب

فرخ کا باپ ایک ایشیائی مذاق کا رئیس تھا - لیکن زمانے کی کشمکش نے متضاد سوسائٹیون مین پھنسا کر ازحد پریشان کر دیا تھا کو اُسکا خاندان سو اسو برس سے ملک فارس کو چھوڑ چکا تھا مگر اس ملک کی محبت اسکو اپنے وطن سے بڑھکر تھی - ہندوستانی فاتح مسلمان اپنے خاندان کو عموماً مغربی ایشیا کے مشہور ملکون عرب اور فارس کی جانب منسوب کرنے کے علاوہ مذہبی حیثیت سے بھی اِن دونون ملکون کو اپنا مقدس مرجع خیال کرتے ہین خصوصاً ہندوستانی مسلمانون کی دیندار جماعت عرب اور فارس کی سوسائٹی کی پیروی کرنے اور اپنا رشتہ عربی پیدا کرنے کی انتہا سے زیادہ شائق رہا کرتی ہے - فرخ کے باپ کو فارس کا شوق اور پاک سرزمین عرب کی محبت اسکی عمر کے کسی ابتدائی حصے مین وہان کھینچ لیگئی تھی - اُس نے اپنے سفر کو صرف مذہبی فیضیابیون ہی کے ساتھ محدود نہین رکھا تھا بلکہ ان ملکون سے سوشیل سبق حاصل کرنے کے لیے بھی بہت کچھ کوششین کی تھین - کربلا سے واپس آنے کے وقت جب وہ طہران سے شیراز ہوکر خراسان کا سفر کر رہا تھا راستے مین کسی

دلچسپ مقام پر سال دو سال کے قیام مین اُس نے ایک ایرانی بی بی حاصل کر لی تھی جسکی وجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ وہان کے سوشیل معاملات کا ایک بے نیظر فنا دائے اسکے ہاتھ لگ گیا تھا۔اس کتخدائی کے بعد ہندوستان سے باہر کے تمام سفرون مین یہ بی بی اسکی ہمدم وہمراز تھی۔

ہندوستان مین پہونچنے کے بعد فرخ کے باپ کو مناسب نہ معلوم ہوا کہ سفر کی اس دلچسپ اور دلفریب کمائی کو خاص اپنے وطن دہلی مین لاکر عام خاندان کی اُن نگاہون کے سامنے پیش کرے جو دولت کی نظر سے دیکھ کر اوسکا دل دکھاتین گی کیونکہ ہندوستان کی زمین کی خاصیت نے اُسکے خاندان کی تمام عورتون کو ویسا ہی بنا دیا تھا جیسی کہ ہندوستان کے عام اسلامی خاندانون کی عورتین ہین سب گھرون کی طرح اُسکے گھر مین بھی کوئی خاندان کی عورت اپنے شوہر کی ماتحتی مین دوسری خصوصاً غیر کُف عورت کو ہرگز نہین دیکھ سکتی تھی ان امور کا خیال کرکے اسکو کب امید ہوسکتی تھی کہ اسکی بی بی اپنی سوت کو صدمہ پہونچانے مین کوئی بات اُٹھا رکھیگی۔ان خیالات کے سبب سے اُس بی بی کو بمبئی مین ہی چھوڑ دیا۔جسکو وہ دہلی سے برابر کافی خرچ اپنے تمام عزیزون سے چھپا کر بھیجتا رہتا تھا اور یہ بی بی معمولاً فرخ کے باپ کے اکثر سفرون کا ذریعہ ہوائی کیونکہ وہ سیر وسیاحت کے حیلے سے بارہا ہندوستان مین پھرتا رہا۔مگر اس امر کا حال اس شادی کے کھلنے پر معلوم ہوا کہ اسکی عام سفرون کی حد کیون بمبئی ہی رہا کرتی تھی۔

اس بی بی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی تھی۔لڑکی بلو نہٹی کی تھی جو خراسان مین پیدا ہوئی تھی اور اسی جگہ خاک مین ملگئی۔بمبئی مین آکر تلے اوپر دو لڑکے ہوئے چھوٹا کوئی دس برس کا ہو کر سفیہ مین مبتلا ہوا اور وہی نقد مین اپنی مان کو داغ دے گیا۔صرف بڑا لڑکا باقی تھا جسکے خیال سے اسکی بیوہ اور بیکس مان اپنی امیدون کو مضبوط رکھتی تھی۔کیونکہ ضعیف ہونے کے بعد فرخ کے باپ نے اس نیکبخت بی بی کی خبرگیری موقوف کردی تھی۔مان کی امیدون نے انگریزی تعلیم کی سیڑھی پر چڑھتے وقت

اس ہونہار لڑکے کو صرف انٹرنس ہی کے زینے تک دیکھا- بہرحال نوکری کے ذریعہ سے وہ اپنا تھوڑا بہت کام چلا سکنے کے قابل ہو گیا تھا- فرخ کے باپ نے ابتدائی زمانے مین اس بی بی کو ایسا کچہ دیا تھا کہ اسوقت تک اُسے کسی قسم کی فکر نہ تھی-

اس غریب الوطن بی بی کے شوہر کے خاندان کو آخروقت دوسری شادی کا حال کسی قدر معلوم ہو گیا تھا- اور فرخ نے ایک آدھ بار اپنی سوتیلے بھائی کا نام بھی سُنا تھا عام خاندان نے فرخ کے باپ کی اس حرکت کو ناپسند کیا اور فرخ کی ماں کو کسی اپنی سوت کا ایک مدت کے بعد حال کہلنے سے سوت ہونے کے علاوہ اس امر کا بہت زیادہ قلق تھا کہ اُسے کسی سوت کا حال اسی وقت کیون نہ معلوم ہوا جس وقت وہ سوت بنی تھی کیون اتنے دنون کے بعد اسکو گالیان دینے کا موقع ملا-

فرخ کے باپ کے مرنے کی خبر اسکی اس ہمسفر بی بی کو بھی پہونچی جو بمبئی مین مقیم تھی- گو اپنے شوہر کی زندگی بھر اوس نے بہت کچہ صبر کیا مگر اوسکے مرنے کے بعد نہو سکا- بے اختیار ہو کر اپنے بیٹے کو دہلی روانہ کیا جس مین حال دریافت کرنے کے علاوہ یہ بھی غرض رکھی گئی تھی کہ باپ کی ترکے کا ایک حصہ جس طرح بن پڑے اپنے سوتیلے بھائیون پر دعوے کر کے وصول کرے یہ وہی فرخ کے باپ کا ایک چوتھا بیٹا ہے جو اوس جمنا کے کنارے والی پُر فضا کوٹھی مین بیٹھا فرخ سے باتین کر رہا ہے جسے فرخ نے بڑی دیر مین پہچانا ہے-

فرخ:- آپ کی ملاقات ایسے لطف کو پیدا کرتی ہے جس کی مشکلون سے اُمید کی جا سکتی تھی میز کی جانب جُھک کر گھنٹی بجا دی-

آدمی جلدی مین گھبراتا ہوا آکر سامنے کھڑا ہو گیا-

فرخ:- جلدی چاے تیار کرو" (مہدی کی طرف اس طرح دیکھکر گویا وہ کسی بات کے سُننے کا منتظر تھا) "غالباً آپ کو تو پہلی ہی دفعہ دہلی مین آنے کا اتفاق ہوا ہو گا؟"

مہدی: "بڑی آرزؤن سے آج وہ دن پہلے ہی نصیب ہوا ہو جسمین ایک ایسے معزز شخص کا مہمان ہون۔"

فرخ: "جناب والد صاحب کے انتقال کا حال تو غالباً آپ نے سنا ہی ہوگا؟"

مہدی: "اسی غم نے مجھکو اس مقام تک پہونچایا۔ افسوس بدقسمتی نے اُن کی زندگی مین آپ لوگون سے ملنے کا موقع نہ دیا بلکہ ایسی حسرت و غم کے سفر کو طے کر کے مجھے مجبوراً ان کے جانشینون سے ملنا پڑا۔" یہ کہکر مہدی فرخ کے چہرے کو نہایت غور سے دیکھنے لگا کہ یہ جملہ اسپر کیسا اثر ظاہر کرتا ہے فرخ اپنے رشتہ دار مہمان کی طرف ایک قسم کے استغراق اور بیخودی کے ساتھ دیکھتا جاتا تھا کہ یکایک اس پچھلی تقریر نے اس کے چہرے کی کیفیت بدل دی چونک پڑنے کے بعد جس سے اس محویت کا خاتمہ ہوگیا تھا اس نے ایک استعجاب کے ساتھ اس قسم کے استفہام کے طور پر جو کسی بڑی دور کی بات کے متعلق ہوتا ہے ذرا آگے کو جھک کر کہا "کیون؟ مین نہین سمجھ سکتا کہ والد مرحوم کے انتقال کے بعد اُن کے جانشینون سے ملنے پر آپ کو مجبور کس چیز نے کیا ہے؟"

مہدی: (ٹالنے کے طور پر) "نہین مجبوری کیا! اگر پھر بھی ہم ان سے علیحدہ ہو کر دنیا مین اپنا نام کسی کے سامنے نہین پیش کر سکتے ہین۔"

مہدی کا ذو معنی زبان سے ایسے مبہم الفاظ کہنا جنکے مختلف معنے ہو سکتے ہین فرخ پر بہت کچھ اثر کر گیا یکبارگی متفکر ہو کر اس نے گردن جھکالی اور دل ہی دل مین غور کرنے لگا۔

"افسوس میری فکرون کا ابھی خاتمہ نہین ہوا۔ مہدی یقیناً اپنی حقیت ثابت کرنے آیا ہے لیکن کیا پا سکتا ہے؟ میرے پاس رہا کیا ہے! اسکے آنیکا جیسا اثر مجھ پر پڑا ویسا ہی میرے بھائیون۔ کبھی پڑنا چاہیے شاید یہ مہدی مجھ ہی کو کسی قدر دولتمند سمجھتا ہے ورنہ اور بھائیون کو چھوڑ کر میرے یہان کیون آتا؟ انکا دیوالہ نکل چکا ہے۔ ہائے میری ظاہری امید دلانیوالی وضع کیون ایسی نہ ہوئی کہ لوگ انکی طرح مجھ سے بھی کوئی امید نہ رکھ سکتے۔"

"مہدی کے معاملے مین خاندان مین ٹھیک میری مدد کریگا - آہا! بڑا غضب ہوا - یہ میرے یہان ٹھہرا ہے - میرے مکان پر اسکا رہنا اب کسی طرح مناسب نہین اگر میری کوٹھی مین رہا تو مشکل سے مجھے اپنے ارادون مین کامیابی ہوگی جہا آج اپنی مان سے رائے لونگا - وہ اسکا یہان رہنا کبھی گوارا نہ کریگی -

"خیر ابھی کچھ جلدی نہین ہے - سوچ سمجھکر جو مناسب معلوم ہوگا کیا جائیگا"

یہانتک پہونچکر فرخ کے خیالات پلٹ گئے نا تجربہ کاری کا تذبذب جہان عرصہ تک اُسے پریشان رکھتا تہا وہان کبھی کبھی وہ ایک تسلی کے جملے بھی سوجہا دیتا تہا اسلیے چندمنٹ کے توقف مین بخیال رہنے کے بعد پہر اوسکے دل نے ایک نئے پہلو پر خیالات کا سلسلہ شروع کیا - مگر اسوقت تک ٹھیک اسبات کا بھی اندازہ نہین ہوا کہ یہ اپنی حقیقت ثابت کرلے ہی کی نیت سے آیا ہے"

"اوسکی باتون سے تو صاف کوئی بات نہین نکلتی ہان! ہان! مجھے خیال نہین رہا - میرے باپ کے جانشینون سے ملنے پر اپنی مجبوری بیان کرکے وہ ایک غیر معمولی نگاہ سے میری صورت دیکھنے لگا تہا"

فرخ کے خیالات ابھی زیادہ پہلو نہین بدل چکے تھے کہ آدمی کی پیرون کی چاپ نے سلسلہ خیالات کو ایسی حرکت دی کہ یک بیک اسکی نگاہ اوٹھ گئی آدمی نے سادی چاے کی ایک پیالی مہدی کے آگے میز پر رکھدی اور ایک پیالی فرخ کے سامنے رکھنے کو تھا کہ اوس نے اپنے ہاتھ مین لے لی"

مہدی نے پیالی میز سے اوٹھا کے ایک بہت چھوٹا گھونٹ پیکر جسمین سرسرانے کی کرخت آواز نکلی کہا" اُفوہ! بہت گرم ہے!"

یہ کہکر اوس نے پیالی پہر میز پر رکھدی اور فرخ کیطرف دیکھکر کہا" شاید آپ بہت گرم چاے پیتے ہین"

فرخ - (پیالی کو جو مُنہ سے لگی ہوئی تھی ہٹا کر اور چاے کا ایک گھونٹ حلق سے اوتار کر)" نہین مین ایسی گرم تو نہین پیتا مگر اسوقت شاید جلدی کے سبب سے گرم ہی رہ گئی ہوگی"

مہدی نے پہر پیالی اوٹھائی اور پھونک پھونک ہلکے ہلکے گھونٹ پینا

تھا کہ پشت کی جانب ایک آہٹ معلوم ہوئی جسنے اوسے اپنی جانب متوجہ کر لیا وہی پردہ جسے اوٹھا کر وہ اس کمرے مین داخل ہوا تھا ایک جانب سمٹنے کے ساتھہ ہی ذرا اوپر کو بھی اوٹھا پردے کی اس حرکت نے فرخ کی نگاہ کو بھی جو مہدی کے چہرے سے بمشکل جدا ہونا گوارا کرتی تھی اپنی طرف بڑھا لیا۔

ایک پستہ قامت بھنگا سیاہ فام آدمی بائین آنکھہ دبا کر ابھی سے مہدی کو بغور دیکھتا ہوا کمرے مین آیا جسے فرخ اور مہدی کی آنکھین پردے سے ایک کرسی تک لے آئین جسپر وہ فرخ کے "بیٹھو" کہنے سے بیٹھ گیا۔

یہ بیناہم صحبت اگرچہ مہدی کے نزدیک بالکل اجنبی تھا مگر فرخ کی کم توجہی سے ایک ادنے درجے کا معمولی آنے جانے والا سمجھا گیا۔ مہدی اسکو اوسی قدر غیر مانوس سمجھنے والی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا جسقدر اجنبیت کے ساتھہ وہ اپنی ٹیڑھی نظر اسپر ڈالتا تھا۔ وہ متحیر نگاہین ایکدوسرکو مانوس بنانیکے لیے جھجک جھجک کر مل رہی تھین۔

فرخ۔ (چاء کی پیالی خالی کر کے میز پر رکھکر مذاق کے لہجے مین) "بھئی مشتاق! خوب وقت پر آئے۔ دو تو دو۔ آج تمھین چار آنکھین ڈھونڈ رہی تھین"۔ (مہدی کیطرف اشارہ کر کے) آپ وہین سے آگئے ہین۔ اب آپ سے بڑھکر منفصل حالات کس سے معلوم ہو سکتے ہین۔ آنکھونسے دیکھے ہی چلے آتے ہین"

فرخ کی اکثر دلچسپیان جو کبھی گھڑی بھر کے لیئے اُسے افکار سے نجات دلوایا کرتی تھین وہ اُنھین حضرت "مشتاق" سے حاصل ہوتی تھین مشتاق نا اہل جاہل اور نہایت ہی بامذاق آدمی تھا۔ ملک کی اوس ناعاقبت اندیش جماعت مین اکثر اپنا عزیز وقت صرف کیا کرتا تھا جو گورمنٹون کی باہمی جنگ وجدال کی نئی نئی وحشت انگیز خبرون کو اپنی زندگی کا قابل قدر سرمایہ سمجھتی ہے۔ اسکے علاوہ مشتاق مین اپنے بشرے کے موافق لوگون مین فساد ڈلوانے اور لڑا دینے کا بھی کامل مادہ پایا جاتا تھا۔ فرخ مشتاق کو صرف اس وجہ سے اکثر اپنی صحبتون مین آنے دیتا تھا کہ اسکی باتون سے دل بہلے فرخ نے اسوقت مشتاق کے خیالات کے موافق محض مذاق کے طور پر مہدی

کی جانب اشارہ کرکے کہدیا تھا "آپ ابھی وہین سے آتے ہین" مہدی جو مشتاق کے خیالات سے بالکل ناواقف تھا کچھ نہ سمجھ سکا۔ کہ وہین سے کیا مراد ہی مگر مشتاق نے البتہ یک بیک ایک پرشوق اور بہت جلد جواب پانے کا انتظار کرنے والی نگاہ سے مہدی کی جانب دیکھکر کہا "ہان حضور فرمائیے کیا خبرین ہین! آپ تو ابھی آئے ہین آجکل سرحد پر کیا ہو رہا ہی!"

سرحد کا لفظ سننے کے بعد جب مہدی کو معلوم ہوا کہ مشتاق ایک بیہودہ شخص ہی اور لغو خبرون کا شائق سا کرتا ہی تب وہ ایک خوف دلانے والے ایسے لہجہ مین جیسا سے مذاق کی بھی اسقدر بو پائی جاتی تھی جسقدر مشتاق کی معمولی عادت مین نہ آسکے بولا "حضرت اصل یون ہے کہ مین آتا تو وہین سے ہون اور سب ہی خبرین مجھے معلوم بھی ہین۔ مگر سرکار کی جانب سے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے آپ مجھے معاف فرمائین کیونکہ مین ہرگز کوئی خبر نہین بتا سکتا"

مشتاق کا شوق ان باتون سے زیادہ ترقی کر گیا۔ مہدی کے اس جواب نے مشتاق کی عجیب صورت بنادی چہرے سے مسرت کے ساتھ فخر کے بھی آثار ظاہر ہونے لگے اسکے سیاہ لمبے چہرے کے درمیان مین سفید دانتون کو بدنمائی کے ساتھ ظاہر کرنے والی یون ہی سی مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی کہ وہ اپنی ان جھوٹی خبرون پر ناز کر رہا ہی جنکو روز فرخ سے بیان کیا کرتا تھا۔ خصوص جب وہ مسکرا کر فرخ کی طرف دیکھنے لگتا تھا تو گویا فرخ کو جو اسکے جھوٹا ٹھہرانے پر طعن کرتا تھا اسکی ٹیڑھی نگاہ جب چہرے کی کھوڑتی ہر کے بعد ایک قسم کے فخر کے ساتھ فرخ پر پڑنے لگتی تھی تو اس سے ایک عجیب بانرتیب ترچھی ادا اور بدنما بانکپن ظاہر ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ مشتاق کا شوق اس مرتبے سے بہت زیادہ تجاوز کر گیا جسکا انسان ضبط کرسکتا ہو وہ ایک اور کرسی پر مہدی کے قریب جا بیٹھا اور خوشامد کے لہجہ مین بڑے اصرار کے ساتھ خواستگار ہوا کہ مہدی کچھ حالات ضرور بیان کرے مشتاق کی یہ باتین جنھون نے مہدی کو اپنی جانب متوجہ کر لیا فرخ کی خواہش کے بہت موافق ہوئین کیونکہ بڑی فکرمندی کے باعث وہ ایسے موقع کو ڈھونڈ رہا تھا جو ان کے پاس جانے کے لیے

مناسب ہوتا کہ وہ مہدی کے آنے کی خبر کرکے اوسکے ارادون کے متعلق رائے
لے۔" فرخ نے جیسے ہی دیکھا کہ مشتاق اوسکے نئے مہمان کو بخوبی اپنی طرف معطوف
کیے ہوئے ہے مناسب الفاظ مین معافی مانگنے کے بعد فوراً اوٹھ کھڑا ہوا
کھڑے ہوکر اوسنے مشتاق سے اس امر کی خواہش کی کہ "اوسکے پھر باہر
آنے تک منتظر رہے۔" اور بغل کے اس دروازے سے جدھر سے آدمی
کئی بار آیا گیا تھا نکلکر خواب کے کمرے مین ہوکر شاگرد پیشہ سے ملی ہوئی ایک
وسیع عالیشان محل سرا مین چلا گیا بیرونی دروازے سے اس دروازے
تک جسپر کپڑے کا خوبصورت ہندوستانی وضع کا پردہ پڑا تھا ایک وسیع
اور معقول ڈیوڑھی تھی جس مین پہرہ دینے والے سپاہی رہا کرتے تھے
یہ ڈیوڑھی [illegible] اونچے طبقہ کے ہندوستانیون کی طرز معاشرت کا سچا
نمونہ کہی جاسکتی تھی۔ کیونکہ اکثر اطراف خصوصاً چارون کونے اور وہ مقامات
جو پہرے والون کی چارپائیون کے متصل تھے بالکل غیر ضروری اور بیفایدہ
جگہ روکنے والی چیزون اور خراب چیزون کی وجہ سے ڈیوڑھی کو طبیعت پریشان
کرنے والا بیہودگی کا خانہ ثابت کر رہے تھے۔ فرخ اپنی نئی فکر کی بیخودی مین
بغیر کسی طرف دیکھے ڈیوڑھی کو طے کرکے اس دور تک پھیلے ہوئے صحن مین
[illegible] فرخ کو جانے لگا جو محل سرا مین جانے والے کو پردے کے بعد
ملا کرتا تھا صحن طے کرکے تین پختہ ایک ایک فٹ اونچے زینون پر چڑھکے
بلند اور نئی استرکاری کیے ہوئے دالان مین ہوکر بائین جانب کے بغلی
[illegible] تھے اور تیسرے کمرے مین داخل ہوا جہان ایک خوشنما نازک پلنگڑی
پر اوسکی مان یون ہی سی غفلت مین آنکھین بند کرکے لیٹی تھی۔ سرہانے
ایک خواص پنکھا جھل رہی تھی۔ فرخ پلنگڑی کے نیچے چاندنی پر جو شطرنجی
کے اوپر بچھائی گئی تھی بیٹھ گیا۔ اور خواص سے یہ آہستہ پوچھا
"کیا آرام کر رہی ہین؟"
خواص۔ "آواز سے نہین بلکہ کچھ اشارے سے اور کچھ چھپ چھپا کر ابھی
ابھی ذرا آنکھ لگ گئی ہے۔"

ماں (بغیر آنکھیں کھولے ایک بھیانک اور بھرائی ہوئی آواز سے) کون ہے؟"
(آنکھیں کھول کر) بیٹا! تم اس وقت دھوپ میں کیوں آئے اے ایک تو یوں ہی جی نہیں اچھا رہتا ہے اسپر ایسی چل چلاتی دھوپ میں مارے مارے پھرے ہو بیٹا! (بیٹا کو خوب بڑھا کر) تمھارا مزاج اس طرح کا نہیں کہ دھوپ میں مارے مارے پھرو"

فرخ "میں تو خود کمرے سے کم باہر نکلتا ہوں اسوقت آپ سے کچھ عرض کرنا تھا اسلیے حاضر ہوا اور اب تو چار بج گئے دھوپ میں وہ تیزی نہیں رہی"

ماں "شوق سے کہو"

فرخ "آج وہ آئے ہیں۔ کیا نام ہے! اے توبہ! بھولتا ہوں! لاحول ولا قوۃ۔ کیا کمبخت حافظہ ہے ادھر بات سنی اور ذہن سے اتر گئی (ہادی) نہیں! نہیں! اولیں ہی کمبخت زبان تک نہیں آتا! ہاں! مہدی"

ماں "مہدی کون؟"

فرخ "وہی جو بمبئی میں رہتے ہیں ہمارے دوسرے بھائی" (ر لی) کو خوب بڑھا کر) والد کے انتقال کا حال سنکر آئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کچھ نہ کچھ جھگڑا فساد ضرور ہوگا یقیناً وہ اپنا حق ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں اور خرابی یہ کہ میرے ہی مکان میں وہ ٹھہرے ہیں"

ماں (غصہ میں شور کر کے) "وہ ہوتا کون ہے؟ واہ خوب حق ثابت کرنے آیا ہے بڑا حقدار بنا ہے بکنے دو تم کچھ گھبراؤ نہیں۔ آخر تم نے اپنے ہاں ٹھہرنے کیوں دیا؟ کیا اور کہیں جگہ نہ تھی؟"

فرخ۔ (متانت کے ساتھ) "یہ تو آج ممکن ہے کہ ان کو یہاں سے اٹھا دیں مگر آپ خوب سمجھ لیجیے بے مروتی کرنے کے بعد ندامت ہوئی تو مرجانیکی جگہ ہوگی۔ اور یہ بھی جان لیجیے کہ ذرا بھی بے اعتنائی کی گئی تو وہ بھی کوئی بات اوٹھا نہ رکھیں گے"

ماں۔ (طیش کھا کر) "وہ کر کیا لیگا؟ میں ہرگز ہرگز تمہارے پاس ٹھہرنیکی روادار نہیں ہوں تم آج ہی اٹھا دو"

فرخ :۔ بہتر۔"

فرخ اس گفتگو سے اور زیادہ فکرمند ہو کر کوٹھی کو پھرا۔ راستے بھر دل ہی دل مین طرح طرح کی باتین کرتا گیا "میری ماں کے خیالات ہی سخت ہین ایسی بے مروتی ہرگز ہرگز مناسب نہین مگر کیا کرون۔ اب وہ کہتی ہی ہین۔ اُٹھاتے ہی بن پڑے گا مجھے آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ضرور کوئی نہ کوئی خرابی آ اٹھ کھڑی ہو گی۔ عدالت تک نوبت پہونچ گئی تو معاملہ بہت نازک ہو جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے۔"
فرخ کوٹھی کے برآمدے پر چڑھکر سونے کے کمرے مین داخل ہوا اور پردے کے پاس ہٹانے کے لیے ہاتھ دے ہی گیا تھا کہ کچھ کچھ سجھ مین آنے والی باتون نے جو مہدی اور مشتاق آپسمین چپکے چپکے کر رہے تھے اُسکا ہاتھ روک دیا اور دم سادھ کے چپ چاپ کھڑا ہو کر وہ اُن باتون کو سُننے لگا۔

مشتاق :۔ آپ اُن کے بھائی ہین! بیشک آپکی خواہش بیجا نہین ہے۔"

مہدی :۔ مجھے دعوے کرنمین تو بہت تامل ہے مگر نہ کرونگا تو آخر کرونگا کیا؟

مشتاق :۔ فرخ نہایت نیک نیت اور معقول آدمی ہین۔ بغیر کسی رنجش کے تصفیہ ہو جائے تو کچھ عجب نہین۔

مہدی :۔ کوشش کیجیے۔ آپ تو کہتے ہی ہین کہ فرخ کے مزاج مین مجھے بہت دخل ہے۔ میری رائے مین آپ ہی اس معاملے کو اُن سے چھیڑین تو مناسب ہو گا۔

مشتاق :۔ بہت بہتر۔ دیکھیے مین کل ہی موقع دیکھکر ذکر کر دونگا مگر مناسب ہے۔"
اتنا سنکر فرخ نے آہستہ سے پردہ اُٹھا کر اندر قدم بڑھایا چاپ پاتے ہی مہدی اور مشتاق دونون یکبارگی چونک پڑے مشتاق چپ ہو کر فرخ کی صورت دیکھنے لگا اسکے علاوہ مہدی بھی اس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ فرخ نے یہ باتین سنین تو نہین؟" اسکے چہرے پر غور کرکے نگاہ دوڑانے لگا پھر ایک سرسری نظراندازی کے بعد مشتاق نے ندامت کی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی ٹیڑھی آنکھین جھکا لین جنکی شعاع اسکے سامنے گز بھر اپنی جانب ہٹکر زمین پر پڑ رہی تھی۔

تھوڑی دیر تک کوٹھی مین سناٹا رہا جسکو گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ نے مٹایا جو کوٹھی کے زینون کے برابر لاکر کھڑی کی گئی۔ فرخ گھنٹی بجا کر جو میز پر رکھی تھی بغل کے اُس کمرے مین جو کپڑے پہننے کے لیے موضوع تھا چلا گیا آدمی فوراً آیا اور حمدی کے اشارے کے موافق اسی کمرے مین جاکر فرخ کو کپڑے پہنانے لگا ایک گرمی کا سوٹ زیب بدن کرکے فرخ اپنے سوتیلے بھائی کو ساتھ لیکر سوار ہو گیا مشتاق بھی اُٹھکر کسی اور طرف کو راہی ہوا۔

چوتھا باب

موسم بہار کی چاندنی رات کا دلفریب سمان بندھا ہوا ہے۔ ہوا سے سیرد کے ہلکے خوشگوار جھونکے چارون طرف اُن لہراتی ہوئی زلفون کو ڈھونڈتے پھرتے ہین۔ جو رُخ جانان پر بکھری ہون۔ ماہتاب کا چمکدار عکس گورے رخسارون سے مایوس ہو ہوکر کسی خوشنما کوٹھی کی سفید استرکاری کی ہوئی دیوارون سے ٹکرا رہا ہے۔ مضبوط اور اونچا پشتہ جو کوٹھی کے سطح صحن کے خاتمہ پر ہے مستانہ ادائی کے ساتھ چاند کی دلگیر روشنی کو دوش پر لے لینے کے چلنے والی موجون کے تھپیڑے کھا کھا کر ہجر آن نصیبون کو کسی کے ڈھیلے ہاتھون کی مار یاد دلا رہا ہے۔ دور تک موجین لے لے کر بہتا ہوا پانی اپنے نشیب و فراز سے ماہتاب کی کھل کھلکر چمکنے والی شعاعین ہزارون پہلوؤن سے دکھا دکھا کر آسمان کو زمین کی اُن عملا حیتون کا نمونہ دکھلا رہا ہے جو حسن مہوشان کو لاکھون ناز و ادا کے ساتھ ظاہر کرتی ہین۔ دریا کی شوخ اور لہرین جب چاندنی کی سُنہری چادر اوڑھکر جھوم جھوم کے چلنے لگتی ہین تو باد خشک کے گستاخ جھونکون کے بیخود ہوکر چھیڑ بیٹھنے سے اُس جگمگاتی چادر ہی کے نیچے اُنکا مچل مچل جانا کسی افشان چنی ہوئی جبین ناز کے چین آشنا ہونے کا لطف یاد دلاتا ہے۔ اُس پار نگاہون کو بڑی وسعت کے ساتھ سیر کرانے والی ریت باغ نیچر کی نہایت ہی دلچسپ نمائشگاہ ہو رہی ہے۔ جہان قدرت نے پُرشوق اور بلند پرواز نگاہون کی بہ آسانی سیر کرنے کے لیے نکھری

چاندنی کا کام جلا اور صاف فرش بچھا رکھا ہے کوٹھی کے صحن کا مربع حلقہ نظر فریب پھولوں کے ناندوں کی سڈول قطار سے آراستہ کیا گیا ہے ٹھنڈی ہوا جو کوٹھی کے دروازون سے نکلتی ہے جگمگاتی ہوئی موجون پر فریفتہ ہوکر از خود رفتگی کی شوخیوں کے ساتھ دریا کی سطح پر سیر کرنے لگتی ہے اوسکی تازگی کسی اور پُر فضا کی خبر دیتی ہے جو قریب ہی کوٹھی کے کسی دوسرے پہلو پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ آسمان بالکل صاف ہے۔ چاند کی روشنی قدرت کے خوشنما و نورانی نقش و نگار کو جو اور بکھرے ہوئے ستارون سے آسمان پر نکلے ہین مٹائے دیتی ہے۔ بیشمار متوازی خطوں کا سلسلہ دکھا کر آسمان دریا کے اوس پار کی جبین آشنا رنگ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ کوٹھی کے ایک وسیع صحن مین ایک مسہری بچھی ہے جسپر کوئی شخص اس خاص مقام کی چاندنی کے لطف کو اجنبی اور نہ سیر ہونے والی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ مگر چاند کے خوشنما سوقعون کی طرف اسکی رُک رُک کر پڑنے والی نگاہ سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر متفکر نہ ہوتا توجی بھر کے لطف اوٹھاتا یہ ہمارے معذب نوجوان "فرخ" کا خوف دلانے والا مہدی ہے۔

فرخ اور مہدی رات کو واپس آئے۔ گھنٹہ بھر کی صحبت کے بعد کھانے سے فراغت پاکر فرخ محل سرا مین گیا۔ مہدی کے لیے اوسکی خواہش کے موافق کوٹھی کے اس مختصر اونچے صحن مین مسہری بچھا دی گئی جو اب زیبا تھا جو دلچسپ سمان اس مقام پر نظر آرہا تھا وہ شاید مہدی کو کسی اور جگہہ نصیب نہ ہوسکتا تھا مگر فکرون نے اوسکے دلکو کسی لطف کی جانب متوجہ نہین ہونے دیا اوسنے موقعہ پاکر دل ہی دل مین سوچنا شروع کیا۔ اور اپنے اوس خاص معاملے مین غور کرنے لگا جس کے لیے وہ دہلی مین آیا ہے۔ فرخ آج میری باتون سے کچھہ کھٹکتا ضرور تھا اوسکو یقین ہوگیا کہ مین اوسے کسی بڑی پریشانی مین ڈالنے آیا ہون میرا دعوے سراسر صحیح ہے کوئی میرے حق کو مٹا نہین سکتا مگر فرخ کا تمام خاندان میری جان کا دشمن ہوجاے گا مجھے اوسکے خاندانی

عزیزون کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرنا پڑین گی۔عدالت مین بھی سمجھ نہین سکتا کہ مجھے جیتنے کی کہان تک اُمید رکھنا چاہیے۔تمام عملہ بلکہ شاید حاکم کو بھی میرے مقابلے مین فرخ ہی کے ساتھ ہمدردی ہوگی فرخ کے چچا مالدار ہین۔اس مقدمہ مین کوئی تعجب نہین کہ وہ لوگ بھی اپنے روپیہ سے اوسکی پوری شرکت کرین۔مین بالکل تنہا اور بے یار و مددگار ہون۔اتنا روپیہ بھی میرے پاس نہین کہ فرخ کے پورے خاندان کا چند روز مقابلہ کرسکون۔افسوس! مجھے یہان کوئی گواہ بھی نہ مل سکیگا۔بمبئی سے گواہون کے طلب کرانے مین صرف بہت زیادہ پڑیگا۔مگر کچھ ہو مین اپنے ارادے سے باز نہین رہ سکتا مین اپنے تئین ایک مستقل مزاج اور اپنی غریب دکھیا ماں کی آرزوئین پوری کرنیوالا شخص ثابت کرنے کی کوشش کرونگا ہان! اب مجھے فرخ کے یہان رہنا بھی نہ چاہیے اول تو وہ خود اس بات کو دل سے گوارا نہ کریگا۔دوسرے مجھے اب اپنے دشمنون سے بچنا چاہیے۔گو فرخ کے مزاج سے ایسا امر ناممکن ہو لیکن احتیاط کے خلاف ہے۔کل مشتاق فرخ سے اس بات کا ذکر کرکے اوسکا منشا دریافت کرلیگا مین اوس سے پوچھکر کل ہی شام تک یہان سے اُٹھ جاؤنگا مشتاق کو ملائے رکھنا چاہیے اس سے بہت مطلب نکلین گے۔مجھ سے اوس سے جو آج باتین ہو رہی تہین وہ فرخ نے سُن ضرور لی ہین بیشک اوس سے بدگمان ہوگیا ہوگا۔کل صبح مین یہان کے بعض وکیلون سے ملونگا۔دیکھون وہ کیا رائے دیتے ہین۔اسی فکر مین پڑے پڑے مہدی کی آنکھ لگ گئی تڑکے ہی مہدی کی آنکھ کھلی۔مسہری سے اوٹھکر وضو کے لیے کوٹھی کے سامنے دریا کی جانب ان پختہ سیڑہیون سے اوترنے لگا جو پانی کے اندر تک چلی گئین تھین۔غیر متعصب نوجوان مہدی کو اپنے ہم وطن ہندو بھائیون کے پاک چشمہ کا سمان ایسا بھلا معلوم ہوا کہ نماز صبح کے وضو سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر کر دریا کے چارون طرف

نگاہ دوڑانے لگا۔ پڑوس کا عالیشان شوالہ جسمین سے اگلے علمی مقدس زبان سنسکرت کے صبح کی ہوا مین گونجتے ہوئے الفاظ سنے جاتے تھے کسی خوش اعتقاد حور وش صنم پرست کے شکن پڑے اور اور پھیلتے ہوئے آنچل کی طرح اپنے سمٹ سمٹ کر جھکتے ہوئے زینون سے مذہبی اداؤن کے ساتھ گرا گرا کر باغ حسن کے تو شگفتہ پھول جمنا کی نذر کر رہا تھا مہدی نے اندازاً بیس منٹ تک دلچسپ سیر دیکھکر وضو کیا۔ اندر جا کر نماز سے فراغت کی اور کوٹھی کے پائین باغ مین ٹہل کر ان باتون پر غور کرنے لگا جنکی فکر مین رات کو سویا تھا! "مجھے اب اپنی حقیت کا دعوی کرنا ہی ہے تو تاخیر سے کیا فائدہ؟ آج ہی کسی وکیل سے مل کر کارروائی شروع کر دونگا ہان پہلے مجھے یہان سے اُٹھنے کی فکر کرنا چاہیے آج ہی اُٹھ بھی جاؤنگا" اتنے مین سامنے سے ایک روز پیشتر کے دوست مشتاق نونہالان چمن کو ٹیڑھی نگاہ سے نظر لگاتے ہوئے دکھائی دیئے جن سے سلام کے بعد مہدی نے آگے بڑھکر ہاتھ ملایا جب معمولی مزاج پرسی سے فراغت ہو چکی تب وہ کوٹھی مین مہدی کی رائے کے موافق اس نیت سے جا کر بیٹھے کہ فرخ کے باہر آتے ہی مہدی کے ارادون کی اطلاع دیکر اسکا منشا دریافت کرین فرخ کا ناموافق مہمان باغ مین ٹہل رہا تھا کہ وہ محل سے برآمد ہو کر اپنی نشست کے معمولی کمرے مین آکے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جہان مشتاق اسکا انتظار کر رہا تھا مشتاق سے صاحب سلامت ہو چکنے کے بعد ادھر اودھر دیکھتے دیکھتے فرخ نے باغ کی ایک روش پر مہدی کو ٹہلتے دیکھکر فکرمندی کی وضع سے گردن جھکا لی۔ مشتاق فرخ کو چیکارنے دینے کے لیے یہان آکر نہین بیٹھا تھا اُسنے اپنی قدیمی پالیسی کے موافق کچھ روسیون کی خبرین بیان کرکے مہدی کا تذکرہ شروع کر دیا۔

مشتاق ایک ہوشیار آدمی تھا۔ اور اس قسم کے لوگون مین تھا جنکے ذریعے سے ایشیائی رؤسا کے دربارون مین لوگون کی غرض نکلا کرتی ہے گو اب فرخ اس قسم کا رئیس نہین رہا تھا۔ مگر مشتاق نے اسکا منشاء دریافت ہی کر لیا۔

مشتاق کو تنہائی مین گفتگو کرکے جواب پالینے کے لیے کافی موقع دیکر مہدی بھی باغ سے واپس آیا اور ہاتھ ملاکر سلام وغیرہ کے بعد فرخ کی داہنی جانب ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا - مہدی نے اسوقت فرخ کو صرف متفکر ہی نہین بلکہ اپنی جانب سے کچھ رکا ہوا بھی پایا اسوقت فرخ کی صورت دیکھتے ہی وہ اسبات کا منتظر ہوگیا تھا جو مشتاق اُس سے تنہائی مین بیان کرنے والا تھا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد فرخ مجلس سے اوٹھ گیا شاید وہ تمام باتین جو مشتاق کی زبان سے سُنی تھین اُنکو اپنی ماں سے بیان کرنے گیا ہوگا موقع پاکر مشتاق مہدی کیجانب متوجہ ہوا جنکے شوق مین مہدی اُسکے پاس جا بیٹھا

مشتاق - مین نے تمام باتون کا تذکرہ کیا تھا - فرخ پہلے بے پروائی کے ساتھ ٹالتا رہا مگر آخر برہم ہوکر کہنے لگا کہ مہدی بہرا کچھ نہین کرسکتے عدالت بھی اُنکو کامیاب کرنے کی جرأت نہ کریگی گو شرعاً جائز ہو مگر ہمارے خاندان مین کبھی ایسا نہین ہوا میری والدہ مہدی کے آنیکا حال سُنکر بہت برہم ہوئین وہ یہانتک گوارا نہین کرتین کہ مہدی میرے یہان ٹھہرین اور اب یہان سے اُٹھ جانا اُنکے حق مین بہتر ہی مین تمام خاندان کو اس معاملے مین شریک کرسکونگا مہدی کو اس قسم کی جرأت کرکے سخت ندامت ہوگی مین خیال کرتا ہون کہ آپ اب یہان سے کسی اور مکان مین جانیکا ارادہ کیجیے"

مہدی - مین بھی اسی ارادے مین ہون مگر آپکو اس معاملے مین مدد دینی ہوگی - مین بالکل یکہ وتنہا ہون"

مشتاق (طمع آمیز خوشامد کے ساتھ) مین تو خادم ہون جہان فرمائیے ہمراہ چلنے کو تیار ہون مگر یہ امر فرخ کے خلاف ہوگا - بس اتنا"

مہدی - (بات کاٹ کر) نہین! نہین! اُنکو کبھی اسکی خبر نہ ہوگی مین ہر طرح آپکی خدمت کو موجود ہون" (لہجہ بدلکر) "اب چلنا چاہیے اسی لیے فرخ کے مجلس سے جاتے وقت مین نے اُن سے چلنے کی اجازت لے لی تھی" یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور مشتاق کا ہاتھ پکڑکے کوٹھی کے باہر آکر کہنے لگا چاہو ابھی ٹھنڈا وقت ہی شہر تک پیدل چلے چلین یہان قریب کوئی گاڑی نہین ملسکتی

شہر میں پہونچکر کوئی کرلینگے فرخ کی گاڑی پر چلنا ٹھیک نہیں"
مشتاق (دل میں) "یہ خنت تو نہیں کرتا ہی؟ مگر بے شک یہاں گاڑی مل نہیں سکتی اسکے ساتھ رہنے میں فائدہ ضرور ہی۔ چلئے بھی چلو" (زبان سی) بسم اللہ۔ اس میں مضائقہ ہی کیا ہی؟ اور اسوقت تو پیدل ہی چلنے کا لطف ہی"

مہدی مشتاق کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا۔ پہلے مشتاق کی صلاح کے موافق مولوی بشیر الدین صاحب وکیل ہائی کورٹ کے مکان پر جا کر ان سے ملاقات کی فرخ کے مقابلے میں ایک ایسے مقدمے کا لینا جو اس کے تمام خاندان کو جوش دلادیگا ان کے خلاف تھا مگر مہدی کو سچا حقدار خیال کرکے انھوں نے وکالت منظور کرلی۔ محنتانہ طے پانے پر اسیوقت عرضی دعوی تیار ہو کر یہ رائے قرار پائی کہ آج ہی گذر جائے۔ کورٹ فیس کی تعداد دریافت کرکے مہدی نے اپنے منی بیگ سے ٹکٹ جو بیشتر ہی اس نے لے رکھے تھے نکالے ضرورت کے موافق چسپاں کردیئے اور باقی پھر منی بیگ میں رکھ لیے۔

اس کارروائی کو پورا کرکے مہدی نے اپنے لائق وکیل سے کسی عمدہ مکان کی درخواست کی جو عمدہ موقع پر ہونے کے علاوہ وسیع اور ایک مختصر باغ کی وجہ سے پر فضا بھی ہو۔ شہر ہی کے اندر ایک خوشنما کوٹھی انہوں نے تجویز کردی۔ جسکے مالک سے گفتگو ہونے کے بعد پچاس روپیہ ماہوار کرایہ بھی اسی وقت طے پا گیا مہدی نے مشتاق کو اس کوٹھی میں بٹھلا دیا خود ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر عدالت ہوتا ہوا (جہاں وہ عرضی دعوی گذرانے اور طلبانہ داخل کرنے کے لیے گیا تھا) فرخ کی کوٹھی میں داخل ہوا۔ فرخ جو بڑے کمرے میں تنہا بیٹھا تھا دیکھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا۔ مہدی فرخ کو بٹھا کر اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

فرخ۔ (ایک سست آواز سے) "فرمایئے کہاں جانیکا

اتفاق ہوا؟

مہدی۔ (رومال سے منھ پونچھ کر) "شہر مین ادہراودہر پھر تا رہا اور کہان جاتا؟ ہان ایک مکان چندروز کے لیے ٹھہرا لیا ہے۔ وہین اُٹھ جانیکا ارادہ ہے آپکو نہایت تکلیف ہوئی۔ اب مین اُمید کرتا ہون کہ آپ مجھے جانیکی اجازت دینگے"

فرخ۔ (اوپری زبان سے) "جب تک آپ اس شہر مین تشریف رکھتے ہین۔ اسوقت تک مناسب تو یہی تھا کہ آپ کی میزبانی کا فخر مجھی کو حاصل ہوتا۔ مگر صرف آپکی تکلیفون کا خیال کرکے مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا"

مہدی۔ (اس طرح پر جس طرح کوئی بڑی چبھتی بات کہی جاتی ہے) "نہین مین یہان سے اوٹھ جانے کے بعد بھی اگر آپ کو ناگوار نہ ہوگا تو معمولاً حاضر ہوتا رہونگا اپنے اس قول کو جو مین نے پیشتر عرض کیا تھا کبھی نہ بھولونگا کہ بغیر اپنے والد کے جانشینون سے ملے ہم دنیا مین اپنا نام کسی کے سامنے نہین پیش کرسکتے مجھے یقین ہے آپ بھی مجھے بھلا نہ دینگے"

فرخ یہ جملہ سنکر حیران سا رہ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مہدی رخصت ہوکر گاڑی پر سوار ہوا اور دم بھر مین اُس نئے مکان مین جہان مشتاق کو ٹھہرا آیا تھا پہونچکر اُتر پڑا۔ مہدی نے اپنے حوائج ضروریہ کے لیے میز۔ کرسی اور فرش اور شیشہ آلات کی قسم سے کچھہ سامان کرایہ پر منگوا لیا۔ چار روز کے بعد ریلوے گودام سے اُس کا اسباب بھی مل گیا جس نے کرایہ کے سامان مین سے اسے بہت کم چیزون کا محتاج رکھا۔ مہدی نے دو خدمتگار ایک باورچی اور پہرے کے لیے دو جوان نوکر رکھ لیے۔ اُس کے فرخ کی کوٹھی کے یادگار (دوست مشتاق) وہین رہنے لگے اس سے پیشتر ذرا فرخ کی مروت تھی۔ اب وہ بھی نہین رہی۔

پانچوان باب

ہوا مین کچھ گرمی پیدا ہونے لگی ہے - آفتاب آسمان کے مشرقی کنارے سے ذرا بلند ہوگیا ہے - دھوپ کا سنہرا رنگ ہلکی تیزی کی وجہ سے آنکھون کو ناگوار گذرنے لگا ہے - بلند پرواز طیور سبزہ زار کو چھوڑ چھوڑ اونچے ہوتے جاتے ہین - بالون کے دمکتے ہوے ذرے نگاہون مین کھٹکنے لگے ہین - پھولون کے نازک رخسارون کا پسینہ خشک ہوا ہے مگر مہوشون کی گوری پیشانیان عرق آلود ہوتی جاتی ہین - غنچون کے ہنسی کے لیے پپیٹے ہوے باریک ہونٹھون پر خشکی سی آگئی ہے - جوانان چمن مہار صبح کو رخصت کرکے اداس ہو گئے ہین - لوگ اپنے اپنے کامون مین بڑی سرگرمی کے ساتھ مشغول ہین فرخ اپنی کوٹھی مین تنہا بیٹھا ہے - مہدی کا برے برے نتائج یاد دلانے والا خیال کسی دل دکھانے والے ہم صحبت کا کام دے رہا ہے - آج فرخ محل سرا سے برآمد ہونے کے بعد خلاف دستور کوٹھی مین بیٹھا نظر آتا ہے کیونکہ اوسکا معمولی دل بہلانے والا مصاحب "مشتاق" اوس کوٹھی مین سے جو کئی روز ہوے مہدی نے کرائے پر لی ہے تنہائی مین گھبرا کر فرخ نے اپنے دل سے یون باتین شروع کین ۔ مشتاق نے یقیناً مجھے چھوڑ دیا - جبھی دو روز سے اوسکی صورت نہین دکھائی دی - خیر اب دیکھیے مہدی کیا کارروائی کرتا ہے - اوسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے باز آنیوالا شخص نہین ہے - کیا عجب جو اوسنے کوئی کارروائی شروع کی ہو یہان سے اوٹھ جانیکے بعد اب وہ بالکل آزاد ہوگیا - اوسکو میری کچھہ مروت نہ رہی ہوگی - اور بے شک مکان سے اوٹھا دینے کے بارے مین مین نے اوس سے بے مروتی کی - ایسا کرنا مناسب نہ تھا - مگر مین اپنی مان کو کیا کرتا ۔ وہ کسی طرح راضی ہی

نہ تھین یہ بات سخت بیجا تھی" سامنے سے کوئی چپراسی آتا نظر پڑا "یہ کون شخص ہے؟ خدا جانے کہان سے آیا ہے؟"

چپراسی آدمیون سے دریافت کرکے کوٹھی کے اندر آیا اور فرخ کو سلام کرکے کہنے لگا "حضور سمن آیا ہے"

فرخ - (چونک کر) "سمن - سمن کیسا! کیا کسی اور قرضخواہ نے نالش کردی! (ہاتھ بڑھاکر) لاؤ دیکھون توسہی"

چپراسی نے بڑھکر سمن ہاتھ مین دیدیا -

فرخ - (خوب غور سے پڑھکر) "وہی ہوا جو مین کہتا تھا" تھوڑی دیر تک مین مستغرق رہکر دوسری پرت پر دستخط کردیا اور بڑھکر گھنٹی جو میز پر رکھی تھی بجاکر وہین رکھدی - آدمی حاضر ہوا جسکو دیکھکر چپراسی کی طرف اشارہ کرکے حکم دیا "اسکو کچھ انعام دلوادو" آدمی چپراسی کو ہمراہ لیکر چلا گیا -

فرخ - (دل مین) "مین تو پہلے ہی سمجھا ہوا تھا - سمن خالی میرے نام نہین آیا ہے - یقیناً میرے اور بھائیون کے نام بھی گیا ہوگا - وہ بھی برہم ہونگے اب اسکے سوا کوئی چارہ نہین کہ اپنے دونون چچاؤن اور بھائیون اور عزیز و اقارب کو جمع کرکے خاندانی عزت دلاؤن - سب مین ایک سخت جوش پیدا کردون اچھا اس وقت چلکر والدہ سے تو اس کا ذکر کردون"

یہ کہکر فرخ اوٹھکر محل سرا مین چلا گیا - مان سے مہدی کے اوٹھادینے کا حال بیان کرکے کہا "آج میرے نام کا سمن آیا ہے یہ مقدمہ عدالت مین پہونچ گیا ہے اب بہت طول کھینچے گا"

مان - (گھبراکر) "بیٹا کیا کیا جاے؟ یہ تو بڑی خرابی ہوئی! ایک تو یونہین چوطرف سے صاحب دم نہین لینے دیتے یہ نئی مصیبت جو سر پہ آپڑی اس مین کیا تدبیر کی جائیگی! خدا کے لیے تم آج ہی اپنے چچاؤن کو بلواؤ - بے اونکی راے لیے کچھ نہ نبے گا"

فرخ - اُنسے تو اُسے لی ہی جائیگی مگر میرے نام سمن آیا ہے تو میرے بھائیون کے نام بھی گیا ہوگا - گو وہ دشمن سہی - لیکن اِس بارے مین اُن کا شریک کر لینا ضروری ہے - اور وہ خود شریک ہونگے یہ کچھ روپے پیسے کا معاملہ نہین ہے - خاندانی عزت کا معاملہ ہے "

مان - (مُنھ بنا کر) "او وہ کیا کرینگے اِکسیکام کے ہوتے تو آج رونا کاہیکو ہوتا "

فرخ " جی نہین! وہ ضرور اس بارے مین کوشش کرینگے - آپ گھبرائیے نہین خدا کچھ بہتر ہی کریگا " (بدن سمیٹ کے اُکڑو بیٹھکر) " اچھا تو مین جاتا ہون "

مان " بسم اللہ کرو - دیکھو اپنے دونون چچاؤن کو اسی وقت خبر کرو "

فرخ - (کھڑا ہو کر) " مین خود جاتا ہون - ابھی خبر کیے دیتا ہون - بلکہ شام کے آنے کا وعدہ بھی لیتا آؤن گا " باہر آکر فرخ نے گاڑی تیار کرائی - اور سوار ہو کر اپنے دونون چچاؤن کے پاس جا کر سمن دکھا کے شام کو بُلایا - اون سے یہ بھی کہتا آیا کہ جہان تک بن پڑے اوس کے بھائیون کے بُلوانے کی بھی کوشش کرین - اوس کے بعد اور عزیزون کے گھر پر جا کر اُن سے بھی شام کا وعدہ لیا - اور اپنی کوٹھی مین واپس آیا - تنہائی مین وحشت نے ایسا گھیرا کہ مسہری پر جا کر لیٹ رہا - پڑے پڑے آنکھ لگ گئی - اون افکار سے جو اُس کے دل سے دیر تک جُدا رہے تھے نہ رہا گیا ہجوم کر کے چار بجے کے قریب جگا ہی دیا - ہاتھ مُنھ دھو کر فرخ نے اپنے معمولی کپڑے پہنے اور باغ مین ٹہلنے لگا - مغرب کے بعد اوسکے چچا اور بعض عزیز جن مین مدت کے بعد اوس نے اپنے ناھمربان بھائیون کو بھی دیکھا آکر جمع ہوے سب لوگ محلسرا مین بیٹھے جہان فرخ کی مان نے اپنے جیٹھون سے اپنی تازہ مصیبت کا ذکر کیا - فرخ نے سمن سب کو دکھا کر کہا " یہ کوئی معمولی معاملہ نہین ہے - اسمین ہماری خاندانی عزت کو بہت کچھ نقصان پہونچتا ہے - ہم سب لوگونکو ملکر اِس مصیبت کے دفع کرنے کی کوشش کرنا چاہیے مین خیال کرتا ہون کہ میرے

بھائیون کو بھی ہمکو خوش نصیبی سے مین یہان موجود پاتا ہون مجھ سے اور آپس مین اسی طور پر اتفاق کرنا چاہیے جس طرح حقیقی بھائیون کو مناسب ہے"

فرخ کے ایک چچا نے اپنے پوپلے منھ کو حرکت دے کر کہا "مین اس مین ہر طرح شریک ہون روپیہ ایسے ہی معاملون مین کام آنے کے لیے ہے تم پریشان نہو اور تمھارے بھائی اتفاق کرینگے یہ ایسے ناسمجھ نہین ہین"

دوسرے چچا نے اپنے ہلتے ہوئے سر کو ذرا اُٹھا کے اُگالدان مین کٹا ہوا پان منھ سے اُگلکر کہا "ہمکو کیونکر گوارا ہوگا کہ مرحوم بھائی کی عزت مین ذرا بھی دھبا آنے دین" اسکے بعد اور سب عزیزون نے بھی شرکت کا اقرار کیا خاندان کے دو بزرگون کی مخالفت کی سوا فرخ کے دونون بھائیون کے اور سبھون نے بھی اسلیے فرخ نے پھر ایک مرتبہ اپنی زبان سے موثر الفاظ ظاہر کیے —

فرخ اونچی آواز سے [illegible] ضرور [illegible] اتفاق جوش پیدا ہونا چاہیے [illegible] خاندان کو صدمہ پہنچے [illegible] رسائی کے متعلق [illegible] تھے"

فرخ کا ایک بھائی رشید کے [illegible] ہمارے امکان مین کیا ہے مگر اس بات مین ہم اپنے نیکنام بھائی کی ہرگز مخالفت نہ کرینگے"

دوسرے بھائی نے بھی اپنا جوش ظاہر کیا —

آخر الامر یہ قرار پائی کہ صرف جواب دہی ہی نہین بلکہ جہانتک ہو سکے مہدی کو تکلیفین پہنچائی جائین اسکے بعد سب لوگ رخصت ہو ہو کر چلے گئے

چھٹا باب

دو گھڑی دن رہے کا وقت ہے گرمی کی تپش کم ہونے لگی ہے دنیا والو سے رخصت ہونے کے لیے آفتاب کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے ہین کیونکہ شعاعین میلی پڑتی جاتی ہین کہین بچھڑون کے ملنے کا انتظار ہے کہین فراق کی سر پر آنیوالی پہاڑسی گھڑی کا خوف ہے وکر یا مہمانون کے لیے سامان ہونے

ہین ۔جن کی مٹیون مین بیٹھنے والے مکانون سے نکل نکل کر تفریح کو چلے ہین بازارون کی چہل پہل کا وقت ہی ۔شہر کے سفید پوش بھی فوق البھڑک کپڑے پہنے کشادہ سڑکون پر پھیلے ہوے ہین سب قسمون کی ہندوستانی وضعداریان مختلف سوسائٹیون کے نمونے دکھا رہی ہین رنڈیان بناؤ سنگار کر کے کمرون کے برآمدون پر آبیٹھی ہین ۔رندان آزاد وضع کے جتھے مختلف مقامات پر رک رک کر باغ حسن کے ہر ہر پھول کا لطف اوٹھاتے پھرتے ہین ۔چوری چھپے مین حسن نظر فریب کا مزہ لوٹنے والی نگاہین ادھر اودھر دیکھ کے لب بام جا جا کر فوراً پلٹ آتی ہین ۔

دو نوجوان سفید پر تکلف کپڑے پہنے ایک کشادہ سڑک پر چلے جلتے ہین دونون صورت شکل کے اچھے ہین نیار ۔اور کرارے بدن کا گوراپن اُس مہین شربتی سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہا ہی جو انگرکھون مین استعمال کی گئی ہی گول خوشنما چہرون سے ریاست اور عالی خاندانی ظاہر ہے تھین بھی تھوڑی سی جو نمایان ہی ؟ بلندی کے ساتھ اُبھری ہوئی ناک کے بانسے پھیلائی گئی ہین پیوٹی ہی آبدار پیشانی اور بڑی بڑی سیاہ نرگسی آنکھون سے کے درمیانت بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہین لمبی لمبی باریک نوکدار پلکین جو قدرۃً تیر سند کی اندازون کو زیادہ دلفریب ثابت کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہین ۔اگر معمولاً گردن پر نگاہ دوڑانے کے لیے اٹھتین رہتین تو بہت خوبصورت نظر آتین نگاہ کو دوش سینے والی گولائی لیے ہوے بھرے رخسارے بڑی دھانے کی حسین لبی اچھون سے کانون تک نہایت چکنے ہین اور نرمی کے ساتھ اپنا کھلتا ہوا گوراپن ظاہر کرتے ہین گول مگر تھوڑی لمبان کے ساتھ اوپر کو اوٹھی ہوئی ٹھوڑی اور پتلے پتلے گلابی ہونٹون کے درمیان کے مدور گہراؤ مین گورے رنگ پر سانے کے پڑنے سے ہلکے سانولے پن کا پیدا ہوجانا عجیب دلفریبی کے ساتھ حسن کی نازک موجون کا نمونہ دکھا رہا ہے ٹھڈی کے نیچے گلے تک بھرا اور گدگدا غضب چہرے مین اُس قسم کا بھاری پن پیدا کر رہا ہے جسکی شریفانہ وجاہت کے لیے شدید ضرورت ہے صورت مین دونون بہت مشابہ ہین صرف ہنسی اسقدر فرق ظاہر کر دیتی ہی کہ ایک کے دانت دوسرے کیطرح نہ دیکھے

اور باہم ملے ہوے نہین ہین۔ ان نوجوانون کی وضع البتہ اوس شایستگی اور متانت کے خلاف ہے۔ جو قدرت نے انکے چہرون پر پیدا کی ہے تجربہ کار نگاہون کو انکے رئیسانہ اور شریفون کے ایسے چہرے ایسی وضع مین دیکھکر جو مہذب سوسائٹی مین معیوب خیال کی جاتی ہے ان چہرون کی ناقدری پر افسوس آتا ہے۔ سیاہ اور کچھہ کچھہ خمدار سر کے بال خوبصورتی کے ساتھ لوون تک پہونچے ہوئے ہین۔ منڈی ہوئی ڈاڑھی اگر ہمیشہ ویسی ہی رہتی ہے جیسی اسوقت ہے تو غالباً نائی کے بلانے کے لیے کھونٹیون کے نکلنے کا انتظار نہ کیا جاتا ہوگا۔ دونون جانب موچھون کی لمبی نوکین بل دیکر بڑی خوشنمائی کے گہماؤ کے ساتھ اوپر کو موڑ دی گئی ہین۔ سر پر ایک دو پلڑی ٹوپی ہے جسکی گوٹ کے برابر سنہرے کلابتون کا حاشیہ چلا گیا ہے۔ ولایتی عمدہ چکن کے کرتون پر دہلی کی وضع کے موتی شربتی کا نیچے دامنون کا چست انگرکھا ہے جس مین دونون بغلون کے نیچے کمر تونی کے پاس چُنٹ دی ہوئی ہے۔ عمدہ مین سُکھ کا تنگ مُہری کا پاتجامہ ٹخنون سے نیچے تک چلا گیا ہے جس مین یوتام نہین ہین۔ ان تمام وضع کے خلاف ایک پیر مین سیاہ وارنش کا ولایتی بوٹ ہے اور دوسرا ایک قیمتی کامدار سلیم شاہی جوتا پہنے ہے۔ بہر تقدیر چہرے اور وضع لحاظ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شریف اور نامی خاندان کے بگڑے یادگار ہین۔ جن سے زیادہ قوم کے ہمدردون کو کسی کا افسوس نہین ہے۔ دونون کے ہاتھون مین بانس کی مہندی مین رنگی ہوئی لکڑیان ہین اور آپس مین باتین کرتے چلے جاتے ہین۔

ایک۔ (شنہ پر کچھہ یونہین سا غصہ ظاہر کرکے) ”ہم سب طرح سے برے ہی سہی مگر خاندان کی بے عزتی نہ دیکھی جائیگی۔ مہدی چاہے ہمارے خاندان مین داخل ہو جاے یہ کبھی نہ ہوگا“

دوسرا۔ (چین بجبین ہوکر) ”اجی توبہ کرو۔ ہم بدمعاش مشہور تو ہی ہین۔ چاہیے ایک آدھ کا سر پہٹ جاے۔ فوجداری ہو مگر مہدی کرور برس تک

ہم مین نہین مل سکتا"
پہلا- (برافروختہ ہوکر) "فوجداری کیسی! یہ نہین کہتے کہ ایک آدھ کی جان جائے- ہم مہدی کی جان لینے تک مین بند نہین ہین"
دوسرا- آپ سے آپ اب تو یہ ہونا ہی ہے- وہ ہمارا کر ہی کیا لے گا! سو تدبیرین معلوم ہین- ابھی کسی کو لگا دین تو سیکڑون جوتے پڑ جائین اور بچہ کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ تھا کون"
پہلا- (تیز ہوکر) "وہ ہے کیا مال- لاحول ولا قوۃ" (لہجہ بدلکر) "اچھا لاو اوسکے جوتے ہی لگا دین بے اسکے نہ مانیگا- ہم بڑے آغا کے وہان چلتے ہین تم اوسکی کوٹھی پر جاکر کسی حیلے سے وہان تک لگا لاو- کہنا بمبئی سے ایک نیک بخت آئی ہے- بیچاری بہت غریب ہین- آپ سے کچھ کہنا ہے للہ چلے چلیے- جس طرح بن پڑے خوشامد درآمد کرکے لے ہی آنا- وہان تک آجانا چاہیے- پھر ہم سب ملکر مردودسے سمجھ لین گے"
یہ صلاح ٹھہر گئی تو ایک سڑک کی داہنی جانب ایک پتلی گلی مین چلا گیا اور دوسرا جلد جلد قدم بڑھا کر مہدی کے وہان پہونچا- مہدی اسوقت تنہا اپنی کرایہ کی کوٹھی کے مختصر پائین باغ مین ٹہل رہا تھا-
مشتاق کسی ضرورت سے بازار گیا تھا- اس نے جاکر مہدی کو سلام کیا اور نہایت ہی خوشامد کے لہجے مین کہا " اس وقت ایک ضرورت آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون ذرا تکلیف کرنا ہوگی بمبئی سے ایک نیک بخت آئی ہین- اونھین آپ سے کچھ کہنا ہے- شاید کسی نے پیغام دیا ہوگا پہلے فرخ کے وہان پتہ لگا تھا- جاکر معلوم ہوا کہ آپ کہین اور اوٹھے ہین- یہ فرمائیے آپ کا نام مہدی ہے نہ؟"
مہدی- (غور کے ساتھ صورت دیکھکر) "ہان مہدی تو میرا ہی نام ہے"
نوجوان- "بڑی مشکلون سے پتہ لگا کہ یہان تک آئے ہین- ہان تو اونھون نے کہا ہے کہ ذرا کھڑے کھڑے یہان ہو جائیے"
مہدی- میرے پاس بمبئی سے اس قسم کے پیغام کا آنا تعجب کی بات

ہے اگر آپ فرماتے ہین۔ مجھے انکار نہین۔ چلنے کو حاضر ہون" (سائیس کو دیکھکر) "گاڑی تیار کرو"

نوجوان۔ دو قدم پر تو ہئی ہے۔ گاڑی کی کون ضرورت ہے؟"

مہدی۔ (سائیس سے) "اچھا رہنے دو" یہ کہہ کے مہدی نے کپڑے پہنے اور اپنے اجنبی ملنے والے کے ساتھ ہولیا۔ مہدی جو جو راستہ طے کرتا جاتا تھا اوسکو تعجب معلوم ہوتا تھا کہ باوجود سڑک ہونے کے اُسے پیدل چلنے کی کیون تکلیف دی گئی (دل مین) "ظاہرا کچھ ایسا نزدیک بھی نہین، معلوم ہوتا مین نہین سمجھ سکتا کہ پیادہ پائی کو سواری پر کیون ترجیح ہے ا؟"

مہدی ایک اجنبی شخص کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ سامنے سے اوس کا دوست مشتاق نظر پڑا جس نے ایک حیرت کے ساتھ اوس شخص پر نگاہ ڈالی۔ مشتاق نے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ کر مہدی کے کان مین کچھ کہا جس کے سنتے ہی مہدی ذرا تشویش کے ہوکر رُک گیا اور پھر مشتاق کو ہمراہ لیکر آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگا گویا وہ گھبراہٹ کے باعث چلنا ہی بھولا جاتا تھا۔

مشتاق پہچان گیا تھا کہ مہدی کے ساتھ کون شخص ہے۔ اوسنے مہدی کے کان مین کہا تھا کہ "یہ فرخ کا ایک بدمعاش بھائی ہے ہوشیار رہنا۔ آخر چلے کہان؟"

مہدی دونون کے ساتھ جاتے جاتے ایک اور سڑک کے نکڑ پر پہونچا۔ مہدی کے دشمن ہمراہی نے مُڑنا چاہا مگر مشتاق کی راے تھی کہ آگے بڑھکر دوسری سڑک پر مُڑین۔ مہدی نے بھی اس راے کی موافقت کی اور دونون کو ہمراہ لے کے آگے بڑھا۔ پولیس کی ایک چوکی کے قریب پہونچکر مہدی نے رُک کے اپنے ہمراہی کی طرف دیکھکر کہا "آپ کی عقلمندی سے بعید ہو کہ باوجود اس قدر مسافت کے آپ نے گاڑی کی مخالفت کردی" جس پر مشتاق بول

ادہاؤ میری راے مین تو آج کا جانا ملتوی کیا جاے۔"

نوجوان۔ (بگڑکر) "واہ یہ خوب کہی۔ اب اتنی دور آئے ہین تو چلے ہی چلنا چاہیے۔ پلٹ جانے سے کیا فائدہ؟"

مہدی۔ اول تو آپ نے اسکا جواب نہین دیا کہ گاڑی پر نہ چلنے مین آپکے نزدیک کیا مصلحت تھی دوسرے بخلاف آپکے وعدے کے وہ مقام جہان آپ مجھے لیے چلتے ہین دور نکلا اب مین جانا ہرگز نہین پسند کرتا آپ نیکبخت کو فٹن مین سوار کرکے میری کوٹھی پر بھیجدیجیے جو کچھ کہنا ہوگا کہہ لینگی۔ مین نہین جاؤنگا"

نوجوان۔ "وہ اب سامنے ہی تو ہے۔ ذرا ہو لیجیے"

مہدی۔ "مین اب ہرگز نہ جاؤنگا"

نوجوان۔ (غصہ کی نگاہ سے) "خیر کیا مضائقہ ہے کچھ سمجھا جائے" اسیقدر الفاظ اسکے منہ سے نکلا تھا کہ مہدی نے جھپٹ کر زور سے اسکے بازو پکڑ لیے"

نوجوان۔ (چھڑانے کے لیے جھٹکے دیکر) "اچھا آپ جائیے مین جاکر انکو نہین بھیجونگا"

مہدی۔ "جانا کیسا؟ اب آپ پولیس تشریف لے چلیے۔ یہ کہکر مہدی اُسے تھانے مین لیگیا تھانہ دار کے حوالے کرکے کہنے لگا اس نے ہمارے یہان کمرے مین ایک بڑے لیمپ پر ہاتھ بڑھایا تھا آدمی کی نگاہ پڑگئی اُسنے خود گرفتار کرلیا اسلیے ہم اسے پولیس کی حراست مین دیتے ہین تاکہ اسکا چالان کردیا جاسے مجسٹریٹ کے یہان ہم پوری شہادت پیش کرسکتے ہین" پولیس فرخ کے بھائیون کی شرافت اور وجاہت سے خوب واقف تھا لہذا تھانہ دار کو مہدی کی سماعت کرنے کی کسی طرح جرات نہین پڑتی تھی مگر مہدی کی دلائی ہوئی امیدون اور کچھ اسکی قانونی دہمکیون نے اسکو مجبور کردیا تھا آخر پولیس نے فرخ کے اس بدمعاش بھائی کو ماخوذ کیا مہدی تفصیلی رپورٹ لکھوا کر مشتاق کے ساتھ اپنی کوٹھی کو واپس آیا۔

اس بلا سے بڑی کامیابی کے ساتھ نجات پاکر مہدی مشتاق کا بڑا

ممنون ہوا جو ایسے نازک وقت مین اُس کے کام آیا مگر اب وہ سخت تشویش مین پڑ گیا۔ جب رات زیادہ آئی۔ کھانے وغیرہ سے فراغت پاکر سہری پر جا کے لیٹ گیا۔ اور اپنے دل مین کہنے لگا اب یہ لوگ اور قسم کی کارروائی پر آمادہ ہوے ہین اگر مجھے اپنی عزت اور جان بچانا ہے تو ہوشیار رہنا چاہیے۔ آج خدا ہی نے بچا لیا مگر انشاء اللہ تعالی اب کسی کے فریب مین نہ آونگا۔" آنکھ لگ گئی۔

صبحکو تقریباً آٹھ بجے کوٹھی کے مالک نے مہدی سے آکر ملاقات کی اور کہا "بہت مناسب ہوگا اگر آپ اس کوٹھی سے اُٹھ جائین۔ آپ کا قیام میرے اکثر دوستون کے خلاف ہوا۔"

مہدی (حیرت کے ساتھ) "آپ کے وہ کون دوست ہین جنکو میرا رہنا ناگوار ہے!"

مالک مکان "آپ کو اس سے کیا غرض؟ آپ کا رہنا مجھے نامنظور ہے چلیے فراغت ہوئی۔ وہ کوئی دوست ہون۔"

مہدی "ایسا کبھی نہین ہو سکتا۔ آپ مجھے میرے قابل مکان دیجیے ورنہ تاوقتیکہ مین دوسری کوٹھی نہ مہیا کر لونگا ہرگز نہ اُٹھونگا۔ آپ قانوناً مجھے مجبور نہین کر سکتے۔"

مالک مکان ۔ برہم ہو کر "جی قانون کیسا! ہمارا مکان ہے ہم نہین رہنے دیتے۔"

مہدی (بے پروائی کے ساتھ) "ہم کبھی نہ اُٹھین گے۔ آپ جائیے نالش کیجیے۔"

مالک مکان ۔ (سخت غصہ کر کے) "اچھا آپ آپ اُٹھیے! خیر" یہ کہکر چلا گیا۔

مہدی (مشتاق سے جو سامنے بیٹھا تھا) "یہ سب فرخ کے عزیزون کی شرارتین ہین۔ مین خیال کرتا ہون مجھے بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرنا پڑینگی۔"

مشتاق "خیر دیکھا جائیگا ہمین اب خوب سونچ سمجھ کر کسی امر مین جرأت کرنا چاہیے ورنہ زک اُٹھائینگے۔"

ساتوان باب

اندھیری رات ہے اندازاً دس بجا چاہتے ہین۔ چارون طرف تاریکی چھائی ہے ستارے خوب کھلے ہین۔ جگمگاتے ہوے اجرام فلکی کی بہار دیکھنے کے قابل ہے نگاہین اندھیرے مین بھٹکتی پھرتی ہین بڑے گمل آسمان کی نگاہ بد سے بچ بچ کر بری رخون کے داغون تک پہنچتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کی سنسناہٹ کس مستانہ روی کے ساتھ انیوا نے کا دھوکہ دے کے پرشوق نظرون کو تاریکی مین الجھا الجھا کے دور تک بڑھا لیجاتی ہے ارمان کسی کے استقبال کو دل پر آرزو سے نکل کر وہین تک جاتے ہین جہان تک نگاہ شوق لیجاتی ہے ہجران نصیب ابھی سے صبح کا انتظار کرنے لگے ہین مہوشون کے وعدون پر آسرا لگا نیوالے بیچین دل کے بہلانے کو کہہ رہے ہین کہ ابھی شام ہی ہے چراغون کی روشنی بہت دور تک شعاع کو اپنے ساتھ لگا لیجاتی ہے پروانے اندھیری رات کی شمع کا جلوہ دیکھ کے بیچین ہو کر دوڑے آتے ہین فتنہ قامتون کی چال معمول سے زیادہ قیامت خیز ہے کیونکہ اندھیرے مین ٹھوکر پر ٹھوکر لگتی ہے تاریکی بہت ہے خدا ہی ہے جو مریدان پیر مے فروش گھر تک پہنچین رات کا وعدہ کرنے والے حوروشون کو نہ آنے کا بہانہ اچھا ہاتھ لگ گیا۔

ایک مختصر خوش قطع کوٹھی کے تین خوبصورت دروازون سے لیمپ کی صاف اور تیز روشنی نکلکر ان چھوٹے چھوٹے نازک ولایتی پھولون کے درختون پر پڑ رہی ہے جو تنگ صحن کے پائین باغ مین لگائے گئے ہین اس کوٹھی مین برآمدہ نہین ہے مگر ایک متوسط کمرے کے علاوہ جو پون پون فٹ کے دو زینون پر چڑھ کے کوٹھی مین داخل ہونے والے کو سب سے پہلے ملتا ہے پشت کی جانب دو اور چھوٹے کمرے ہین۔ جن مین سے ایک خواب کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور دوسرے مین

مختلف قسم کا اسباب بے ترتیب پڑا ہے کوٹھی گو اس قدر ہوادار نہین ہے مگر ایسی ہے کہ اوس کے اندر گرمیون کی تپش کا بہت کم اثر پہونچتا ہوگا بڑا آگے کا کمرا کسی قدر آراستہ کر لیا گیا ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اسباب اس کوٹھی مین ہے وہ خاص اس کے واسطے نہین موضوع ہے۔ کیونکہ شطرنجی جو اس مین بچھی ہے وہ طول مین تو تھوڑی موڑ دی گئی ہے اور عرض مین چھوٹی پڑنے کے باعث ایک جانب تھوڑی زمین کھلی ہوئی ہے۔ چند معمولی کرسیون کے درمیان مین ایک مربع میز ہے جس پر ایکطرف دو دن پینشتر کے پانیر کی ایک کاپی اور کئی اُردو اخبار پڑے ہین۔ دوسری جانب دو تین اُردو اور انگریزی ناولون کے اوپر چند کاغذات لپٹے ہوئے رکھے ہین جن کے دیکھنے سے خیال جاسکتا ہے کہ کسی مقدمے کے متعلق ہین۔ بیرونی دروازہ کے سامنے اندر والی دیوار پر ایک بجنے والی گھڑی لگی ہے جس کی کھٹ کھٹاہٹ معمولاً اوس سناٹے کو دفع کیا کرتی ہے جو برخلاف آدمیون کی کثرت سے رہا کرتا ہے۔ دو آرام کرسیون مین سے ایک عین گھڑی کے نیچے دیوار سے ملی رکھی ہے۔ دوسری اندر کی جانب بیرونی دروازے کے سامنے بائین طرف کونے اسطرح آراستہ چھوڑ کر ایسے موقع پر رکھی گئی ہے جہان سے اگر اندھیرا نہ ہوتا تو دور تک کا دکھائی دیتا۔ اس دوسری آرام کرسی پر بے انتہا فکرون کے نیچے دبا ہوا ایک متحمل اور متین شخص اس وضع سے بیٹھا ہے کہ منتشر خیالات سے بھرا ہوا سر دونون ہاتھون پر رکھا ہوا ہے جنکی گندہ اونگلیان رخسارون سے گذر کر کانون تک پہونچی ہین۔ اسکی نگاہ لیمپ کی روشنی مین نظر آنیوالی چیزون کے دیکھنے کے لیے اوٹھنے کی بہ نسبت کسی معاملہ پر غور کرنے کے لیے جھکا رہنا زیادہ پسند کرتی ہے۔ اس نئی کوٹھی مین اسقدر فکرمندی کے ساتھ بیٹھنے والا مہدی کے سوا کون ہوگا؟

مہدی اسوقت تنہا بیٹھا ہوا ہجوم افکار سے پریشان ہو رہا ہے

اپنے دل مین کہہ رہا ہے" مجھے ہرگز نہین معلوم تھا کہ اس معاملے مین ایسی ایسی دقتین آئینگی - اس شہر مین مین بالکل اجنبی ہون - افسوس کوئی ہمدرد نہین ایک مشتاق ہے گو وہ بڑے عمدہ موقعون پہ میرے کام آیا - مگر اوس کا اثر ہی کیا ہے وہ کیا کر سکتا ہے - فرخ کے بھائی سخت بدمعاش ہین میری جان کے پیچھے پڑگئے - ایسے لوگون کو اپنی خواہ پرائی کسی کی عزت کا خیال نہین ہوتا شریف آدمیون کو ایسے آوارہ مزاجون سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے - اوس روز ایک کو مین نے پھنسا دیا تھا لیکن خاندان کی وجاہت نے جرمانہ ہی پر نجات دلوادی - اب وہ اور دشمن ہو گیا ہوگا دونون شہر کے بدمعاشون اور شہدون کو لگاتے پھرتے ہین - عزت و آبرو کا خدا ہی حافظ ہے - ایک صاحب نے مکان والے ہی کو بھڑکا دیا لیکن اس مین کیا پیش جا سکتی تھی - سنا ہے فرخ کے دونون چچا اپنے بھتیجے کی گرفتاری کا حال سنکر بہت برہم ہوے - کل مشتاق کی زبانی معلوم ہوا کہ بعض بدمعاش میرے مار ڈالنے کی فکر مین ہین اپنی حفاظت کے لیے اس سے زیادہ کیا سامان کر سکتا ہون کہ مجسٹریٹی مین درخواست دیکر پولیس کے دو جوان اپنے یہان معین کرا لیے ہین - پیشی کا دن آ پہونچا - یہان میرا کوئی گواہ نہین - خرچہ داخل کرکے بمبئی سے گواہون کو بلوایا ہے دیکھیے کب تک نہین آتے خود بھی کئی بار لکھ چکا ہون -

فرخ کے دولتمند عزیزون نے دے دلاکر عدالت کے کل عملے کو اپنا کر لیا ہے حاکم پور نہین ہے کوشش تو بہت کچھ کی گئی مگر اس وقت اوس کی نسبت کوئی خلاف بات نہین سنی گئی اوسی کی وجہ سے اس وقت تک کچھ امید بندھتی ہے - روپیہ تو مین نے بھی اپنے مقدور سے زیادہ صرف کیا ہے اگر کچھ یہان کے گواہ

بہم پہونچ جائین تو زیادہ تقویت ہو جائے اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ طمع دے دلا کر دو ایک آدمی مہیا کر لیے جائین مگر مجھسے تو کسی سے کچھ شناسائی بھی نہین اچھا مشتاق آئے تو اُس سے کہون وہ اسکا سامان ضرور کر دیگا اور غالبًا خود بھی گواہی دیدے فرخ سے اور اُس سے اب کوئی تعلق نہین رہا فرخ بھی اُس سے بدگمان ہو گیا ہے اور اس نے بھی فرخ کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ خوشامدی آدمی ہے کچھ طمع دلاونگا راضی ہو جائیگا مولوی بشیر الدین صاحب بے شک لائق اور شریف آدمی ہین بڑی نیک نیتی سے میرا کام کر رہے ہین۔ فرخ کے عزیزون نے انھین بھی بھڑکانا چاہا تھا مگر وہ کب ایسے فقرون مین آئے ہین مین اُنکا بہت ممنون ہ

(ذرات کے باعث صورت تو نہین دکھلائی دی مگر کسی کے پیرون کی چاپ سنکر بآواز بلند) "کون؟ مشتاق؟"

مشتاق "حکم"

مہدی "خوب آئے بھئین کو یاد کر رہا تھا آؤ بیٹھو"

مشتاق (ایک کرسی مہدی کے قریب کھینچ کے بیٹھ کر نہایت متوحش صورت سے) "اب تو بہت ہی ڈر کی باتین سننے مین آتی ہین سُنا ہے کہ آج تڑکے کئی آدمی بغل مین چھریان دبائے کوٹھی کے آس پاس اس تاک مین پھر رہے تھے۔ پہرے والے ہوشیار تھے اندر آنے کا موقع نہین ملا اور صبح کو بایوس پلٹ گئے"

مہدی۔ (چہرے پر یک بیک ظاہر ہونے والے خوف کو زبردستی کی ہنسی سے چھپا کر) خدا نگہبان ہے۔ پہرے والون کو ذرا اور تاکید کر دی جائیگی خیر یہ تو سب ہو رہیگا اصل مین تو مقدمہ کی فکر کرنا چاہیے تم سے ایک مطلب ہے"

مشتاق "خدا کے لیے جلد کہیے اب تو ہم آپ ہی کے ہین فرخ سے کوئی واسطہ نہین رہا ہے"

مہدی (مشتاق کی طرف ذرا جھک کے نیچی آواز سے) "بمبی سے اسوقت

تک کوئی گواہ نہین آیا اور آئے بھی تو یہان کے لوگون مین سے دو ایک گواہون کا ہونا ضرور ہے مین خیال کرتا ہون کہ ایک تو تم گواہی دیدو اور دو ایک آدمیون کو اور ٹھہرادو جو کچھ کہو گے انھین دیدیا جائیگا اور تمھارے لیے تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین۔"

مشتاق (صفائی کے ساتھ) "کچھ مضائقہ نہین کوئی جھوٹ بات ہے سچ کے کہنے مین حجاب ہی کاہے کا۔ جتنے گواہ کہیے گا۔ موجود ہو جائینگے کوئی گھبرانے کی بات نہین۔"

مہدی "بہتر" کہکر (کھانا پہلے ہی کھاچکا تھا) مسہری پر گیا۔ مشتاق بھی ضرورتون سے فراغت کرکے ایک چارپائی پر لیٹ رہا۔

کچھ رات رہے مہدی کے گواہ بمبئی سے آگئے۔ جن کو مہدی نے بڑے تپاک کے ساتھ کوٹھی مین اتارا اور ساری سرگذشت بیان کی

گواہ (متفق اللفظ ہوکر) "کچھ پروا نہین دیکھا جائیگا۔"

مہدی کا یہ وقت نہایت لطف و آرام مین گذرا گواہون کے پہنچ جانے سے مقدمہ کی نسبت تھوڑا بہت اطمینان ہوگیا تھا بمبئی چھوٹنے کے بعد اس کو خلوص کی صحبت بھی نہین نصیب ہوئی تھی بمبئی کے لوگ اس کے یاران وطن تھے۔ جو لطف اسے ان کی صحبت سے حاصل ہوا وہ شاید سفر کی بہت کم صحبتون مین حاصل ہوسکتا تھا ایک نہایت ہی دلچسپ مہمانداری مین یہ مبارک دن تمام ہوا۔

اس پیاری شام کو جو بہت مشکل سے شام غریبان کہی جاسکتی تھی مشتاق دہلی کے تین معمولی حیثیت کے آدمی لے آیا۔ یہ لوگ فرخ کے باپ کے اکثر حالات سے اس قدر واقف تھے کہ گواہی مین بگڑنے کا خوف ان سے بہت کم کیا جاسکتا تھا۔ ان لوگون نے مہدی کے مقدمے کی نوعیت بخوبی دریافت کرکے اپنے مضبوط وعدے سے اسکو گواہی دینے کا پورا اطمینان دلایا۔

مہدی "وہ آپ لوگون سے تو بیشک امید ہے کہ اپنے نا انصاف ہم وطنون

کی ہمدردی کی نسبت انصاف پسندی کو زیادہ ترجیح دین گے لیکن مین نہین سمجھہ سکتا کہ فرخ سنے بڑے چچا جن کی نسبت ایمانداری کا لفظ بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب مذہبی مقدس کتاب قرآن اُن کے ہاتھ دے دی جائے گی اوس وقت ایک پیرانہ سالی کی بے ایمانی سے جان بوجھکر میری واجبی حقوق کے مٹا دینے کی کس طرح جرات کرین گے۔ اجنبی ادنکی ایمانداری سُنی جاتی ہے اگر وہ صحیح ہے تو شاید کبھی اون سے ایسا نہ ہوگا۔"

مشتاق۔ (کسی قدر استہزا کے ساتھ) "واہ اسکا حال ہمسے پوچھیے۔ پرسون فرخ کی کوٹھی پر اون کے سامنے اس کی گفتگو چھیڑی تھی پہلے وہ شہادت سے انکار کرتے تھے مگر آخر اون کی ترغیب سے کہنے لگے اور صاف کہہ دین گے کہ ہمارے مرحوم بھائی نے کوئی اور شادی نہین کی تھی" کیا آپ کو نہین معلوم کہ یہان کے شرفا کو خاندانی معاملات مین حلف اوٹھا کر جھوٹ کہدینا بھی گوارا ہوتا ہے"

مہدی۔ (حیرت سے) "اوہ! حلف! حلف اوٹھایا کرین۔

مشتاق کا بمبئی کا ایک گواہ" اوہ! حلف! حلف اٹھایا کرین ہمارا کچھہ نہین بگاڑ سکتے"

رات زیادہ گزر گئی۔ مہدی نے اون گواہون کو جو مشتاق کے ہمراہ آئے تھے بہت کچھہ اُمیدین دلا کر رخصت کیا۔ اپنے ہموطن معزز مہمانون کو پُر تکلف کہانا کہلایا۔ چاے وغیرہ سے فراغت کر کے جب سب اپنے اپنے بچھونے پر گئے تو مہدی بھی مسہری پر گیا آج ذرا سویرے ہی مہدی کی آنکھہ لگ گئی۔ کیونکہ اس قدر اطمینان جتنا آج ہے دہلی مین کسی روز اُسے نصیب نہین ہوا تہا۔

صبح گواہون کو لیکر مہدی پہلے اپنے لائق وکیل مولوی بشیر الدین

صاحب بہادر کے یہان گیا اور تہوڑی دیر کے بعد اون کو ساتھ لیکر عدالت مین پہونچا۔ جہان اُس کی دشمن جماعت کی غصہ بہری آنکہین اور اسکے مختصر ساتہیون پر بہت تیزی کے ساتھ پڑ رہی تھین۔ گیارہ بجے مقدمہ شروع ہوا۔ فرخ کی جانب سے صرف اوسکے دونون چچا باقی تھے اور سب گواہ پہلی ہی پیشیون مین گزر چکے تھے۔ دونون کے بعد مہدی کے گواہونکا اظہار شروع ہوا۔ شام تک صرف تین گواہون کے علاوہ سب گزر گئے۔ اسکے گواہون مین کوئی ایسا نہین بگڑا جس کا اثر مقدمہ پر پڑ سکتا۔ اس کے بعد والی پیشی مین وہ گواہ بہی عمدہ طور پر گزرین گے اور وکیلون کی اسپیچین بہی ہوگئین اور حکم سُنائے جانے کی تاریخ بہی مقرر کردی گئی۔ جسکو پندرہ روز باقی تہے مولوی بشیر الدین۔ (عدالت سے باہر نکلکر مہدی کی جانب ایک مسرت کے ساتھ دیکھکر) "آپ ضرور کامیاب ہون گے۔ حاکم کے چہرے اور طرز کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ آپ کے دعوے کو سچا جانتا ہے جب فرخ کے چچانے اس سے پہلی پیشی مین قرآن اوٹہایا تہا اوس وقت لوگون کی نگاہون سے تو وہ پہچان ہی گیا تہا کہ یہ جہوٹہا قرآن اوٹہا رہا ہے بلکہ اوسکے بعد فرخ کے چچا کو اوسنے بڑی ذلت کی نگاہ سے دیکہا تہا مگر آج کی پیشی مین بہی اوس کے کلام سے کئی بار ثابت ہوا کہ آپ کے نسبت اوسکے خیالات اچھے ہین۔ فرخ کو ایک قسم کا کہٹکا ہوگیا ہے۔ واقعی بڑا نیک نیت حاکم ہے۔"

مہدی۔ "اُمید تو ہے اب آگے خدا کے ہاتھ ہے۔"

حکم سُنائے جانے تک مہدی اپنی جان کو بمشکل بچا سکا۔ اوسکی جان کے خواہان ہر وقت موقع ڈہونڈہتے رہتے تھے کئی مرتبہ اونکے ہاتہون مین پڑکر بچا۔ ایک دفعہ بارہ بجے رات کو کوئی شخص ہاتھ مین تلوار لیے کوٹھی کے دروازے پر کہڑا اندر جانے کی فکر کر رہا تہا کہ زینہ پر پاؤن پہسل گیا۔ جس کی آہٹ پاتے ہی لوگ جاگ پڑے اور وہ پہرتی کے ساتھ نکل بہاگا۔

تاریخ معینہ پر حکم سنایا گیا جو فرخ کے لیے اسی قدر حسرت پیدا کرنے والا تھا۔ جس قدر مہدی کو اس سے خوشی ہوئی۔ مہدی کو اسکا حق دلایا گیا اور پورے دعوے مین ڈگری ملی۔ مہدی نے اس مقدمے مین کامیابی کیا حاصل کی یون کہنا چاہیے کہ ایک اعلے درجہ کے استقلال کے ساتھ اپنی جان بچالی اب تمام دشمن جماعت کے رُخ ڈھیلے ہو گئے۔ فرخ سست پڑ گیا اور مہدی ڈگری جاری کرانے کے لیے معمولی مدت کے گذرنے کا انتظار کرنے لگا۔

آٹھوان باب

برسات کی نکھری شام ہے۔ آسمان پر گرد و غبار کا کہین نام نہین سیاہ بادلون کے چھوٹے ٹکڑے پھیلے ہین جنکے درمیان سے جگہ جگہ آسمان کا صاف اور کھلتا ہوا رنگ نظر آرہا ہے۔ معمول سے بڑھی ہوئی تازگی بتا رہی ہے کہ کوئی ابر کا ٹکڑا برس کے نکل گیا ہے۔ مینھ نے درختون کا سبز لباس دھو دیا ہے جنکی ہری ہری پتیون پر شفق کی ساعت لیساعت بڑھنے والی چمکتی ہوئی زردی کی جھلک کیفیت دکھا رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے برسات منانے والے بادہ کشون کی لغزش کے ساتھ جوانان چمن کا ایک مستانہ ادا سے جھوم جانا ارمان بھرے دلون کو بیچین کیے دیتا ہے۔ بادصبا کی مستانہ چھیڑ چھاڑ سے سبزہ رنگان باغ شفق کا سمان دیکھنے کے لیے کوٹھون پر چڑھنے والی پیاری صورتون کے گلے مین ڈالنے کے شوق مین از خود رفتہ ہوکر اپنی پر آرزو بانہین بڑھا بڑھا کے اور پھیلا کے رہ جاتے ہین بجلی کو کسی جوش نعد ہوکر سہم جانے والے چہرے کی خوفناکی کی ادا ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ وہ رہ رہ کر چمک رہی ہے۔ چڑھی ہوئی جمنا کے بہاؤ کا بادہ کشی کے حوصلے بڑھانے والا لطف پہلے ہی دعدین بوتل خالی کردینے والون پر ستم دھا رہا ہے لہراتی ہوئی موجین لطف باران سے بدمست ہو ہو کر رہین گے اُن

خوشنمائیون کو مزہ لے لیکے چوستی جاتی ہین جن پر ابھی تک مینھ کے پانی کی تری باقی ہے۔ ہاے اس ہوشربا عالم سے لطف اوٹھانے والا نہین معلوم ہوتا ایک فرخ ہے تو دل کی پریشانی سکے یہ دماغ کہان کہ ادہر متوجہ ہو۔

فرخ اپنی پُر فضا کوٹھی کے باہر اوس پشتہ پر جو دریا اور کوٹھی کے درمیان مین ہے۔ ایک کُرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ دیوارون کی سفیدی پر شفق کا شنہرا شام کی ہلکی سیاہی مین ملا ہوا رنگ دو وقتون کے ملنے کو آنکھون سے دکہا دیتا ہے۔ فرخ کا انتہا سے زیادہ شکستہ دلی کی کیفیت دکہانیوالا چہرہ آج جس قدر افسردہ نظر پڑتا ہے اوس قدر کبھی نہ تھا۔ اوس کا سر فکر کی ڈراونی خیالی صورتون سے ڈر کر خود اوسی کے سینے سے لپٹنے کے لیے چلا ہے جسکی کہنی بائین زانون پر ہے اپنی ہتھیلی پر روک لیا ہے جو اوسکی پیشانی کو گود مین چھپائے ہوے ہے۔ فرخ دلمین کہہ رہا ہے "سخت ندامت ہوئی"۔

مہدی کو پوری ڈگری مل گئی۔ اب وہ جاری ہی کروا دے گا۔ حاکم نے فیصلہ ایسا لکہا ہے کہ اوس مین کلام کی بالکل گنجائش نہین۔ اپیل کرنیکو تو کرون۔ مگر جب کچھہ امید بھی ہو۔ چچا اپیل کرنے پر اصرار کر رہے ہین والدہ بھی انکی راے کے موافق اپیل ہی کے لیے تاکید کرتی ہین۔ مگر روپیہ خراب کرنے کے سوا کوئی نتیجہ نہین۔ اس معاملہ مین ہر طرح مجھے ناکامی ہوئی۔ میرے بہائیون نے مہدی کی جان لینے تک مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی لیکن ہر بار زک پائی ایک مرتبہ ایک بھائی ہی پھنس گیا تھا بہت کچھہ روپیہ خرچ ہوا تب جاکے وہ کہین چھوٹ سکا۔ اگرچہ اب تک وہ لوگ اس کی فکر مین ہین۔ لیکن مہدی اب ہوشیار رہتا ہے۔ ہماری کوئی تدبیر کارگر نہوئی خالی مجکو نہین مہدی نے تمام خاندان کو زک دی حقیقت مین وہ بڑا مستقل مزاج اور متین شخص ہے۔ اس تنہائی کی حالت مین ایک ایسے معزز اور پُرجوش خاندان کا مقابلہ کرنا اوسی کا کام تہا۔ ڈگری اوسے مل گئی ہے۔ میری کوٹھی مین قرقی آئے گی۔

میری گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری ہوگا کہاں کہاں چھپا پھروں گا
سنا ہے قرقی ہی کی درخواست دی جائیگی میرے بہائی ان سب مصیبتوں
سے محفوظ رہیں گے۔ وہ عدالت میں دیوالیے ثابت ہو چکے ہیں۔ اور
میرے پاس کیا ہے اس کوٹھی مین جو کچھ ہے بس یہی ہے۔ مگر بے عزتی
کتنی بڑی ہے مہاجنون نے بارہا مجھ پر ڈگری پائی مگر میرے وعدون
اور اخلاق کی وجہ سے کبھی جاری ہونے کی نوبت نہین آئی۔ میری
جانب سے مہدی کے ساتھہ وہ بدسلوکیان کی گئی ہین کہ اوسے ذرا بھی
مروت نہوگی میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ مین اوسے ملا لون وہ بے شک
حقدار ہے۔ شرعاً کوئی اوسکا حق مٹا نہین سکتا۔ عدالت سے البتہ امید
تھی کہ شاید غلطی مین پڑ کر اُسکو حقیت سے محروم رکھے وہان کچھ نہ ہوا۔
مجھے تو اوسکے حقوق اور دلانا چاہیے تھے۔ افسوس! اس سے پہلے
مین کیون نہ سمجھا۔ ایسی سخت ندامت کے بعد ذلت کے ساتھ ملا لو تو کیا
اعمل تو یہ ان سے کہ جس قسم کا ظلم مین نے اوس پر کرنا چاہا تھا وہ میرے
علم اور میرے خیالات کے بالکل خلاف تھا۔ مگر خدا جانے اب وہ ملنا
پسند کرے گا کہ نہین۔ مجھ سے وہ کھٹکتا ضرور ہے اسکو بھی کوئی
فریب ضرور سمجھے گا۔ لیکن مین ہر طرح اطمینان دلانے کی کوشش
کرونگا مجھے ضرور اوس سے ملجانا چاہیے۔ اچھا آؤ ایکدفعہ اپنی مان کو
اور سمجھاؤن۔ مگر اُنکے مزاج سے کبھی اُمید نہین کہ وہ راضی ہون۔" یہ
خیال کرکے فرخ محلسرا مین گیا۔

مان۔ (اوسکی پژمردہ صورت دیکھکر) بیٹا تم ایسے پریشان کیون ہو
مہدی کو جو ڈگری مل گئی ملجانے دو دعویٰ کر لیگا؟
فرخ۔ (نیچی اور پست آواز سے) مین تو کئی دفعہ عرض کر چکا ہون دوبارہ عرض کرتا
ہون کہ آپ مجھے مہدی سے ملجانے کی اجازت دیجیے۔ بلکہ مناسب ہو اگر ہم
اُسکے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرین آخر اس مین قباحت ہی کیا ہے؟"
مان۔ (بہت برہم ہو کر) "یہ کبھی نہوگا۔ وہ ہے کون؟ تجھکو بہکا کسنے دیا؟ آخر معلوم

تو ہو اپیل کرنے کو کہتی ہون تو اوس سے بہی انکار کرتا ہی چچا اور سب عزیز بہی یہی
کہتے ہین مگر اونکی بہی نہین سماعت کرتا۔ یون ملنے ہی کو جی چاہتا ہے تو
جا مل جا۔ میری جوتی سے آپ ہی خراب ہو گا مگر اتنا جان لے جس روز وہ مُوا
اوس کوٹھی مین آیا پہر مین یہان قدم نرکہونگی حاشا مین اسکے آنے سے ہرگز
راضی نہین"

فرخ۔ آپ تو سمجھتی نہین ہین۔ مین تمام وکیلون سے مشورہ لے چکا کسیکے نزدیک اپیل کرنا
مناسب نہین۔ اپیل تو سو دفعہ کرون مگر مقدمہ مین کچہ جان بہی تو ہو"

مان۔ (آزردگی سے) "جو چاہو کرو۔ پہر مجہہ سے پوچھنے کی کون ضرورت ہے؟"

فرخ باہر آیا۔ گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ کوٹہی مین جاکر کپڑے پہنے میز پہ
ہاتھ ٹیک کر کہڑا دل مین کچہ سوچ رہا تہا کہ آدمی نے آکر کہا کہ گاڑی تیار ہے
آؤ اسی وقت مہدی سے ملون سب مجہے اُمید ہے کہ وہ بہت جلد راضی ہو جائیگا
(کوچمین سے پکار کر کہا) مہدی کے وہان چلو۔ جامع مسجد کے اوتر جانب
جو سڑک نئی گئی ہے اُسپر جاتے جاتے جہان پر داہنی طرف کو راستہ موڑا
ہے بس اُسی نکڑ پر جو کوٹہی ہے اس مین رہتے ہین"

کوچمین "بہت خوب"

فرخ۔ (دل مین) "دیکہون اُس سے کیا باتین ہوتی ہین۔ اور کیسے
ملتا ہے! ابن بڑے تو دو ہی چار روز مین اوسے اپنے وہان اوٹہا
لاؤن۔ والدہ ناراض ہون گی اسکو مین کیا کرون؟ مگر اُس امر سے
تمام خاندان جیسا آج مہدی کا دشمن ہے ویسا ہی میرا دشمن
ہو جائے گا لیکن مہدی کی معیت مین مین ان سب باتون کو رفع
کرسکون گا وہ بہت بڑا مدبر آدمی"

گاڑی مہدی کے وہان پہونچ گئی۔ فرخ اُتر کر کوٹھی کے اندر گیا
مہدی صورت دیکہتے ہی خندہ پیشانی کے ساتھ اوٹھ کہڑا ہوا اور
ہاتہ بڑھا کر بڑے اخلاق سے بٹہایا۔

مہدی۔ (مسرت کے ساتھ) "آپ کے یہان آنے سے جیسی آپ کی

صاف باطنی قیاس کی جاسکتی ہے خدا کرے اسی صاف باطنی سے آپ تشریف لائے ہوں"

فرخ خوش ہوکر فی الحقیقت آپکے اس جملے سے میری اُس صاف باطنی کی پوری داد ملتی ہے جو مجھے اس مکان تک لے آئی" فرخ کا باوجود خاندانی مخالفت اور اسقدر طول رنجش کے ایسی صفائی کے ساتھ مہدی کے پاس چلے آنا ہندوستانی خاندانوں کے عام طریقے کے بالکل خلاف تھا مگر فرخ کی عمدہ تعلیم اسے لے آئی اور مہدی کی شائستگی نے اُس کے آنے کی داد دی ہائی ڈیڑھ گھنٹے کی پرائیوٹ صحبت کے بعد فرخ رخصت ہوکر واپس گیا فرخ یہاں سے اُٹھ کر پہلے اپنے بڑے چچا کے وہاں گیا جہاں اُس نے مہدی سے ملجانیکا معاملہ ایک مرتبہ اور اپنے خاندان کے بڑے بزرگ کے سامنے پیش کیا۔ پھر دوسرے چچا کے وہاں بھی جاکر اس امر کی تحریک کی مگر دونوں جگہ ناکامی ہوئی جسوقت وہ اپنی کوٹھی پر پہنچا تھا اس وقت باوجود اسکے کہ تمام خاندان میں ایک اسکی موافقت سے بھی مایوسی ہوگئی تھی اُسکا ارادہ زیادہ مضبوط ہوچکا تھا۔

فرخ کے جانے کے بعد مہدی نے اپنے دوست مشتاق سے رائے لینے کے لیے اُسکی جانب دیکھ کر کہا" آج فرخ آئے تھے۔ ہاں تم تو بیٹھے ہی ہوئے تھے۔ الگ لیجا کر ایک بڑی تمہید کے بعد مجھ سے کہنے لگے:۔

اب ہم آپ موافقت کرکے ایک سچے خلوص کے ساتھ یکجا بسر کریں تو اچھا ہے میرا تمام خاندان اگرچہ میری اس رائے کے خلاف ہے بلکہ دشمن ہونے کی دھمکیاں دیتے ہیں مگر مجھے کسی کی پروا نہیں والدہ بھی سخت برہم ہیں مگر جب عنقریب وہ دیکھینگی کہ میں پکا ارادہ کرچکا ہوں تو انکو بھی رفتہ رفتہ راضی ہوجانا ہوگا اب میں آپ کے حقوق دلوانے اور آپکو خاندان میں شریک کرلینے میں یہانتک کوشش کرونگا اور اپنی سوشیل زندگی آپ کی سوشیل زندگی سے یہانتک ملادونگا کہ اگر میرے کچھ حقوق ہونگے تو آپ کے بھی ہونگے اور میں ہی اپنے حقوق سے محروم رہا تو آپ سے کوئی وعدہ نہیں کرسکتا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ میری کوٹھی میں اُٹھ

چلین بھی سے اپنی والدہ کو بھی بلوا لیجیے! کیون اسبارے مین تمھاری کیا راے ہے؟ مین تو فرخ کی موافقت ضروری اور بہتر سمجھتا ہون اول تو فرخ یقیناً نیک نیتی سے کہتے ہین دوسرے مجھے اپنی خواہشون مین پورے طور پر کامیاب ہونیکا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہم پہونچ سکتا"

مشتاق۔ (دل مین) "یہ بُری ہوئی۔ اگر دونون مل گئے تو مین کہین کا نہ رہا" (ظاہر) بھئی میری تو راے اسکے خلاف ہی۔ یہ تمام خاندان اپنا دشمن ہو رہا ہی۔ فرخ سے دوستی کی اُمید رکھنا بالکل عقل کے خلاف ہے"

مہدی۔ "نہین نہین۔ فرخ کا مزاج پہچان لینے مین مجھے اچھی طرح کامیابی ہوئی ہی وہ کبھی بُرا آدمی نہین ہے۔ بہت صاف باطن شخص ہے"

مشتاق۔ "یہ حقیقت اور خاندان کے معاملات ہین کئی پشت ہون تک تو کدورت جاتی نہین ہے۔ جی کہین ان مکروفن مین آنہ جائیگا"

مہدی۔ "خیر جو کچھ ہو۔ فرخ کی تقریر ایسی موثر تھی کہ اس بارے مین مین تمھاری مخالفت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہون۔ مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا"

تین چار روز کے بعد فرخ پھر آیا اور بہت اصرار کرکے مہدی کو اپنے یہان اُٹھا لے گیا فرخ نے یہ اتنی بڑی جراءت کی تھی جس سے زیادہ کی ہندوستانی نوجوانون سے ابھی ہرگز امید نہین کیجا سکتی مہدی کے کوٹھی مین داخل ہوتے ہی فرخ کی مان نے تمام محلسرا ے مین کہرام مچا دیا اور رو پیٹ کر فنس مین سوار ہوکے اپنے بڑے بیٹے کے وہان چلی گئی جاتے وقت وہ تین بڑے صندوقچے ساتھ لیتی گئی جنمین بعض جڑاؤ نہایت بیش قیمت زیور اور جواہرات تھے۔ فرخ کی مان ان صندوقچون کو یہان بھی ہر وقت اپنی حفاظت مین رکھا کرتی تھی اور جاتے وقت بھی ساتھ لے گئی کیونکہ اسکی دولتمندی کا اعلے درجے کا سرمایہ انھین صندوقچون مین تھا فرخ کی مان کے جانے سے لوگون مین سخت جوش پیدا ہوگیا اور تمام اعزا و اقربا فرخ کے اُس سے زیادہ دشمن ہو گئے جتنے کہ اُسوقت سے پیشتر

مہدی کے تھے سگے بہائی اسی کی جان کے دشمن ہوگئے۔ فرخ کو زندگی دشوار ہوگئی لیکن اگر وہ تنہا ہوتا تو کبھی ایسی شدید مخالفت کا مقابلہ نہ کرسکتا۔ اس بارے مین اوسے مہدی سے بہت کچھ مدد ملی کیونکہ وہ ایسے معاملات مین بڑا تجربہ کار ہوچکا تہا فرخ نے باوجود اس قدر مان کی ناراضی کے اُس مان سے ملنا نہین چہوڑا۔ وہ دوسرے تیسرے مان کی خدمت مین ضرور ہو آتا تہا۔ گو مان اس سے بات نہین کرتی تہی حتیٰ کہ اوس کی طرف سے مُنہ پہیر لیتی تھی۔ مگر فرخ نے کبھی اسکا خیال نہین کیا۔ لیکن آخر جب ڈیوڑھی پر پہرہ والون کے ذریعے سے روک کی گئی تب مجبور ہوکر فرخ نے وہان جانا چہوڑ دیا۔ چند روز کے بعد مہدی بمبئی گیا اور اپنی مان کو مع تمام گہر گرستی کے سامان اور دولت کے دہلی مین لے آیا۔ مہدی اور فرخ کی دونون خوف جانین اپنی حفاظت کے سامانون کے ساتہ خاندان کے مخالفانہ حملون سے بچ بچکر اوسی کوٹھی مین رہنے لگین جو جمنا کے کنارے تہی اور فرخ کی مان کھٹے اُٹھہ جانے کے بعد (جو اب اپنے بڑے جیٹھ کے گہر مین بسر کرتی تہی) اُس عالیشان محلسرا مین مہدی کی مان فارغ البالی کے ساتھ زندگی گزارنے لگی۔

نوان باب

ہان۔ ہان! لینا۔ لینا۔

"خبردار جانے نہ پائے۔ مین بہی آپہونچا" دوڑنا۔ دوڑنا! (کسی کے پانی مین کودنے کی آواز سُنکر)۔

"این! افسوس دریا مین کود پڑا"

(لہجہ بدلکر) "سوچے کیا ہو کود پڑو لنگی باندھکے"

"اجی اب وہ ہاتہ لگ چکا۔ تیر کے نکل جائے گا۔ پچھلی رات کا وقت تہا۔ دُنیا شہر خموشان ہو رہی تہی۔ بیداران شب ہجران کی دردناک آوازین سناٹے مین گونج گونج کر بہت دور تک پہونچتی تہین۔ چاند کی پچھلی تاریخین

تھین۔ زوال ماہ کا درمیانی زمانہ تھا۔ آخر شب کی چاندنی نکھرے
رنگ کا لطف خوب کھل کھل کر دکھا رہی تھی۔ گستاخ ہاتھون کے جگائے
ہوئے سیم تنون کے پچھلی رات کے سونے کی ادا چاندنی مین
دیکھنے کے قابل تھی سب کی آنکھہ تو دیر ہی سے لگ چکی تھی۔ مگر اب
وہ آنکھین بھی جھکی پڑتی تھین جو کسی کے انتظار مین کھلے کھلے کھٹکنے
لگی تھین۔ ستارے بھی تین پہر تک حیرت کے ساتھہ دنیا کی
دلچسپیون کو دیکھتے دیکھتے غرور حسن سے جھپک جانے والی آنکھون
کی طرح جھلملانے لگے تھے۔ اور خود رفتگی کے عالم یاد دلانے
والے سکوت مین برقندازون کی ڈراونی صدائین اور خواب
پریشان والون کی بھرائی ہوئی آوازین گھڑیالی کو چونکا کر
بستر غم پر کروٹین بدلنے والون کی مشکل آسان کرانے کی
کوشش کر رہی تھین۔ فرخ اپنی پرفضا کوٹھی مین سو رہا تھا۔
مہدی اوس محلسرا مین تھا جو پہلے اوس کے باپ کی خاندانی
بی بی سے آباد تھی کیونکہ اب اوس مین اوس کی مان رہتی تھی چارون
طرف سناٹا تھا۔ نوکر چاکر خواب غفلت کے ہاتھہ بک چکے تھے
مشتاق جسے مہدی کی سفارش سے پھر اس کوٹھی مین آنا نصیب
ہوا تھا بڑے کمرے کے سامنے والے برآمدے مین ایک
چارپائی پر پڑا خراٹے لے رہا تھا۔ کسی غیر معمولی آہٹ کے
باعث اوس کی آنکھہ کھل گئی۔ ایک بے وقت کمرے مین داخل
ہونے والے کی جھلک نظر پڑی۔ مشتاق کسی قدر خوف زدہ اور متحیر
ہوکر دھڑکتے ہوے دل کے ساتھہ جھپٹ پڑا بڑے کمرے کے دروازے
پر پہونچکر معلوم ہوا کہ کوئی موٹا تازہ برہنہ شخص جو صرف جانگھیا
پہنے ہے ننگی تلوار ہاتھہ مین لیے اوس کمرے مین جانے کے ارادے
مین ہے جہان فرخ سو رہا ہے گو مشتاق کو اوس کی وضع دیکھہ کر
آگے قدم بڑھانے کی جرات نہین پڑی مگر وہ مشتاق کی آہٹ پاتے ہی

گھبرا کر اس طرح بہاگا کہ ایک کرسی کی سخت چوٹ کھا کر لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا تو میز کے پائے کی ٹھوکر لگی جلد جلد لنگڑاتا ہوا دروازے پر پہونچا - وہان بہت زور سے ایک پٹ کی (جو بھڑا ہوا تھا) ٹکر کہا کر اپنے ہی زور مین ذرا پیچھے ہٹا تو پردے مین اولجہ کر ایسا گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور خود بڑی پھرتی سے اوٹھکے اپنے تئین سنبھالکر اوس دروازے سے باہر نکل گیا جو دریا کی جانب واقع تھا - مشتاق پہلے ڈر کے مارے کہڑا ٹاپتا رہا - مگر جب اوسکو نکلتے دیکھا بے تحاشا چلا اوٹھا "ہان - ہان! لینا - لینا!" جس کی آواز سنتے ہی فرخ نے آواز دی پھر سب لوگ دوڑ پڑے - لیکن جب تک دوڑین وہ کسی طرف راستہ پاکر دریا مین کود پڑا اور غوطہ لگا کر پانی کے اندر ہی اندر خدا جانے کدہر بہاگ گیا - یہ شور و غل سنکے مہدی بہی گہبرا کر محل سرا سے نکل آیا - سب طرف بخوبی تلاش کر چکنے کے بعد جب کہین پتہ نہ لگا تو سب کوٹھی مین آکر بیٹھ گئے -

مہدی - (استعجاب کے ساتھ) "یہ ہوا کیا؟ آخر کون تھا؟ مین تو نیند مین غافل تھا - شور سنتے ہی چونک پڑا -

فرخ "اور مین بہی تو سوتا تھا" (مشتاق کی طرف دیکھکر) "اونہون نے غل مچایا جب تک آؤن آؤن بہاگ گیا - پھر پانی مین کودنے کی آواز سنائی پڑی - دریا کے کنارے جاکے دیکھا مگر کسی کا پتہ نہ لگا (لہجہ بدلکر) "بھئی یہ نئی بات ہوئی ہے - اس کوٹھی مین آجتک کبھی ایسا نہین ہوا پہرہ پھاٹک پر موجود اور چور کوٹھی کے اندر پہونچ جائے - واقعی بڑی جرأت کی" (ایک حیرت کی مسکراہٹ کے ساتھ) "ہین! کچھ جو سمجھہ مین آتا ہو کہ کیا معاملہ تھا بہرتقدیر اب چورون سے احتیاط کرنا پڑی"

مشتاق "اس بھروسے بہی نہ رہیے گا - یہ چور کا کام نہین ہے - آپنے

تو دیکھا ہی نہین آپ کیا سمجھین۔ مجھ سے پوچھیے؟ آنکھ جو کھُلی تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک کالا کالا اسٹنڈ آدمی کمرے مین جا رہا ہے"

فرخ۔ (بات کاٹ کر) "کس کمرے مین"

مشتاق "یہی جس مین آپ بیٹھے ہین۔ بس مین گھبرا کر اوٹھا۔ دروازے پر پہونچکر صورت جو دیکھی تو جان نکل گئی۔ ننگ دھڑنگ جانگھیا پہنے آپ کی خواب گاہ کے کمرے کی طرف جا رہا ہے۔ لیمپ پہلے ہی گل کر دیا تھا۔ لیکن دروازہ کھلا تھا باہر کی روشنی کا عکس جو پڑا تو وہ ننگی تلوار جو اوس کے ہاتھ مین تھی چمکی۔ اور یہان یقین جانیے گا کہ رونگٹین کھڑے ہو گئے۔ میری آہٹ پاتے ہی ڈر کے ایسا بدحواس بھاگا کہ کرسی اور میز مین اولجھ کر گرتے گرتے بچا۔ پھر سامنے کے دروازے کی ٹکر کھائی اور پھرتی کے ساتھ دریا کی طرف نکل گیا۔ اوسے بھاگتے دیکھکر مین نے غل کیا تب اور لوگ بھی جاگ پڑے چور کہین تلوارین چمکاتے ہین۔ ہو نہ ہو کوئی دشمن ہو" (مہدی کی طرف اشارہ کرکے) "اون سے پوچھیے بہت بھگت چکے ہین" (پھر فرخ کی طرف دیکھ کر) "اب خدا کے لیے ہوشیار رہیے گا۔ اس طرح بے خوف نہ سویا کیجیے"

مہدی "سچ کہتے ہو۔ ہم ایسی بہت باتین دیکھ چکے ہین۔ ہمارا تو ڈر نکل گیا۔ مگر کچھ ڈر نہین خدا حافظ ہے" (فرخ کی جانب دیکھ کر) "آپ کے خاندان نے بہت کچھ سکھا دیا اس بارے مین تو ہم آپ کے ممنون ہین"

فرخ۔ (شرمندگی کے ساتھ بات کاٹ کر) "خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ مگر آپ کو مین اپنا ایسا عزیز سمجھتا ہون کہ آپ کی زبان سے خاندان کو صرف اپنی ہی طرف منسوب سُنکر مجھے رنج ہوتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اس خاندان کو آپ اپنا اور میرا دونون کا نا مہربان کنبہ خیال کرینگے۔

مہدی۔ (مسرت کی ندامت کے ساتھ) مین آپ سے اس غلطی کی معافی

چاہ کر خدا سے دعا مانگتا ہون کہ وہ اس یکجہتی کو ہمیشہ قائم رکھئے" (ذرا سوچکر) "آپ کو ان باتون سے خوف نہ کرنا چاہیے۔ غنیمت سمجھیے کہ آپ کے نہین! نہین! توبہ! ہمارے دشمن اس بے وقوفی سے دشمنی کرتے ہین خدا نہ کرے کہ وہ عقلمندی کے ساتھہ دشمنی کرنے لگین۔ ہان اوس صورت مین البتہ خوف ہے اور اس طرح تو خدا کے فضل سے ہمیشہ ہم بچتے ہی رہین گے بلکہ اونھین کو زک ہوگی"

فرخ۔ "اب صبح ہوا ہی چاہتی ہے۔ سونے کا وقت تو رہا نہین۔ یہین بیٹھا رہنا صلاح ہے کچھہ ضروری معاملات جو کئی دن سے میرے دل مین ہین اُنکو بیان کرنا چاہتا ہون"

مہدی۔ "ہان بے فکری کا زمانہ نہین ہے۔ فرمایئے"

فرخ۔ "آپ دیکھہ رہے ہین کہ تمام خاندان میری جان تک کا دشمن ہو گیا والدہ ناراض ہوکر میرے یہان سے اوٹھہ گئین۔ بھائی خون کے پیاسے ہوگئے۔ تمام عزیز کوئی نہ کوئی ضرر پہونچانے کی گھات مین ہین۔ چچا الگ بگڑے ہوے ہین سب نے اکیلا چھوڑ دیا خاندانی دولتون کی مجھے جو کچھہ اُمیدین تھین اون سے بھی یاس ہوگئی۔

پھوپھی اپنی صاحبزادی کو میرے ساتھہ کتخدا کرنا چاہتی تھین وہ بھی اپنی طرف کھنچی ہوئی ہین۔ گو مجھے اس کتخدائی کا خیال نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔ مگر اس بات کا البتہ افسوس ہے کہ یہ مال خواہ مخواہ میرے اور آوارہ بھائیون کے ہتھے چڑھے گا تو وہ بالکل بے احتیاطی سے تلف کر ڈالین گے ملک کی دولت اور بخصوص مسلمانون کی ایسی تباہ حال قوم کی دولت کے برباد ہونے کا خیال کرکے بڑا رنج ہوتا ہے۔ اپنے خاندان پر کامیاب ہونے کا ذریعہ اب میری نگاہ مین سوا اس کے کوئی نہین ہے کہ ان عداوتون کو مین بڑے تحمل اور متانت کے ساتھہ ٹالون۔ اپنا مزاج نہایت ہی صابر بنالون۔ میرے ساتھہ ہزارون دشمنیان کی جائین مگر مین بخندہ پیشانی

اون سے بچتا رہون مدد لینے کا ارادہ نہ کرا ئین صبح مین نماز پڑھانیوالون
کے حملے روکے جا ئین مگر اوس پر حملے کا نام تک نشاط انگیز نہین ہوتا ہے
میرے خیالات بالکل پلٹ گئے۔ اگر اپنے موجب جمنا جانے سے
عمل کرون گا تو مین وہ فرخ نہ رہون گا جو پہلے تھا جذب گزشتہ
صابر اور متین شخص ہون گا۔ غصہ مجھے بہت کم آئے گا کی تیزی نے
معاملے مین فضول خرچیون سے پرہیز کرون گا۔ اپنے روپے کو دیا
بھی قدر کرون گا۔ کوشش کرون گا کہ خدا کی دی ہوئی دولت مین سے
ایک پیسہ بھی میرے ہاتھ سے رایگان نہ جائے۔ میرا چال چلن
بہت شائستہ ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ میرے پیارے بھائی مہدی
سے اس بارے مین بہت مدد ملے گی۔ یقیناً اب مین اگر اپنے خاندان
مین کسی طرح ہر دل عزیز ہو سکتا ہون تو یہی طریقہ ہے"
مہدی۔ نہین نہین! ہو سکتا ہون۔ نہ کہیے بلکہ ضرور ہوجاؤن گا کہیے ممکن
نہین کہ اس مزاج کا آدمی خاندان کیسا تمام دُنیا مین ہر دل عزیز
نہ ہوجائے۔ آپ کو ایسے مزاج کے ساتھ کل ارادون مین کامیابی
ہوگی اور میرے امکان مین جہان تک ہوگا ضرور مدد دون گا
بلکہ اپنے مزاج اور چال چلن کو آپ کے موافق بنانے کی کوشش
کرون گا"

باتون باتون مین صبح ہوگئی۔ دونون اوٹھکر وضو کے لیے چلے
یہ دونون شائستہ اور بے تکلف مزاج کے تعلیم یافتہ نوجوان
عام ایشیائی رؤسا کے مثل اپنے تمام کامون مین خدمتگارون
کے محتاج نہ تھے۔ اسی وجہ سے فرخ اور مہدی دونون کی عادت
تھی کہ جہان نماز کا وقت آتا دریا سے وضو کرتے تھے مہدی
جس وقت کوٹھی کے دروازے کے پاس پہونچا تو بائین جانب
دیوار کے نیچے کوئی چیز نظر پڑی جو صبح کی سہانی روشنی کے
عکس مین چمک رہی تھی اوٹھانے کے لیے مڑا تو جھجھک کر

ـ تلوار پڑی ہے! فرخ! فرخ! آؤ -
پکارا" این یہاں تو ایک
دیکھو تو سہی!" ہو (آکر) "ہاں معلوم ہوتا ہے بدحواسی مین بھاگتے وقت
فرخ - رہ دوڑتی ہی" تلوار اوٹھالی گئی تھوڑی دیر تک تلوار کو دیکھ
ہاتھ سے گردش کرتے رہے اس کے بعد جا کر وضو کیا - نماز پڑھی اور اپنے
دیکھکر دربار مین مشغول ہوئے -

کار اس روز کے بعد سے فرخ اور مہدی نے اپنے چال چلن کو نہایت عمدہ بنا لیا - فرخ کے وہ فضول مصارف نہین رہے جنکی وجہ سے روز بروز مقروض ہوتا جاتا تھا - بلکہ اگلے قرضون سے بھی کسی قدر سبکدوش ہونے لگا -

فرخ کے چال چلن نے ایسی شایستگی ظاہر کی کہ تھوڑے ہی دنون مین دونون چچاؤن کے دل مین اوسکی طرف سے ایک قسم کا عمدہ خیال پیدا ہوگیا -

دسوان باب

آخر سرما کے دن ہین - کڑی دہوپ کی ابتدا کا زمانہ ہے - لو نہین چلتی ہے مگر ہوا مین گرمی پیدا ہو گئی ہے دوپہر کے بیٹھنے کے لیے مکانون کے ٹھنڈے کمرے صاف کیے جانے لگے ہین - خس کی ٹٹیان خریدی جاتی ہین - نازک بیشانیان شرم کے علاوہ یون بھی عرق آلود رہنے لگی ہین قریب شام کی سیر شتیر سے زیادہ دلچسپ ہے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بڑی آرزون سے نصیب ہوتے ہین - سونے کے لیے دن کے بہ نسبت رات زیادہ مناسب ہوگئی ہے درختون کے پتون کی سبزی خوب بہار پر ہے - نئی ہری ہری کونپلون کا آنکھونکو تازگی بخشنے والا خوشگوار رنگ باغون کو معمول سے زیادہ دلگیر بنائے ہوئے ہے ٹھنڈی چاندنی راتین سیر کرنے والون کو نہایت دلکش سمان دکھلاتی ہین پچھلی رات کے مسافر صبح ہوتے ہوتے عجب لطف کے ساتھ بہت

دور نکل جاتے ہین ہلکی ہلکی خنکی پیدا کرنیوالی ہوائین صبح مین نماز پڑہانیوالون
کی آوازون کا گونجنا بلبل صبح کی نغمہ سرائی سے کم نشاط انگیز نہین ہوتا ہے
وہ سردی نہین رہی جو صدای ناقوس سُننے پر بہی بیر خو لکو لب جنبا جانے سے
الکسا الکسا کر روکتی تہی۔ صدای موذن اور ناقوس ویدون کا جذب گزشتہ
موسم سرما کی بہ نسبت بہت بڑہا ہوا ہے۔ دوپہر کا وقت ہے دہوپ کی تیزی نے
سڑکون اور مکانون مین تہوڑی دیر کے لیے یونہین سا سناٹا پیدا کردیا
ہے بادیہ گرد آفتاب کی تپش سے پرشکن جبین اور سمٹی اور جُڑہی ہوئی بہوؤن
کے ساتہہ چلتے چلتے پریشان ہوکر سایہ دار درختون کے سایہ مین تہکن
مٹانے کے لیے بیٹھ گئے ہین۔ ایک عالی شان محلسرا سے اصیلون
کا وہ شور وغل جو ایشیائی رؤسا کے گہرون سے معمولاً سُنا جاتا ہے دوپہر کے
سناٹے مین کم ہوا ہے۔ یہ محلسرا دہلی کی شمالی جانب ایک چوڑی سڑک
کے کنارے واقع ہے۔ ڈیوڑہی کی شان وشوکت دیکہہ کر خیال کیا
جاسکتا ہے کہ اس مین ہندوستان کا کوئی دولتمند سکونت پذیر ہے ڈیوڑہی
کے بعد والا وہ دروازہ جسمین ہوکر لوگ زنانے مین جاتے ہین ایک
بڑے خوبصورت پردے سے آراستہ کیا گیا ہے جسکے دونون پہلوؤن سے
خوبصورت اور آشفتہ مزاج لونڈیان اور خواصین خدمتگارون کو بیگم کے
خانگی حکم سُنانے کے لیے اکثر سر نکالے کہڑی رہا کرتی ہین۔ دروازے
سے گزر کر مسطح اور وسیع صحن ہے جس مین مختلف روشین چہوڑ کر ایک
مختصر پائین باغ لگایا گیا ہے۔ دروازے سے نکلتے ہی بغیر کسی جانب
موڑے کہڑا ہونیوالا ادہر اُدہر دیکہکر قیاس کرسکتا ہے کہ دونون پہلوؤن
پر متوسط درجے کی عمارت مین سے ایک طرف لونڈی باندیون
کے رہنے کی صحنچیان ہین اور دوسری طرف کے مکانات باورچیخانے
اور غسل خانے کے مثل اکثر انسانی ضرورتون کے مکانون کا کام دیتے
ہین اور دہوئین کی سیاہی جو ان مکانون کی دیوارون پر جم گئی ہے
دور سے دیکہنے والون کو بتا رہی ہے کہ باورچی خانہ اسی جانب ہے

سامنے کی عالیشان اور خوشنما عمارت جو پائین باغ سے گزر کر اونچی کرسی کے مختصر صحن کے بعد گول سنگین ستونون کے برآمدے سے بنی شروع ہوئی ہے وہ خاص مقام معلوم ہوتی ہے جہان صاحب خانہ کی معمولی نشست و برخاست رہا کرتی ہو برآمدے کے بعد ایک مختصر کمرہ ہے جسکی پختہ زمین شطرنجی اور ایک سفید ستھری چاندنی سے چھپائی گئی ہے داہنی جانب اونی گدگدے قالین پر ایک بڑا گاؤتکیہ اوس نازک پلنگڑی سے لگا ہوا رکھا ہے جو دیوار سے ملاکر بچھائی گئی ہے پلنگڑی پر نرم غالیچہ کے علاوہ اور سفید چادر ہے اور چار لمبے لمبے پتلے پتلے تکیون کے علاوہ جو سرہانے ہین پہلو مین ادہر ادہر گول بغلی تکیے رکھے ہین چھت پر اُجلی اور صاف چھتگیری کھنچی ہے۔ دیوارین چند قرینون سے آراستہ کی گئی ہین جن مین کچھ خوشخط قطعات اور بعض عربی مذہبی مقدس جملے لکھکر لگائے گئے ہین اس کمرے کے علاوہ دو اور خوشنما چھوٹے کمرے ہین جنکی آراستگی درمیانی کمرے کی سی ہے گو اعلیٰ قسم کا عمدہ سامان نہو یہ عالیشان محلسرا ان ہی تین مذکورہ کمرون پر نہین ختم ہوگئی ہے بلکہ پشت کی جانب کچھ اور کمرے ہین جو اپنی آراستگی سے اس مذاق کی شہرت دیتے ہین جس سے کہ پچھلے کمرے کو آراستہ کیا ہے۔

محلسرا عورتون سے بھری ہے ہر کمرے سے باہم آہستہ آہستہ باتین کرنیوالیون کی خفیف آوازین آرہی ہین جن مین ملکر اکثر مردونکی آوازین بھی آتی جاتی ہین جو بعض خوبصورت نازک جوان اور بعض جھریان پڑے ہوئے بڈھے ہاتھون سے ڈلیان کتر رہی ہین ٹھیک دوپہر کے سناٹے نے عورتون کی ان آوازون کو آدمیون کی آوازون پر غالب کردیا ہے ورنہ شاید اس سے پیشتر بکثرت بلند ہونے والا شوروغل ان کمرون کو نازک دماغون کے کام کا نہ رکھتا ہوگا۔

درمیانی کمرے کے دروازے بند کردیے گئے ہین جنکی جھلملیون سے ہلکی ہلکی روشنی نکلکر اُس اندھیرے کو کم کررہی ہے جو کمرے کے

بند ہونے سے پیدا ہو گیا ہے پلنگڑی پر ایک دُبلی ضعیفہ عورت لیٹی
ہے جسکی بند آنکھون سے سرہانے اور پائینتی کھڑی ہوکر سنکیا چلنے والی عوائن
خواب کا قیاس کرکے بھاگنے کی فکر مین ہین مگر یہ طویل العمر رئیسہ سُو نہین
رہی ہے بلکہ گہری فکر کے ساتھہ کسی اہم معاملہ مین غور کر رہی ہے۔ اس
جوان بخت ضعیفہ کی صورت سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ سن پچاس سے
گزر چکا ہے۔ بے فکری نے قوئی کو ابھی بالکل ضعیف نہین ہونے دیا ہے۔
چہرے پر کچھہ کچھہ جُہریان پڑنے لگی ہین مگر اس قدر نہین کہ امیرانہ وجاہت
کو مٹا دین۔ دو ایک دانت ٹوٹ گئے ہین لیکن چہرے کی حیثیت مین
کسی قسم کا فرق نہین آنے پایا ہے جو چیز کہ بُڑھاپے کو زیادہ تر ثابت
کر رہی ہے وہ اُسکے بال ہین جو نصف سے زیادہ سفید ہو گئے ہین
ناظرین سمجھہ گئے ہون گے کہ یہ فرخ کی پھوپھی ہے یہ ایک ایشیائی معزز
خاندان کی دولتمند عورت اس وقت آنکھین بند کیے ہوئے اپنے دل
سے یہ باتین کر رہی ہے" لڑکی جوان ہو گئی ہے ابھی تک اسکی شادی
کے متعلق کوئی بات قرار نہین پائی آخر کب تک لیے بیٹھی رہون گی اللہ
رکھے بُڑھاپے کی کمائی یا جو کچھہ سمجھو یہی ایک لڑکی ہے۔ روپیہ پیسہ جو
کچھہ ہے سب اسی کا ہے مین کیا قبر مین لے جاؤن گی؟ یہی ارمان ہے
کہ اسکے دولھا کو دیکھون یون بات تو بہت جگہ سے آئی میرے تینون
بھتیجے ہی موجود ہین کیا کہون لڑکون سے تو اب لیاقت اوٹھہ ہی گئی ہے
جسے سُنتی ہون آوارہ ہے ان سب فرخ ہونہار تھا سو سب نے اوس سے
ملنا ہی چھوڑ دیا۔ مین نے تو کہا تھا کہ اوسی کے ساتھہ بیاہ دون گی مگر
اوس نے ایسی حرکت کی کہ سب عزیزون کو ناگوار گزری۔ خاندان بھر
کے خلاف ہے اوس کے دونون بھائیون مین سے تو کوئی بھی کسی کام کا
نہین ہے شریفون کو اونکی صحبت سے عار آتا ہے ساری دولت دو ہی روز مین
غارت کرکے رکھدین گے پڑھے لکھے واجبی ہی واجبی ہین میری لڑکی کُڑھ کُڑھ
کے ہلاک ہو گی اور خود میری بھی زندگی عذاب مین ہو جائے گی۔

جی چاہتا ہے فرخ ہی کے ساتھ بیاہ دون پھر چاہے جو کچھ ہو میری نزدیک اوسنے کوئی ایسی بڑی بات نہین کی۔ سوتیلے بھائی کو اپنے یہان جگہ دی یہی نا؟ اس سے کیا ہو گیا۔ کچھ اس مین عیب تو آ نہین گیا۔ میری نگاہ مین خاندان بھر مین ایک وہی جچتا ہے اچھا آج اپنے دونون بھائیون سے کہونگی دیکھون وہ کیا کہتے ہین۔

فرخ کی پھوپھی کے خیالات یہین تک پہونچے تھے کہ بیچ کے دروازے کے پٹ جو ایک خواص نے کئی بار آنے جانے کی دیوار مین بہ احتیاط سے بھیڑ دیے تھے ہوا کے ایک تیز جھونکے سے کھلکر دونون طرف کی دیوار مین اس زور سے ٹکرائے کہ وہ اچانک چونک پڑی آنکھ کھولتے ہی تیوریان چڑھا کر غصہ کے لہجہ مین کہا "وہ ان مُردارون سے ناک مین دم آ گیا ہے"

خواص۔ (خوف زدہ ہو کر نیچی آواز سے) کیسی تیز ہوا چل رہی ہے۔ بیٹھنا دشوار ہو گیا ہے۔

فرخ کی پھوپھی۔ (برہم ہو کر) ارے دروازہ اندر سے بند کیون نہ کر لیا؟ نگوڑیون کے مارے نیند حرام ہو گئی (دروازے سے باہر نگاہ بڑھا کر دھوپ کو دیکھکر) دوپہر ڈھل گئی؟ "ارے کیا بجا ہو گا؟"

خواص "تین بجا چاہتے ہین"

فرخ کی پھوپھی۔ (او ٹھکر) "اچھا تسلا لاؤ وضو کر لون" (ذرا ٹھہر کر) "ہان جا کر پیر بخش سے کہہ آؤ کہ بڑے بھائی اور منجھلے بھائی کے گھر پر کہہ آئین بلایا ہے بڑا ہی ضروری کام ہے جلدی آئین خوب تاکید سے کہہ آنا ابھی جا۔"

ایک خواص ڈیوڑھی پر گئی دوسری مُنہ دھلانے کے لیے طسلہ اور لوٹا لائی۔ فرخ کی پھوپھی نے وضو کیا ظہر کی نماز پڑھی اور محل کی عورتون مین بیٹھکر باتین کرنے لگی۔ دو گھڑی دن رہے اُسکے دونون بھائی آئے جو بڑی اخلاق کے ساتھ ٹھہلائے گئے۔ کمرہ مین تخلیہ ہو گیا اور وہ واقعہ جسنے دوپہر کو اُن کی بہن کی نیند مین خلل ڈالدیا تھا پیش کیا گیا۔

بہن :- بھائی! میں نے تمھیں یہ کہنے کو بلایا ہے کہ تم اپنی بھانجی کی طرف سے بالکل بے فکر ہو۔ اب وہ سیانی ہوئی مجھے رات دن یہی فکر رہتی ہے کئی دفعہ اسکی نسبت ہوئی اور چھوٹ گئی اب تو ارادہ ہے کہ جہاں کہیں مناسب ہو کر بھی دوں۔ اے لڑکے یہی جو ہیں کچھ نئے تو پیدا ہونگے نہیں سب کا حال بھی تم پر روشن ہے پھر بتاؤ اب میں کہاں تک انتظار کروں "

بڑے بھائی :- فرخ کے دونوں بھائی موجود ہیں انہیں میں سے کسی کے ساتھ کردو فرخ کے ساتھ نہیں ہوسکتا "

بہن :- بھائی دونوں میں سے تو کسی سے میرا جی نہیں بھرتا۔ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ جان بوجھکر لڑکی کو چولھے میں جھونک دوں۔ بھلا اپنی پیاری بیٹی کو ان بدچلنوں کے کس طرح حوالے کردوں "

بڑے بھائی :- پھر اور لڑکے کہاں سے آئیں گے۔ عزیزوں میں تو یہی ہیں "

منجھلے بھائی :- فرخ کے ساتھ کیا؟ سنتا ہوں! اب وہ بہت سنبھل گیا ہے اپنے ہمجنسوں میں پڑھا لکھا بھی زیادہ ہے مگر بات ہم لوگوں سے تو اس سے کچھ تعلق نہیں رہا۔

بہن :- میرا دھیان تو اسی کی جانب جاتا ہے آخر اسمیں عیب کیا آگیا سوتیلے بھائی سے ملتا ہے ملنے دو ہم سے کیا غرض اور سچ پوچھو تو اللہ جنت نصیب کرے یہ سب ہمارے بھائی کا کیا دھرا ہے اُن سے ملنا نہ چھوڑ دیا اور فرخ تو کوئی برائی نہیں کرتا ہے۔ یہ تو اسکی لیاقت ہے تمھاری راے ہو تو اُسی کے ساتھ کردوں

بڑے بھائی :- یہ تو مشکل ہے۔ سب کہیں گے کہ فرخ کو ہم سے چھوڑا دیا اور خود ملنے لگے "

منجھلے بھائی :- اوہ کہیں گے تو کیا کرلیں گے یہی نہ کہ سب پٹھانوں سے ملنے لگیں گے! بلیں! یہ تو ہماری عین خوشی ہے "

بہن :- میرے نزدیک تو گھرانے بھر میں تم سب کے بڑے بوڑھے ہو

جو تم کہہ دو گے سب مان لینگے"

بڑے بھائی "اچھا تمھاری اور منجھلے بھائی کی رائے مین فرخ ہی کیا تھ مناسب ہے تو مجھے بھی منظور ہے"

بہن "تو بھائی بھابی سے تمھین ذکر کرنا۔ فرخ سے وہ بہت ناخوش ہین جسطرح بن پڑے کہہ سنکے راضی کر دینا"

دونون بھائی (ہم آواز ہوکر) "انکا راضی کرنا کون بڑی بات ہے؟ ہنسی خوشی منظور کر لینگی" فرخ کے چچا اس تقریر کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے کے لیے اپنی بہن سے رخصت ہونے لگے"

بہن (بڑے بھائی کی طرف دیکھکر) "میرے بھائی جاتے تو ہو مگر بھولنا نہین آج ہی بھابی سے ذکر کرنا"

بڑے بھائی "ہان۔ ہان موقع دیکھکر ضرور کہونگا" اچھا اب خداحافظ" یہ کہکر دونون بھائی اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ یہ رات بغیر کسی کارروائی کے یونہی گذری۔ صبح اٹھکر دونون نے [illegible] یہ بات فرخ کی مان کے آگے چھیڑی"

فرخ کے بڑے چچا "فرخ کی شادی کب تک کروگی اب تو ماشاءاللہ جوان ہوگیا ہے مین دیکھتا ہون تمھین اسکی کچھ فکر نہین"

فرخ کی مان "بھائی فرخ کی مجھے کیا فکر؟ وہ اپنی فکر آپ کریگا۔ مجھسے کچھ بھی تعلق ہے جب سے وہان سے اٹھ آئی ہون کبھی جھوٹون بھی پوچھا" وہ اپنی مان کو لیے بیٹھا ہے۔ وہی اسکی شادی بھی کرلینگی۔ مین کچہ اسکی مان تھوڑی ہون مجھے کیا غرض"

فرخ کے منجھلے چچا "کیسی باتین کرتی ہو۔ تم خود نہ آنے دو تو اسکی کیا خطا وہ آئے جاتا تھا اور ہزار کچھ ہو پھر تمھارا بیٹا ہے تینون لڑکون مین جو کچھ ہے وہی ایک ہے اور لڑکون کا حال جانتی ہی ہو اب فرخ نے اپنے تئین بہت کچھ سنبھال لیا ہے"

فرخ کے بڑے چچا "مین بتاؤن تم فرخ کے پاس کہلا بھیجو جبدن وہ کہے

اس دن سوار ہو کے چلی جانا۔ وہاں جا کر اچھی طرح کہہ سن لینا صرف خبر کر دینا ہی ورنہ وہ ہر طرح راضی ہی ہوگا مگر دیکھو اور کسی بات کا ذکر نہ آنے پائے"

فرخ کی ماں:" اچھا بے تجھے کیا؟ میں آج ہی کہلائے بھیجتی ہوں کل چلی جاؤنگی جب تمھارے نزدیک یہی مناسب ہے تو میں بھلا انکار کر سکتی ہوں"

گیارہواں باب

آخر روز ہے درختوں کی صبح والی تروتازگی عود کیا چاہتی ہے ہر پتوں پر زرد و سنہری دھوپ سبزہ رنگوں کے طلائی زیوروں کی بہار دکھا رہی ہے درختوں کا سایہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے وہ دلفریب نیرنگی دکھانے والا سبزہ زار دیکھنے کے قابل ہے جہاں گھانس کی ننھی پتیوں کے سایہ کے گرد سنہری دھوپ کی جدولوں سے قدرت نے خوشنما نقش و نگار بنا دیئے ہیں آفتاب کی چمکتی ہوئی شعاعیں واکنگ ڈریس (سیر کرنے کی پوشاک) پہنکر نکلنے والی کمسن مسوں کی پیشانی کے بھورے طلائی بالوں میں الجھا الجھکر عجیب لطف دکھا رہی ہیں۔ اونچی عمارتوں کے سائے جمنا کے سطح پر موجوں کے ساتھ لہرا رہے ہیں۔ ہوا اسقدر آہستہ آہستہ چلتی ہے کہ ٹہنیوں کو بہت کم جنبش ہوتی ہے ہاں بعض خوشنما اور چھوٹی شاخوں سے جبکہ خورد شدہ پتوں کی بانکی ٹوپی کے پردوں میں ایک دلگیر حسرت محسوس ہونے لگتی ہے تیسے مل جاتے ہیں پوسےگل کی جیشتالی ہوا سے سرد کا اون نازک اور اونچے حرکت سے برہم ہونے والے دماغوں کے تحمل کے نہایت مناسب ہے وقت کی دلفریبیاں لوگوں کو مکانوں سے نکال کے ہنکا ہنکا کر ایک خوشدلی کے ساتھ صحراؤں کی طرف کھینچے لیے جاتی ہیں"

فرخ خلاف معمول اپنی کوٹھی میں ہے کیونکہ روز گاڑی پر سوار ہو کر ہوا کھانے جایا کرتا تھا اسکی اسوقت زیادہ لطف ڈھونڈھنے والی آنکھوں کی خواہش کے لیے گویا میں باغ کی بہار کافی نہیں ہے مگر کسی خاص ضرورت کے باعث وہ اسی سے اپنی دلچسپیاں حاصل کر رہا ہے کوٹھی کے باہر چند کرسیاں پڑی ہیں ایک پر وہ

بیٹھی ہے باقی خالی ہیں اسکی نگاہ درختوں پر سیر کرتے کرتے پھاٹک کے باہر والی
سڑک پر بار بار جاکر اس طرح ادھر ادھر پھرتی ہے گویا کسیکو ڈھونڈھ رہی ہے
اور چند منٹ کے بعد مایوس پلٹ آتی ہے غالباً کسی کے انتظار نے آج [illegible]
جانے سے اُسے روکا ہے جیسے اُس کی نظر پھر کٹہرہ پھاٹک کے باہر [illegible]
کرآتی ہے نگاہ دوڑاتے دوڑاتے فرخ پر کوئی ایسی [illegible]
وجہ سے اُسکا سر دیر تک جھکے رہنے کے بعد [illegible]
مگر چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غم یا [illegible]
رہا ہے دو میرے حال پر [illegible] ایسی شفقت [illegible] شفقت
کا ظاہر ہونا تو کوئی تعجب کی بات نہیں مگر [illegible]
امید ہو سکتی ہے۔ واقعی اُن کا یہاں [illegible]
ضرورت پڑی ہو اور خود تشریف لاکے [illegible]
بھیجا تھا کہ اسوقت تشریف لائیں [illegible]
سے جاتا تھا اور میرے لیے [illegible]
درست کیا۔ بے شک یہ اُسی کا اثر ہے [illegible]
سڑک پر دو شخص زور زور سے باتیں کرتے چلے جاتے تھے اُن کی آواز
سنکر پھاٹک کی طرف دیکھنے لگا مگر جب معلوم ہوا کہ کوئی اور ہے تو حسب
دستور اپنے دل سے باتیں شروع کیں۔ آتی ہونگی مگر کیا کہوں مجھے
اسوقت تک یقین نہیں آتا اُن کے مزاج سے تو امید نہیں۔ خوب یاد آیا
مہدی کی ماں اسی محلسرا میں ہیں۔ اور نرگس کی کہاں اُنکا سامنے ہونا ٹھیک
نہیں۔ مگر انھیں معلوم ہی ہے۔ اور میں یہ چاہتا بھی ہوں کہ دونوں میں
موافقت ہو اچھا ہے ذرا انھیں بھی دیکھ لیں گی۔

مہدی کی ماں کو میں نے آج صبح اٹھا بھی دیا تھا اور وہ خود بھی بڑی متحمل
مزاج آدمی ہیں اُن کی طرف سے کوئی چھیڑ بھی ہوگی تو طرح دیجائیگی۔ آئیں تو"
کوئی گاڑی سڑک پر جا رہی تھی جسکی گھڑگھڑاہٹ سے چونک کر اُس طرف دیکھ
کے "آگئیں! نہیں وہ نہیں ہیں وہ تو فٹن پر آئیں گی" (پھر گردن جھکا کر) "ہاں

لو مین کیا سوچ رہا تھا؟ اوہ! یاد ہی نہین آتا! خیر ابھی تک نہین آئین! شام تو ہوگئی اب کیا رات کو آئینگی! آدمی نے جھوٹ تو نہین کہہ دیا معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہی مگر نہین پرانا معتبر آدمی ایسی شرارت نہین کرسکتا۔ آئینگی ضرور سوار ہوتے ہوتے دیر ہوگئی" آدمیون کی مختلف آوازین سنکر "کیا ہی؟ آہا آگئین فصیل باغ کے اندر آگئین اور مجھے معلوم بھی نہین ہوا!"

گو فرخ ذرا ذرا سے کھٹکے پر پھاٹک اور سڑک دیکھنے لگتا تھا مگر فنس جسوقت آئی وہ اسوقت اپنے خیالات مین اسقدر ڈوبا ہوا تھا کہ جب فنس کوٹھی کے قریب پہنچگئی تب معلوم ہوا۔ کہارون نے محلسرا کے دروازے پر ڈیوڑھی کے اندر پہنچکر باواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے فنس زمین پر رکھی اور سب لوگ سامنے سے ہٹ گئے فرخ اپنی ماں کے اترنے سے پیشتر ہی فنس کے پاس آکر کھڑا ہوگیا تھا جیسے ہی اترتے دیکھا نہایت ادب کے ساتھ جھک کر سلام کیا جس کے جواب مین ماں نے "جیتے رہو۔ عمر دراز ہو" کہتے کہتے بڑھ کے بلائین لین اور سینے سے لگا کر بہت روئی فرخ کے بھی آنسو نکل پڑے بیٹے کے آنسو پونچھکر محلسرا مین داخل ہوئی پیچھے پیچھے باادب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا فرخ بھی چلا گیا صحن مین ایک چوکے پر مسقف فرش بچھایا گیا تھا جسپر جا کر فرخ کی ماں بیٹھ گئی خواصین پنکھا جھلنے لگین فرخ کی سوتیلی ماں حجرے والان کی بائین جانب کے چھوٹے بغلی کمرے مین تھی اسکو معلوم نہین معلوم ہوا کہ اپنے شوہر کی خاندانی بی بی کے فنس سے اترتے ہی سامنا ہوکے مگر بہ تقدیر یہ پہلا دن تھا کہ اس مکان مین دو سوتین ایک وقت مین جمع ہوئی ہون یا فرخ کے شریف خاندان کی کوئی عورت اتنے عرصہ پر آئی ہو جہان اسکی سوت بھی موجود ہو فرخ بھی اپنی ماں کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا!!

ماں (ذرا روہاسی ہوکر) "بیٹا خدا نے کتنے دنون کے بعد آج تمہاری صورت دکھائی ہے! میری قسمت مین یہی لکھا تھا کہ ایک ہی شہر مین رہ کر اپنی اولاد کی صورت کو مدتون ترسا کرونگی!!"

فرخ (بچشم تر رکتی ہوئی آواز سے) "مجھ سا نالائق بیشک اسی قابل ہے کہ والدین اسکی صورت سے بیزار ہوجائین مگر مجھکو آج سے زیادہ کیا خوشی حاصل ہوگی کہ اپنی پیاری مان کو راضی پاتا ہون مین اپنی خطاؤن کے عوض مین بہت سزا بھگت چکا للہ اب قصور معاف فرمایئے" یہ کہکر فرخ مان کے قدمون پر گر پڑا مان سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار رونے لگی اور اوٹھاکر گلے لگالیا"

فرخ "نہین یون نہین۔ منہ سے کہہ دیجیے کہ مین نے معاف کیا"

مان "مین نے معاف کیا بس!"

شام ہوگئی تھی ایک خواص نے کنول روشن کرکے رکھ دیا جس مین چربی کی بتی جل رہی تھی مغرب کا وقت تھا دونون نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت کرکے فرخ کی مان بڑے دالان کے اندر گئی اور مدت کے چھوٹے ہوے گھر بار کو اس حسرت کی نگاہ سے دیکھنے لگی جو اس مکان کے ساتھ ہوا کرتی ہے جسمین ایک عمر گذری ہو فرخ کی سوتیلی مان کو اب اسکا موقع نہین باقی رہا کہ اپنی موت سے چھپی بیٹھی رہے فرخ کی مان کو آتے دیکھکر وہ اوٹھ کھڑی ہوئی اور بڑھکر ادب کے ساتھ سلام کیا۔ ایک معمولی عادت تھی جو سلامون کا جواب دیتے دیتے پڑ جایا کرتی ہے فرخ کی مان سے بغیر اسکے کہ کچھ سمجھے جواب دلوادیا مگر جواب دیتے ہی وہ بڑے غور سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔ فرخ کی مان جب یہ سمجھ گئی کہ اُسکو سلام کرنے والی کون عورت اسوقت اُسکا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا کیونکہ کبھی شدید غصے کے آثار ظاہر ہوتے تھے جو ضبط اور تحمل پر غالب آنے کی کوشش کرنے والا معلوم ہوتا تھا اور کبھی رحمدلی کی علامتین نظر آنے لگتی تھین جنکو حمدی کی مان کے مودبانہ سلام کا خیال اسکے دل مین پیدا کردیتا تھا۔ اِن دونون سوتون کی یہ پہلی ملاقات ایک تھوڑی دیر کے سکوت ہی پر ختم ہوگئی۔

فرخ کی مان نے تمام محلسرا کو دیکھا اور پھر باہر والی چوکی پر آبیٹھی۔ اب

فرخ بھی آگیا باہم باتین شروع ہوئین۔ باتون باتون مین رات زیادہ گذر گئی
ان نے دیر تک بیٹے کی باتین سنکر اس معاملے کا ذکر کرنے کی ضرورت سے
جس کے لیے وہ آئی تھی خواصون کو ہٹا دیا اور فرخ کو نزدیک بلا کے
اپنے پاس بٹھا کر کہا "بیٹا" "تمھاری پھوپھی کی لڑکی سیانی ہوگئی اب
وہ جلدی کرتی ہین ادھر تمھاری شادی کی بھی مجھے فکر ہے تمھارے
چچا بھی یہی کہتے ہین کہ جس طرح ہو اب جلد شادی کردو اسمین تمھاری
کیا مرضی ہے؟ مین فقط یہی پوچھنے کے لیے آئی ہون"

فرخ (دل مین) "یہ کیا؟ مین نے تو سنا تھا کہ اب وہ اپنی لڑکی میرے
ساتھ منسوب کرنا نہین چاہتین!"

مان (شرمندگی کا سکوت خیال کرکے) "اسے صاف صاف کہدو گے اسمین
شرم کی کونسی بات ہے؟ ہان کہو!"

فرخ۔ (گردن نیچی کرکے ایک شرم مین ملی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ) مجھے
آپ کے حکم سے انحراف ہو سکتا ہے جو کچھ آپ تجویز فرمائینگی وہ میرے
حق مین بہتر ہی ہوگا"

مان "اسے یہ تو مین جانتی ہون مگر آخر تم خود پسند بھی کرتے ہو"

فرخ۔ اس امر کو مین کیونکر نہ پسند کرونگا جس کے ارادے ہی نے
مجھ کو اپنی والدہ کی قدمبوسی کرادی حالانکہ مین مایوس ہو چکا تھا"

مان "بس مین یہی پوچھنے آئی تھی"

فرخ۔ آپ نے کیون تکلیف فرمائی فقط کہلا بھیجنا کافی تھا۔ مین وہین
حاضر ہوتا"

اس گفتگو کے بعد فرخ کسی ضرورت سے اٹھ کر باہر گیا اسکی مان کو تنہا
دیکھکر مہدی کی مان جو دیر سے باہر آنے کا موقع ڈھونڈھ رہی تھی اس کے
پاس آکر ذرا الگ ہٹ کر بیٹھ گئی وہ خواص جو نیکھا جھل رہی تھی پھر حاضر
ہوئی تھوڑی دیر کے بعد فرخ باہر سے آگیا۔ کسی خواص نے آکر عرض کیا
"خاصہ تیار ہے" فرخ کے اشارے کے موافق ہاتھ دھلانے جانے لگے

کے اشارے کے موافق ہاتھ دہولائے جانے کے بعد دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا - فرخ نے اپنی ماں کو کھانے کے لیے ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر خود بھی کھانا شروع کیا - مہدی کی ماں نے بغیر اس کے اپنی واجب التعظیم سوت سے صاف الفاظ مین اجازت پائے کھانے مین ہاتھ ڈالنے کی جرات کرنا بالکل نامناسب خیال کیا وہ جس طرح بیٹھی تھی اسی طرح آنکھین نیچی کیے بیٹھی رہی فرخ کی ماں پر بہت دشوار تھا کہ اپنی سوت سے کھانے کی درخواست کرے مگر اسکے ساتھ ہی ایک تو نہ کہنا بالکل بے موقع تھا دوسرے اسکی مودبانہ نشست فرخ کی ماں کی رحمدلی کو ایک قسم کا جوش دلا رہی تھی - آخر نہ رہا گیا اور اُس نے مہدی کی ماں سے شریک طعام ہونے کی درخواست کی اس عمدہ حکمت عملی نے بڑی دلچسپی کے ساتھ دونون سوتون مین گفتگو شروع کرا دی اور مہدی کی ماں نے نہایت شائستگی کے ساتھ بتا دیا کہ بسر کرنے والی عورت کو کیسا ہونا چاہیے کھانے سے فراغت کرکے فرخ کی ماں اس پلنگ پر گئی جو خاص اسکے لیے بچھایا گیا تھا فرخ رخصت ہو کر باہر آیا مہدی کی ماں کا پلنگ اسکی سوت کے پلنگ سے اتنے فاصلے پر تھا کہ جہانتک معمولی گفتگو کی آواز پہونچ سکتی ہو آنکھ لگنے سے پیشتر کی تنہائی نے فرخ کی ماں کو ایسا گھیرا دیا کہ اسے اپنے شوہر کی غیر خاندانی بی بی سے ہمکلام ہونے کی ناگوار محنت کرنی پڑی مہدی کی ماں نے اس گفتگو مین جو عاجزی ظاہر کرنے والی حکمت عملی ملحوظ رکھی تھی وہ فرخ کی ماں پر بڑا اثر کر گئی تھا

صبح کو فرخ کی ماں اپنے بیٹے اور اسکی سوتیلی ماں سے رخصت ہو کر اپنے بڑے جیٹھ کے گھر سوار ہو گئی اسی روز فرخ کے دونون چچا اُن سے ظاہر کیا کہ فرخ خوشی منظور کرتا ہے - وہان پہونچکر فرخ کی ماں سے اس کی خانداری کے متعلق بہت حالات پوچھے گئے جو اسکی خود اُسکے گھر مین کی گئی تھی تمام امور اس نے ظاہر کیے مگر اس رحمدلی کے خیال کو جو اس کے دونین سوت کے متعلق پیدا ہو گیا تھا صرف اسوجہ سے نہ ظاہر کر سکی کہ تمام

گھرانے کے خلاف ہوگا خاندان مین یہ ایک بہت بڑی تقریب تھی اور ایسی شادی تھی جس پر سیکڑون امیدین اور آرزوئین منحصر تھین دونون طرف سے بے انتہا فضول خرچیون کے ساتھ سامان ہونے لگا۔

دو تین مہینہ کے بعد یہ امر عموماً ظاہر کردیا گیا بہت جلد فرخ کے ساتھ اُس کی پھوپھی کی لڑکی کی شادی ہوگی۔ خاندان نے پیشتر کسی قدر ناراضی ظاہر کی بلکہ یہ بات مختلف جلسون مین سنی گئی کہ فرخ کی چھوپھی نے مین اُس کے چچاؤن نے تمام اعزا و اقربا کے ساتھ ضرور کوئی نہ کوئی فریب کیا تھا خصوص فرخ کے بڑے بھائی اپنا نقصان دیکھکر اس خیال کو زیادہ تر پُرزور کررہے تھے مگر چند ہی روز مین یہ خیال دلون سے جاتا رہا اور فرخ اپنے تمام عزیز و اقارب مین اُسی طرح جانے لگا جسطرح پہلے جاتا تھا۔

فرخ کو جب یقین ہوگیا کہ تمام عزیزون کو اُس سے جو رنجشین تھین سب جاتی رہین تب یہ تازہ خیال اس کے دل مین پیدا ہوا کہ اپنے ارادے کے موافق مہدی کو خاندان مین ہر دلعزیز بنانا چاہیے وہ اپنے دل مین کہنے لگا: "مین اپنی آرزوؤن مین کامیاب ہوا چاہتا ہون۔ مگر نہین جب تک مہدی اور اُسکی ماں کو خاندان سے نہ ملادون اُسوقت تک کبھی نہ سمجھنا چاہیے کہ مین کامیاب ہوا والدہ کے خیالات مہدی کی ماں کی نسبت اب وہ نہین رہے جو پہلے تھے جسکو جاتے وقت جس چہرے سے اونھون نے مہدی کی ماں کو رخصت کیا اُس سے صاف سمجھا جا سکتا تھا کہ کچھ ناراضی گئی ہے یا نہین مگر پھر بھی اس معاملے مین کسی قدر یہ پیچیدگی ضرور ہوگی ابھی مجھ کو صبر کرنا چاہیے جب شادی کے دس بارہ روز رہجائینگے اوسوقت مین آزادی کے ساتھ کہہ دونگا کہ اگر مہدی اور اسکی ماں کو میرے اور سب خاندانی عزیزون کی طرح شریک ہونے کی ممانعت کی جائیگی تو مین ہرگز نکاح نہ کرونگا۔ مگر اِس پر سخت برہمی ہوگی۔ ہو!"

مہدی سے جسطرح ملا ہون اُس کے خلاف مجھ سے کبھی نہ ہوگا جسکے لیے تمام خاندان کا چھوڑنا گوارا کرلیا پھر اُسی کو ترک کرکے خاندان سے ملنا

بڑھی بے استقلالی کی بات ہے شادی کا جون جون سامان ہوتا جاتا تھا
فرخ کے دلمین یہ خیالات مستحکم ہوتے جاتے تھے۔

تاریخ قرار پا گئی اور اس باشان وشوکت تقریب کو بہت ہی تھوڑا زمانہ رہ گیا۔ فرخ کی ماں اس کے معزز اور باوقعت چچاؤن کی صلاح سے بیٹے کی شادی کرنے کے لیے اپنے قدیمی محلسرا مین اوٹھ آئی۔ گو اُسے اپنی سوت سے اسقدر اجنبیت نہین رہی تھی مگر پھر بھی اُسکے ساتھ ایک ہی مکان مین رہنا کم ناگوار نہ تھا۔ مہدی کی ماں نے پیشتر ہی سے وہ مزاج پیدا کرلیا تھا جو کسی دوسرے کی اطاعت مین لبسر کرنے والی عورت کے لیے ضروری ہے فرخ کی ماں کے دل سے وہ خیالات جو عورتون کو معمولاً اپنے شوہر کی دوسری بی بی کی نسبت ہوا کرتے ہین کم ہوتے ہوتے چند ہی روز مین بھول گئے اس زمانے مین جب تک کہ فرخ کی شادی سر پر آ پہونچی مہدی کی ماں اسکے باپ کی خاندانی بی بی کے لیے ایک نہایت خوشبوئی کے ساتھ دل بہلانے والی ہم صحبت تھی مگر کتخدا ہونے سے کچھ روز پیشتر فرخ نے اپنی ماں کو ایک خاص سبب سے پھر یاد دلایا کہ مہدی کی ماں اسکی سوت ہے جسکے ساتھ اوسکو دشمنی نہ کرنا چاہیے مگر یہ یاد آنے پر بھی انصاف پسندی نے اُسے برہم نہین ہونے دیا فرخ آزادی اور دلچسپی کے ساتھ اپنے خاندان مین آنے جانے لگا تھا دونون چچا اسکی صورت کے پھر ویسے ہی مشتاق ہو گئے تھے جیسے کہ پہلے تھے خاندانی لوگون کی ایک صحبت مین جہان فرخ بھی موجود تھا اسکی گذشتہ باتین یاد کی گئین بعض ہم سن عزیزون نے مہدی کا تذکرہ چھیڑ کر فرخ کو ان خیالات کے ظاہر کرنیکا مناسب موقع دے دیا جو چند روز سے اُسکے دلمین مضبوط ہوتے جاتے تھے۔

ایک شخص (از طعن سے) کیون فرخ! مہدی کیسے آدمی ہین اتنے دنونکی صحبت مین تو تم نے خوب پہچان لیا ہوگا"

دوسرا (مسکرا کر) "صورت تو بیوقوفونکی سی ہے"

فرخ (طیش کھانے کے ساتھ ہی ضبط کر کے) ہمارے خاندان بھر مین تو وہ سب سے

زیادہ لایق اور عمدہ آدمی ہین"

پہلا۔ (حیرت کے ساتھ) "خاندان! خاندان سے انھین کیا تعلق ہے"

فرخ۔ (متانت کے ساتھ) "مین تو اپنے والد کی اولاد کو اپنے ہی خاندان مین خیال کرتا ہون"

دوسرا "فرخ! دیکھو شادی ہو جانے دو تب ایسی باتین کہنا ابھی تمکو یہ کہنا مناسب نہین۔ تمھاری پھوپھی سُن لین گی تو بڑی خرابی ہوگی"

فرخ۔ "کیون! مین نے مہدی کو ایسا قابل قدر بھائی پایا ہے کہ کسی بزرگ کی بیجا ناراضی سے بچنے کے لیے اس کا چھوڑنا ہرگز نہ گوارا کرونگا"

پہلا "یہ چھوڑنا ہی ہے کہ تم اُنکو شادی تک مین نہ شریک کرسکو"

فرخ "یہ کبھی ممکن نہین ہے پہلے مہدی آلین گے پیچھے مین آؤنگا۔ یہ تو مین علانیہ کہتا ہون کہ جب تک میرے بھائی مہدی اور اُن کی مان شریک نہونگی مین نکاح ہی نہ کرونگا"

پہلا "فرخ ہم تم سے سچ کہتے ہین یہ کبھی نہین ہو سکتا اس خیال مین پڑنے سے تمھین نکاح مین ناکامیابی ہوگی"

فرخ۔ (برہم ہوکر) "اُونہہ! نہو" یہ کہکر اپنی کوٹھی مین چلا آیا۔

فرخ کے چلے آنے کے بعد اوس صحبت مین نہایت جوش کے ساتھ اسکی مخالفت کی گئی اور اوسی وقت یہ امر بہت بڑھا کر اُسکے چچا تک پہونچا دیا گیا جسنے دیر تک فکرمند رہکر اپنی بہن اور بھائی کو سخت تشویش مین ڈال دیا قبل اسکے کہ یہ خبر فرخ کی مان کو معلوم ہو لوگون مین ایک سخت برائی پیدا ہو گئی۔ گو خاندان کے عاقبت اندیش سن رسیدہ بزرگون نے سکوت کیا مگر بکثرت رائین اس جانب ہو گئین کہ نسبت چھوڑالی جاے فرخ کی پھوپھی۔ لڑکی کی مان تمام اعزا و اقارب کے جوش کے باعث زبان سے کچھ نہ کہہ سکتی تھی لیکن دل مین فرخ کی اس درخواست سے اس قدر خلاف نہ تھی۔ اوس نے اپنے دونون بھائیون سے منت کہا کہ وہ کسی طرح اس برہمی کو رفع کردین۔

فرخ کے چچاؤن نے اپنی بہن کی خواہش کے موافق لوگون کو حکمت عملی کے ساتھ فہمائش کی اور فرخ کی مان کو بلا بھیجا جو اوسی روز سوار ہوکے آئین فرخ کی مان نے فنس سے اُترتے ہی ایک نئی برہمی دیکھی جس نے اوسے انتہا سے زیادہ غمگین بنا دیا۔ اصل معاملہ دریافت کر چکنے کے بعد گو سوت کی ایک قدیمی عداوت نے جسے وہ دل مین رکھتی تھی ایک فوری جوش مارا مگر اتفاقاً وہ اس فتنہ انگیزی کو اس قدر واجبی نہین خیال کر سکین جتنا کہ اوس نے طول کھینچا تھا۔ مہدی کی مان کی چند روزہ صحبت نے اوسے ایسا بنا دیا تھا کہ اس بارے مین اُسکے خیالات آیندہ سمدھن کے خیالات سے بہت ملتے ہوے تھے۔ دونون جیٹھون کے کہنے کے موافق گھر پر آکر فرخ سے پوچھکر اس امر کا اندازہ کرنا چاہا کہ فرخ کے خیالات کو اس معاملہ مین کہان تک استقلال ہے

مان۔ "کیون بیٹا مہدی کے لیے کسی سے تم سے کچھ گفتگو ہوئی تھی"

فرخ۔ (ٹالنے کے طور پر) "نہین۔ کچھ نہین"

مان۔ (اصرار کے ساتھ) "نہین جو کچھ دل مین ہو صاف کہدو"

فرخ۔ "آپ سے کیا تعلق! جسنے جیسا کہا ویسا سن لیا"

مان۔ "تو آخر مجھہ سے کہنے مین کیا حرج ہے"

فرخ۔ "بعض صاحبون نے کہا تھا کہ مہدی کی شادی مین نہ شریک ہونے پائین گے مین نے کہدیا اگر مہدی اور اون کی مان نہ شریک کی جائین گی تو مین شادی ہی نہ کرون گا اور اب بھی یہی کہتا ہون جب اتنی سخت برہمی ہوئی تب مین مہدی کو چھوڑا نہین اب چھوڑ دون گا"

مان۔ "تمہارے چچا اور تمہاری ساس اس سے ناراض ہین۔ سنو اس وقت تمہاری غرض درپیش ہے اسے نکل جانے دو پھر دیکھہ لینا جلدی کا ہیکی ہے کوئی تم سے چھوٹنے کو تھوڑے ہی کہتا ہے۔ فقط تمہاری برات مین نہ شریک ہون گے نہ سہی"

فرخ۔ "یہ تو ممکن ہی نہین آپ فرماتی کیا ہین؟ اس مین اصرار نہ فرمایئے"

مان مجبور ہوکے خاموش ہو رہی دوسرے دن اپنے آنجہانی شوہر کے

بہائیون کو بلا کر کہدیا فرخ تو کسی طرح نہین مانتا اب تمہین اختیار ہے جو چاہے کرو"

آخر فرخ کے چچاؤن نے بڑی حکمت سے سمجھا بجھا کر لوگون کا غصہ فرو کیا اور بڑی مشکلون سے یہ امر تسلیم کرایا گیا کہ مہدی اور اوس کی مان کی شرکت مین کوئی قباحت نہین ہے برات کی تاریخ وہی رہی جو قرار پا چکی تھی جسے اب صرف سات آٹھ روز باقی تھے۔ اس مین شک نہین ہے کہ فرخ کی کوششون نے اتنا اثر دکھلایا کہ اب اوسکی مان اور پھوپھی اور اوسکے چچا سب کے سب اوسکی سوتیلی مان کے طرفدار ہو گئے۔

بارہوان باب

اُس موسم کی نورانی صبح ہے جبکہ درختون کی سبزی زیادہ تر و تازگی کے باعث آنکھون کو نہایت شگفتہ معلوم ہوتی ہے۔ مینہ کا دلگیر اثر ہر مقام سے ظاہر ہوتا ہے مگر آسمان بالکل کھلا ہوا ہے آفتاب ابھی نکلا نہین ہے مگر سانولی رات کی ہلکی سیاہی اوس کی سفید جھلکتی ہوئی روشنی سے مل مل کر رخصت ہو رہی ہے۔ دو مختلف رنگون کے باہم مل جانے سے اسوقت عروس بہار سبز رنگان ہند کی طرح نہایت کھلی ہوئی ملاحت ظاہر کرنے والے چہرے سے ناز و انداز دکھاتی دنیا مین آئی ہے ٹھنڈی ہوا اور صبح کے خوشگوار جھونکے چپکے سے اُن غنچون کے پہلو مین گدگدا کر نکل جاتے ہین جو دیر سے اپنی ہنسی کو ضبط کیے ہوئے ہین نسیم سحر کی سنک پا پا کر بڑے درختون سے ایک ہلکی سنسناہٹ کی آواز سے گویا مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائی کے ساتھ سُر ملانے کے لیے گلے بازی شروع کی ہے چھوٹے درختون کی پھولون سے لدی ہوئی ٹہنیون کا لچکنا کسی معشوقہ بادہ کش کے دوش عاشق کی طرف بڑھتے ہوئے بے سنگت ہاتھون کے دلربا نمونے دکھا رہا ہے باد سحر کی ٹھنڈک پا کر کروٹین بدلنے والے بدمستان خرابات کی لمبی سانسین اُن بھیانک خراٹون کے ختم ہونے کی

خبر دے رہی ہین جورات کے سناٹے مین چارون طرف سے سُنے جاتے تھے -

عام ہندوستانی رؤسا کے خلاف فرخ کی آنکھہ کھل گئی ہے جبکہ سب بیخودیان تمام ہو رہی ہین مستیان لوٹ رہی ہین اور نیند ین اُچٹ رہی ہین نماز صبح کے وضو کے لیے کوٹھی سے نکلکر خوشنما سیڑھیون سے اوترتا ہوا اوس آخری زینہ پر پہونچا جس کے ساتھہ جمنا کی سفیدہ صبح کے عکس سے جھلکتی ہوئی مستانہ روموجین شوخیان کر رہی تھین - دریا کی سیر اگرچہ بہت دلگیر تھی مگر اوسکی طرف بے اس قدر متوجہ ہوئے جس قدر دل چاہتا تہا فرخ وضو کرکے کوٹھی مین آیا یہ نماز اوس وقت ادا ہوئی جبکہ ابتدائی وقت ہونے کے باعث زیادہ ثواب ہوتا ہے تڑکے کا دلچسپ سمان ایسا بھلا معلوم ہوا کہ سیر کے شوق مین فرخ نے وضو سے پیشتر ہی گاڑی تیار کیے جانے کا حکم دیدیا تہا - نماز سے فارغ ہوتے ہی کُشم تیار پائی اور قبل اسکے کہ مہدی محلسرا سے برآمد ہو سوار ہوکر روانہ ہوا گاڑی اوس سڑک پر چلی جاتی تھی جس کی ایک جانب سبزے کی تھی ننھی پتیون پر شبنم کے گول اور آبدار قطرے چمک رہے تھے اور دوسری جانب جمنا کی موجین اُن قیامت خرامون کے نازک پاؤن کو چوم رہی تھین جو نہی غسل کے لیے تارون کی چھان مین گھرون سے نکل آئے تھے فرخ ایک مہذب آدمی تہا جسکی پاک نگاہ اُس حسن کی جانب کم اوٹھا کرتی تھی جس پر نگاہ ڈالنا جائز نہین ہے - اس پُرفضا مقام پر فرخ جس چیز سے لطف اوٹھاتا جاتا تہا وہ بادسحر کے خوشگوار جھونکے اور سبزے کی تر وتازگی تھی مرغان سحر کی نغمہ سرائی اور سہانی صبح کی فرحت نے اوسے ایسا ازخود رفتہ بنا دیا کہ دلچسپیان بہت دور تک بڑھا لے گئین آفتاب کے نکلنے سے پیشتر ہی فرخ نے اپنے تئین خاص شہر کے پختہ مکانون کے درمیان مین پایا - صبح کے دلگیر اثر نے یہان ایک اور قسم کا سمان باندھ رکھا تہا - شام سے یہ آزادی سیر کرنے کو ترستی ہوئی نگاہ جس شوق

سے خوشنما مکانون پر جاتی تہی ویسا ہی لطف بہی پاتی تہی۔ فرخ بڑی دلبستگی کے ساتہہ مکانون کی سیر کرتا چلا جاتا تہا کہ اوسکی نظر ایک عالیشان اونچے کمرے پر جا پڑی جو دو متوسط درجے کے پختہ مکانون کے اوس طرف تہا اس بلند کمرے کے کئی دروازون مین سے بیچ کا دروازہ کُھلا تہا مگر اندر کی جانب ایک باریک عمدہ چلمن پڑی تہی گو نسیم سحر کے مستانہ ادا جہونکون کی شوخیان دیر سے چلمن کو حرکت دے رہی تہین مگر جو بڑا جہونکا فرخ کی نگاہ کے ساتہہ ہی دروازے کے رُخ کو چلا اتنا شوخ تہا کہ چلمن اُلٹ گئی چار پانچ ماہ وش او ربا عصمت عورتمین اُس دلگیر ادا کے ساتہہ دکہائی دین جو نامحرمونکا اچانک سامنا ہو جانے سے شرمندگی کے ساتہہ جہک جاتے وقت پیدا ہوتی ہے فرخ ان شریف عورتون پر نگاہ ڈالنا بالکل ناپسند کرتا تھا مگر اس کا بغیر کسی بدنیتی کے اس جانب دیکہنا اور چلمن کا اُلٹ جانا ایسا مطابق پڑا کہ سرسری طور پر اس کی نگاہ اُن خوب صورت چہرون پر گزرنے ہی لگی اور آخر دو اچہی شکلون سے گزر کر ایک بہولی کم سن کنواری لڑکی کی دلفریب گورے اور نازک چہرے پر پہونچی۔ فرخ نے اس دل چہین لینے والی لڑکی کو اوسی وقت دیکہا جبکہ اوسنے اپنے کو شرما کے جہکنے کا ارادہ کرنے والی شوخ اور بڑی آنکہون کی شعاع سے اوس کے دل مین ایک گہرا زخم کر دیا جس کو فرخ اوسی وقت سمجہہ گیا تہا کہ ناسور ہو جاے گا فرخ کی نظر اُس پریوش لڑکی کے پیارے چہرے سے ہرگز جدا ہونا نہین چاہتی تہی مگر چلمن نے جو ہوا سے اُٹہہ گئی تہی اُسے مجبور کر دیا کہ بڑی حسرت کے ساتہہ پلٹ آئے تہوڑی دیر تک ایک معشوقانہ بیرخی اور سراپا ناز بے توجہی پر فرخ کی پُرشوق نگاہ کے ساتہہ آنے والی اُمیدین عموماً کمرے کی اوس طرف کی دیوار اور خاصتہً دروازے کے بازون سے سر ٹکرا کر قربان ہوتی ہین فرخ نے گاڑی پہلے ہی روک لی تہی مگر جس وقت وہ پوشش مین آنے کے قریب پہونچا اور اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا اسوقت دوبارہ

جلوہ دیکھنے کی آرزوؤن مین سے بہت تہوڑی تہین جو باقی رہی ہون اوسے
بلا کی مایوسی کا نمونہ دکہلانے والے چہرے کے جہکانے کے لیے حسرت مند
آنکھون کے جُہکانے کے ساتھ پہر بیتابی کے ساتہہ اوس کمرے کیطرف اُٹھاتے
وقت کہتا این وہ تو خود بخود اُدہر کو مُڑی جاتی ہے"۔ (دوبارہ بڑے استقلال کے
ضبط کے ساتھ سر جہکا کر) ہای کیسی پیاری صورت تھی کس غضب کا حسن تہا
کیا پاک نگاہ تہی! افسوس مجہے بے موت مارڈ (لاالہ آنسو ڈبڈبا آئے) ہاے
مین نے تو اچہی طرح صورت بہی نہ دیکہی ایک ہی جہلک نے دل بیچین کر دیا ہا
ذرا ہی پہر کے تو دیکہہ لیتا۔ آہ جب تو اور بہی دل ہاتہون سے جاتا رہتا دیکہون شاید
پہر ایک جہلک نظر آجاے (رومال سے آنسو پونچہکر) ہاے پہر وہی نا اُمیدی
اوس دل نے کہین کا نہ رکہا (پہر گردن جہکا کر) "اب دیدار نہ نصیب ہوگا ایسی عفیفہ
اور شریف لڑکیان کہین نامحرمون کو اپنی صورت دکہاتی ہین ہان مجہے تو پاکدامن
دوشیزہ لڑکیون پر آنکہہ ڈالنا نہ چاہیے مگر اب مین اپنے اختیار مین کب
ہون مین لاکہہ طرحسے روکون مگر یہ بیچین دل جو آپے سے گزر گیا ہے جب یہ بہی
ملنے! اُف یہ حسرت میری جان لیکر جائیگی۔ یہ پیاری صورت پہر کبہی نظر آئے
ممکن نہین۔ میرا دل اسکی یاد بہولے یہ اس سے بڑھکر محال"۔ (تیز دہوپ دیکہہ کر)
"اُفوہ اتنا دن چڑھ آیا کیا وقت ہوگا (گھڑی دیکہکر) "این! نو بجگئے اب چلنا چاہیے
مگر دل تو کسی طرح مانتا ہی نہین کیونکر جاؤن؟ (پہر کمرے کی طرف دیکہکر) آہ! او اُمید
حسرت ہمیشہ کی مایوسی زندگی بہر کی بےچینی! تم سبکو مین اکیلا کیونکر برداشت کرسکونگا
(چلمن کو یاس کے ساتھ دیکہکر) "او ظالم چلمن! تیری یہ دشمنی عمر بہر یاد رہیگی"۔
(آنسو بہانے کے ساتہہ سر جُہکا کر) "اب چلنا چاہیے لوگ بار بار اُس طرف دیکہتے
دیکہین گے تو سمجہہ جائین گے۔ میری پیاری معشوقہ بدنام ہوگی" (دروازے پر
آخری مایوسی کی نظر ڈالکر) "اچہا رخصت گو دل نہین مانتا مگر مین جاتا ہون" (ادہر
اُدہر دیکہکر) "مین کسطرف سے آیا تہا! اُفوہ! ایسا خود رفتہ ہوگیا کہ یہ بہی نہ یاد
رہا۔ کسی سے ایسی بدحواسی کی بات پوچہنا کسی طرح مناسب نہین گاڑی
جسمین مَیں آیا ہون کہڑی ہے غالباً اُسکے خلاف جانب سے آیا ہون میری کوٹہی بہی

اوسی طرف ہوگی گہر ہی سے تو آیا ہون نہ! افسوس اتنی بدحواسی یہ بہی ٹہیک ٹہیک نہین یاد ہے خیر جو کچہہ ہو مین گاڑی موڑتا ہون۔

فرخ نے یہ کہکر گاڑی پہیری۔ رستہ بڑی غم فزا فکرمندی کے ساتہہ گیا اوس دلکش گہر سے جوجو دور ہوتا گیا وہ وہ اوس کی حسرت ترقی کرتی گئی اپنے گہر وہ اس طرح واپس آ رہا تہا کہ رس اوسکے ہاتہہ مین تہی اور وہ گہوڑے کے اختیار مین تہا جسطرف چاہتا لیے چلا جاتا کوٹہی مین اوسے ایک نہایت ہی حسرتمند چہرے کے ساتہہ وہ عادت سے آئی جو معمولی آمد و رفت کے باعث اوسکے شایستہ گہوڑے کو پڑی ہوئی تہی۔

اور دنون کے خلاف فرخ کا بہت دیر کے بعد کوٹہی مین پہونچنا مہدی سے کسی قدر انتظار کرا چکا تہا گاڑی کی گہڑگہڑاہٹ سنتے ہی وہ کوٹہی سے باہر نکل آیا۔ دلپر اثر ڈالنے والے مختلف خیالات نے جو جلد جلد فرخ کے مجسم غم کی صورت دکہانے والے چہرے کا رنگ بدلوا رہے تہے مہدی کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ فرخ کو بڑے غور اور حیرت کے ساتہہ دیکہے ایک غمناک سکوت کے ساتہہ فرخ کوٹہی کے اندر آیا جسکے پیچہے مہدی بہی تہا اور دونون کرسیون پر بیٹہہ گئے۔

مہدی۔ "آج اسقدر دیر کہان لگی؟ مین منتظر ہی تہا"

فرخ۔ (دل مین) "یہ میرا بڑا راز دار ہے لیکن یہ بات منہ سے نکالنے کے قابل نہین" (زبان سے) ذرا دور چلا گیا تہا"

مہدی۔ "آخر چپ کیون ہو مین بڑی حیرت سے دیکہتا ہون کہ تمہارے چہرے کا رنگ اوڑا جاتا ہے"

فرخ۔ (ٹالنے کے طور پر) "یون ہی کچہہ طبیعت سست ہے"

مہدی۔ "نہین کبہی نہین۔ تمہاری صورت سے کسی قسم کی بیماری کے آثار نہین پائے جاتے۔ تمہارے چہرے پر حسرت برس رہی ہے تمہاری آنکہون سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ تمہاری آواز دردناک ہے مین امید کرتا ہون کہ تم کسی بات کو نہ چہپاؤ گے"

مہدی کی یہ باتین سنکر فرخ سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار آنسو ٹپک پڑے

مہدی "این یہ رونا کیسا؟ آخر ہوا کیا کچھ کہو تو سہی"

فرخ۔ (آہ سرد کھینچکر) "مین اب وہ فرخ نہین رہا جس سے تمکو محبت تھی وہ فرخ تو ایک زندہ دل اور خوشی کے ساتھہ بسر کرنے والا شخص تھا مین تو افسردہ دل اور غم مین ڈوبا ہوا ہون میرے پاس نہ بیٹھو ورنہ تم مصیبت مین پڑ جاؤ گے۔"

مہدی "یہ کیسی باتین کر رہے ہو؟ ہوش مین ہو کہ نہین"

فرخ "ہوش۔ ہوش تو میری جان سے زیادہ پیاری معشوقہ نے چھین لیے"

مہدی۔ (متحیر ہوکر) "شاید کسی نگاہ نے تمپر جادو کردیا۔ مگر اس سے پہلے تو مین نے تم سے کبھی نہین سُنا کہ تمہاری کوئی معشوقہ ہے غالباً آج ہی اس بلا مین پڑے ہو مگر بتاؤ تو ہوا کیا شاید ہم بھی کوئی تدبیر کرسکین"

فرخ "ہاے کوئی تدبیر کارگر نہین ہوسکتی۔ میرے مرض کو کوئی نہین کھو سکتا" یہ کہکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔

مہدی۔ (تسکین دیکر) "اس قدر بے صبر نہو۔ دیکھو ہم بھی ضرور کوئی نہ کوئی تدبیر کرلین گے"

فرخ "بھائی صبح کا دلچسپ سمان نہین نہین میری بیماری کا جذب مجھے شہر مین کھینچ لے گیا۔ ایک کمرے پر صرف ایک یون ہی سی جھلک نظر پڑی جس نے دل ہاتھون سے چھین لیا۔ ہاے ایسی باعفت معشوقہ ایسی پیاری شکل۔ ایسی بھولی صورت دنیا بھر مین نہ ہوگی تم کیا تدبیر کروگے اگر گناہ کرنا بھی گوارا کرلیا جاے تو حیادار شریف لڑکیان کسیکو اپنا مُنہ نہین دکھاسکتین" (اوٹھکر) "اب نہین بیٹھا جاتا۔ جاتا ہون لیٹ رہون گا۔ خوابگاہ کے کمرے مین چلا گیا۔"

مہدی۔ (دل مین) "بڑی خرابی ہوئی۔ فرخ بالکل آپے سے جاتا رہا یہ بات اگر مشہور ہوگئی تو اس کی شادی مین خلل پڑ جائیگا۔ مین دیکھتا ہون وہ ضبط بھی نہین کرسکتا۔ عشق اُسکے اوپر بہت غالب آگیا ہے۔ ضرور

ہیں امر سب لوگوں پر کھل جائیگا کچھ نہ کچھ تدبیر کرنا چاہیے۔ مگر اوس عورت کا پتہ بھی تو لگے۔ خدا جانے فرخ نے کہان دیکھا تہا۔ آخر خود فرخ سے دریافت کرلون۔"

مہدی خوابگاہ کے کمرے مین گیا جہان فرخ منہ لپیٹے پڑا تہا اوس نے پکارا فرخ! فرخ۔ آنسو پوچھنے کے ساتھہ منہ کہولکر ایک بے چین کردینے والی نگاہ سے دیکھنے لگا۔"

مہدی۔" تم نے اپنی معشوقہ کو کہان دیکھا؟ گبہراؤ نہین مین جلد تدبیر کرتا ہون"

فرخ۔" مجھے کچھہ نہین یاد ہے ہان اگر خود جاؤن تو شاید میری معشوقہ کی کشش مجھے وہان تک پہونچا دے۔"

مہدی۔" تمہاری معشوقہ کا نقشہ کیسا ہے۔ حلیہ بیان کرو تو پتہ لگاؤن۔"

فرخ۔ ہائے مین نے بیداری مین ایسا خواب دیکھا ہے جس سے زلیخا کا خواب کرورہا درجہ اچہا تہا۔ ہائے زلیخا نے تو معشوق سے بات تک کرلی تہی مگر مین اچہی طرح صورت بہی نہین دیکھہ سکا۔ مہدی مجھہ سے تم زیادہ نہ پوچھو مین کچھہ نہین بتا سکتا۔"

مہدی (دل مین) اُس کے ساتھہ جو سائیس گیا تہا اوس سے پتہ لگ جائیگا اچہا اوسی کو ساتھہ لیکر جاتا ہون۔"

مہدی فوراً سوار ہوگیا اور تقریباً پانچ گہنٹہ کے بعد واپس آیا۔ گاڑی سے اوترتے ہی وہ اوس کمرے مین گیا جہان فرخ تہا۔ مہدی نے فرخ کو جس حال مین چھوڑا تہا اوسی حال مین پایا۔

مہدی۔ (فرخ کیطرف باواز بلند خطاب کرکے) "لو ہم نے تدبیر کرلی۔ آج تو نہین مگر کل صبح کو چلنا تمہاری معشوقہ کی زیارت کرالائین گے۔"

فرخ۔" میری معشوقہ کبہی ایسی نہین کہ اوسکی پیاری صورت دیکھنے کیواسطے کسی کی تدبیر کارگر ہوسکے۔ مجھے کبہی یقین نہ آئے گا۔"

مہدی۔" اچہا جب آنکھون سے دیکھہ لوگے تب تو یقین آئے گا۔ اس کے بعد مہدی کل کی اُمید دلا دلا کر فرخ کا دل بہلانے لگا۔ یہ پورا دن اور اسکے

بعد والی رات فرخ بڑی الجھن کے ساتھ گزرانی۔ دوسرے دن مہدی فرخ کو لیگیا۔ جسوقت اوس کمرے پر فرخ کی نگاہ پڑی جہان سے اوسکی عاشقانہ زندگی شروع ہوئی تھی بے چین ہوکر بڑی حسرت کے ساتھ مہدی کیطرف دیکھکر کہا۔ مجھے اجازت دیجیے کہ ایک گھڑی ٹھہرکر اوس مقام کی اچھی طرح زیارت کرلون جسکی طرف ایک نظر دیکھہ لینے سے میرے ہوش وحواس کی زندگی تمام ہوگئی۔

مہدی:۔ مین تمکو اسی مکان مین لیے چلتا ہون مناسب ہوگا اگر اسکے اندر چلکر تم یک بھولی صورت کو دیکھو جو اس کمرے سے بدرجہا زیادہ تمہارا دل بہلا سکیگی۔

فرخ چپ ہورہا اور دونون اُس مکان مین داخل ہوئے۔ فرخ کو حیرت ہوئی جب اوسنے مکان کو بالکل خالی پایا اور مہدی کی یاد دلائی ہوئی اُمیدون کی جاپر ایک صاف اور عمدہ کمرے مین بیٹھکر اپنی معشوقہ کا انتظار کرنے لگا "میری پیاری! خدا کرے جلدی آجائے ہائے اُس کے نازک ہاتھ ان دروازون کو چھوئین اور مین محروم رہون میری سب سے بڑی قسمت تو کب تک ستائے گی۔

پہلا حصہ ختم ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلچسپ

حصہ دوم

پہلا باب

"ــــــ تو کب تک ستائے گی؟ ہاے! محبت بڑی بُری چیز ہے۔ اس مرض کا نام پیارا۔

نہین نام ہی نہین اسکی ابتدا بڑی خوشگوار ہے یہ تو انسان کو عجب دلفریب کرشمون سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اپنی معشوقہ کو جب مین نے پہلی نگاہ سے دیکھا تھا تو اسکی صورت کیسی بھلی معلوم ہوئی تھی۔ توبہ توبہ۔ یہ مین نے کیا کہا؟ کیا اب بھلی نہ معلوم ہوگی؟ ہاے! ابھی تک نہین آئی۔ مگر ہان مین اُس کی عصمت اور پاکدامنی کے اوپر جان دیتا ہون۔ اس مقام پر کسی نامحرم کے سامنے وہ کیون آنے لگی تھی؟ اوس کے یہان آنے کو مین ہرگز نہ پسند کرونگا بلکہ اس جگہ چلی آئے تو میری معشوقہ نہین۔ پھر مین یہان بیٹھا کیون ہون"

فرخ کا پیچ در پیچ سلسلۂ خیال کسیطرح ختم ہونیکو نہین آتا تھا کہ داہنی طرف کے دروازے کو حرکت ہوئی۔ ان سب خیالات کو چھوڑ کر اسکا دل اُدہر متوجہ ہوا چشم منتظر بڑی بیتابی کے شوق کے ساتھ دروازے کو دیکھنے لگی۔ کسی کی گوری گوری نازک اُنگلیون نے دروازہ کھولا۔ اور ایک کشیدہ قامت چھریرے بدن کی نئی نئی اُمنگون پر آئی ہوئی نازنین عورت نے دروازے سے نکل کے نظر اوٹھائی لوگونکو دیکھا اور ساتھ شرما کر گردن جھکا لی۔ اسکا ارادہ قصد تھا کہ سیدھی چلی آئے مگر شرماتے وقت رُک جھجھک گئی اور از سر نو قصد کر کے

اٹھلاتی ہوئی مستانہ چال سے آکر فرش پر بیٹھ گئی۔

یہ مکان نہایت عمدہ اور خوبصورت بنا تھا اسکی موجودہ ویران حالت دیکھکر اُس امیرانہ شوق پر بہت افسوس آتا تھا جسنے عالیشان عمارت کی بنیاد ڈالی ہوگی دنیا مین جب ہم کچھہ بھی دولتمند ہوتے ہین تو ہمارے ولولے اور ہماری حوصلے نئی نئی تمناؤن کا شوق دلانے لگتے ہین مگر افسوس اُسوقت نہین معلوم ہوسکتا کہ ان شوقون کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دنیا مین ہزارون ایسی عالیشان عمارتین نظر پڑینگی جنکی ہر ہر گری پڑی اینٹ کے نیچے سیکڑون شوق حسرتون سے گلے مل مل کر ہروقت کرتے ہین۔ کیا بانیونکو معلوم تھا کہ ہمارے شوق اسطرح خاک مین ملائے جائینگے۔ نہین اُنکی اُسوقت کی اقبالمندی ایسے حسرت نصیبی کے خیالات کو بدشگونی سمجھتی تھی۔ بہت کم ایسے لوگ ہین جنکو ان موقعونپر افسوس آتا ہو۔ مگر ان عمارتون کو خود بانیون کی نگاہ سے دیکھین تو معلوم ہو کہ انمین کتنی آرزوئین تڑپ رہی ہین۔

غرض یہ عمارت کسی اگلی حوصلہ مندی کے شوق کا نتیجہ تھی مگر اب یہ حال تھا کہ پرانی ردکار پر بیٹھیا ور برساتون کے گزر جانے کے باعث تمام استرکاری پر سیاہی دوڑ گئی تھی اور اینٹون پر اکثر جگہہ سبز سیاہی مائل کائی جمی ہوئی تھی دروازے خوبصورت بنے تھے مگر خوشنمائی اور رونق کو انکی چہل پہل اور عروج کا زمانہ اپنے ساتھہ لیتا گیا تھا۔ سب سے اوپر کی چھت پر شاید خودرو گھانس اکثر جگہہ اُگ آئی تھی کیونکہ سڑک سے کہین کہین گھاس کی پتیان نظر آتی تھین۔ اندر اندر یہ کیفیت تھی کہ چونہ اور استرکاری اینٹونکو چھوڑ چکی تھی فقط گرنے ہی کی کسر تھی بلکہ اکثر جگہہ دیوار سے استرکاری کے پپڑے اوکھڑ اوکھڑکر زمین پر آرہے تھے چھتین گو بڑی خوشنمائی کے ساتھہ بنائی گئی تھین مگر کڑیون اور شہتیرون کو بخت سیہ نے اپنے منحوس رنگ مین رنگ دیا تھا۔

بنانے والے نے اسکو دو حصون مین بنایا تھا شاید ایک حصہ مردانہ ہوگا اور ایک زنانہ۔ کیونکہ ایک بڑی محرابدار دروازے سے گزر کے ایک چھوٹے سے صحن کی بغل مین آپسمین ملے ہوئے دو کمرے تھے اور دونون کے دروازے ادس گلی مین نکلتے تھے جو دو قدم پر جاکر بڑی سڑک سے ملگئی تھی۔ یہ کمرے کشادہ تھے

اور ان مین دو ڈھائی سو آدمی بفراغت بیٹھ سکتے تھے۔ بنبل اس حصہ مین اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جسپر انسان کی نظر شوق سے پڑے۔ سوا اوس عالیشان دروازے کے جو کمرون کے سامنے اور بیرونی دروازے کے دہنے پر بڑی شان و شوکت سے بنایا گیا تہا اس دروازے مین دو تین زینے چڑھکر جانا ہوتا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ غالباً زنانہ مکان اونچی کرسی دیکے بنایا گیا ہوگا مگر دروازے کے اندرونی حصے پر پہونچکے معلوم ہوتا ہے کہ بائین طرف کوٹھے پر جانے کا زینہ ہے۔ اور آگے دو زینے اوترکر نشیب مین وسیع صحن واقع ہے۔ بائین طرف کی عمارت بہ نسبت اور اطراف کے دروازے سے قریب تہی۔ اور یہی عمارت زیادہ شاندار بہی معلوم ہوتی تہی اسمین ایک بیرونی برآمدہ تہا۔ اور اندر ایک بڑا کمرہ۔ برآمدے کو جاتے وقت تین تین زینے چڑھکر بڑے بڑے محرابدار درون کے اندر سے ہوکر جانا پڑتا تہا۔ کمرے مین جاکر صحن کیطرف رُخ کرکے بیٹھو تو سوا اسکے کہ داہنی طرف ایک دروازہ تہا جسمین ہوکر مردانے مکان کو ایک پوشیدہ راہ گئی تہی اور اوسکے مقابل مین ایک الماری کا دروازہ تہا جو اوسکے جواب مین بنادیا گیا تہا اور کسی طرف سے ہوآنے کا گمان بہی نہین ہوسکتا تہا۔ صحن کے باقی اطراف مین ایک عالیشان عمارت کا سلسلہ موزونیت اور عمدہ ترتیب کے ساتھ پہیلا ہوا تہا۔ مگر مدتون کی بے مرمتی نازک خیال معمارونکی کاریگری کو بالکل بے رونق کیے ہوے تہی۔ کوٹھے پر بہی نہایت نفیس عمارت بنی تہی اور ایک کمرہ ایسے عمدہ موقع سے بنایا گیا تھا کہ اوسکے دروازون سے انسان بڑی سڑک کو دور سے دیکھہ سکتا تہا۔

فرخ اس مکان مین جعدی کے ساتھہ آیا تہا اور اُس نیچے کے بڑے کمرے مین جو برآمدے کے اندر واقع تہا صحن کیطرف مُنہ کیے بیٹھا اپنی معشوقہ کا انتظار کر رہا تہا کہ دہنی جانب کے چھوٹے دروازے سے وہ زاہد فریب نازنین آئی اور ایک ادا کے ساتھہ آنکھین جُھکائے ہوے آکر نہایت شوخی سے جعدی اور فرخ دونون سے ذرا الگ ہٹ کر بیٹھہ گئی۔ یہ نازنین ایک نہایت ہی حسین عورت تہی ابہی

اسے اٹھاروان ہی سال ہوگا۔ گوری گورے چہرے پر بھولاپن بسا ہی پیارا پیارا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ دلربائی مین ہوشیار ہونے پر اسکا الڑھپن فزہ دیتا تھا مگر باوجود چہرے کے بھولے پن کے اُسکی ترچھی لگاوٹ بازچتون اُن لوگونکے حق مین ستم تھی جو کوئی چلبلا معشوق ڈھونڈھتے ہین کالی کالے بالونکی بڑی خوشنمائی سے گندھی ہوئی چوٹی باریک ریشمی دھانی دوپٹے کے نیچے سے اپنی سیاہتابانی کی جھلک دکھا رہی تھی سیاہ آنکھین اگرچہ قدرت کی عمدہ کاریگری سے بڑی بڑی بنی تھین مگر شرد باد باکے اُنھین چھوٹی ثابت کرتی تھی۔ وہ چاندکی ایسی صاف اور سڈول پیشانی جو شرم آلودگی کے باعث کچھ سی گئی تھی اسوقت کی نیچے کو جھکی ہوئی ادا مین نہایت ہی دلربا بنگئی تھی۔ نازک ناک کو اس قدرتی گلاب کے پھول کا گلبن کہنا چاہیے جسکی دو پنکھڑیان ادہر اُدہر کے دونون گورے اور کچھ کچھ سُرخی مایل رخسار تھے۔ دہانہ چھوٹا تھا۔ جوبنون پر اور جو ملون سے بھرا اوبھرا سینہ اُن جوانی کی اُمنگون کو روکے ہوے تھا جو خود بخود نکلی پڑتی تھین فرخ کی نگاہ اس کافراد احوروش پری پیکر کے استقبال کو جس طرح بڑی بیتابی کے شوق سے بڑہی تھی اس کی صورت دیکھکر اوس سے زیادہ بدمزگی کے ساتھ واپس آئی۔

اسوقت فرخ کا چہرہ اُن لوگون کے دیکھنے کے قابل تھا جو چہرے کے فوری تغیرات کو دیکھنا چاہتے ہین مگر نہین فرخ نے اتنا موقع ہی نہین دیا کہ کوئی اسکے چہرے پر نظر ڈالے اس دلربا معشوقہ کے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اوسکا قصد تھا کہ پھرتی کے ساتھ برآمدے اور صحن سے گزر کر باہر نکلجائے مگر جلدی کی گھبراہٹ مین اوسنے برآمدے کے در سے ٹکر کھائی۔ چونے کا ایک بڑا پپڑ جو امتدادِ زمانہ سے الگ ہو چکا تھا زور سے نیچے کی پختہ زمین پر گر آ مہدی اس قصد مین تھا کہ لپک کے فرخ کو روکے جیسے ہی پپڑ کے گرنے سے ایک بڑی آواز ہوئی ویسے ہی اوس دروازے سے کہ اوس طرف سے جدہر سے وہ شوخ ادا نازنین آئی تھی یہ آواز آئی۔ "واین یہ آواز کس چیز کی تھی؟" ساتھ ہی پیرون کی چاپ معلوم ہوئی۔ مہدی کا

خیال بٹ گیا اور وہ گھبرا کے اس دروازے کی طرف دیکھنے لگا "کون ہے؟ یہ ادھر سے کسکی آواز آئی؟۔ ایں لاحول ولا قوۃ! کیا دھوکا ہوا ہے اشتاق ہیں"

مشتاق: "یہ آواز کیسی تھی؟۔ اور آپ اکیلے ہی ہیں؟ کیا فرخ نہیں آئے؟"

مہدی: "اس طرف گئے وہ تو نظر ہی نہیں آتے!"

مہدی نے اسقدر کہا تھا "اس طرف گئے" نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو فرخ ندارد بات پوری بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ گھبرا کر کہنے لگا" لو وہ تو نظر ہی نہیں آتے!"

مشتاق: "یہ آواز کس چیز کی تھی؟"

مہدی۔ (بگڑ کر) "انھیں آواز ہی کی پڑی ہوئی ہے میں حیرت میں ہوں کہ فرخ کہاں غائب ہو گئے اور یہ اپنی گا رہے ہیں"

مشتاق: "گئے کہاں ہونگے کہیں ادھر اودھر مکان کی سیر کر رہے ہونگے آجکل مزاج میں وحشت تو ہئی ہے مگر للہ یہ بتاؤ کہ دھڑاکے کی آواز کیسی آئی تھی؟"

مہدی: "فرخ تو پہلے ہی سے بگڑے تھے اب میں دیکھتا ہوں کہ کچھ آپ میں بھی سنک آچلی ایک دفعہ ہو دو دفعہ ہو۔ ایک بس دفعہ پوچھ چکے ہو (طاقچہ کی طرف اشارہ کر کے) "یہ جو آئینہ تو خدا جانے کیا وحشت سوار ہوئی کہ اوٹھکے بھاگے مگر گھبراہٹ میں دری کی ٹکر کھائی دیوار پر آئینہ تو ہئی ہے جو نے کا ایک بڑا سا پتر گر پڑا۔ آپ ماشاءاللہ سے ایسے گھبرا کے دوڑے کہ میں آپکی طرف دیکھنے لگا اب جو ادھر دیکھتا ہوں تو فرخ ندارد"

مشتاق: "تو یہ کیوں نہ کہا کہ فرخ اٹھکے بھاگے۔ میں سمجھا گھبراہٹ کے باعث ادھر ٹہل رہے ہونگے۔ مگر انہیں ڈھونڈھنا چاہیے آخر کہاں چلے گئے؟"

مہدی: "تم یہاں ٹھہرو۔ یہ اکیلی گھبرائینگی میں جا کے ڈھونڈھ لاؤں"

یہ کہکے مہدی چل دیا اور مشتاق اور اس معشوقہ ہوش ربا میں باتیں شروع ہوئیں

مشتاق: "آپ کو بیکار ہی تکلیف ہوئی ہم تو سمجھے تھے کہ فرخ کا کینہ کچھ دل بہلیگا مگر اسکے سر پر

ایسی وحشت سوار ہوئی کہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کی صورت دیکھکر بھی متوجہ نہ ہوے۔ تعجب کی بات ہے!"

معشوقہ۔ ذرا آپ مجھے بتائیے تو نہین مین بھلا کس قابل ہون؟"

مشتاق "استغفر اللہ! مین بناتا ہون" خدا نے آپکو صورت ہی ایسی دلربا دی ہے مین قسم کھاکے کہتا ہون آپ انتخاب ہین"

معشوقہ "اب آپ اپنی تعریف رہنے دین۔ خیر بھلا برا جیسا خدا نے بنایا ہے ویسی ہی ہون"

مشتاق "آپکی ادائین تو اچھے بھلے آدمیون کو دیوانہ بنادین۔ فرخ تو سڑی ہین انھین ان کی کیا قدر ہو"

معشوقہ "یہ آپکی قدردانی ہے۔ ورنہ بھلا میری کیا اصل وحقیقت ہے"

مشتاق۔ آپ کی اداؤن پر اچھے اچھون کی جان جاتی ہے۔ اب اسوقت شہر مین آپ کی دھوم ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے امیرون کا یہ نقشہ ہے کہ ایک جھلک دیکھہ پانے کی تمنا مین گھنٹون کھڑے رہتے ہین"

معشوقہ۔ (بات ٹالنے کے لیے) "اب وہ گئے تو ہین کے ہو رہے؟"

مشتاق "فرخ آجکل اپنے ہوش وحواس مین تو ہین نہین اور نئی نئی جو دام محبت مین گرفتار ہوے ہین تو فراج انتہا سے زیادہ خراب ہو رہا ہے باہر کہٹری ضد کر رہی ہونگی کہ ہم نہین چلتے

معشوقہ "آخر ہوا کیا ہے؟"

مشتاق "ساری کہانی سُن چکین اور کہتی ہین ہوا کیا۔ یہی ہوا کہ کسی تیر نگہ کے گھایل ہو گئے۔ اب یہ بھی نہین بتلاتے کہ کسکو دیکھا اور کہان دیکھا گاڑی پر سوار تھے سائیس سے بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہان سڑک پر کچھہ دیر تک گاڑی روکے ٹھہرے رہے اور اس مکان کو دیکھا کیے دریافت کرتے ہین تو یہ مکان برسون سے خالی پڑا ہوا ہے۔ کسیکے ہان بارات تھی اونسے اس مکان کو ایک روز کے لیے مانگ لیا تھا۔ مالک مکان بیچارہ اب بالکل غریب ہے خود تو رہتا نہین خالی پڑا رہتاہے۔ اُسنے دیدیا۔ اب برات مین خدا جانے کون کون اور کہان کہان کی عورتین آئی ہوئی تھین۔ پتہ لگے تو کیونکر؟ ہزار غور کرتے ہین کوئی بات نہین سوجھتی۔

اور انکا یہ حال ہو کہ جیسے دنیا ہی سے گئے گزرے ہوئے ہمنے یہ ترکیب سوچی تھی کہ اس مکان مین لا کر انکے بہانے سے تمکو پیش کردین۔ آخر تم بھی تو آب حسن و جمال ناز و انداز کسی بات مین کم نہین ہو۔ مگر اپنی اپنی طبیعت ہی کچھ کام نہ نکلا دیکھیے کیا انجام ہے" باہر سے آواز آئی "بھئی انکا تو کہین پتہ نہین" قبل اسکے کہ مشتاق کچھ جواب دے مہدی اندر آیا اور اوسکے چہرہ پر نہایت تشویش پائی جاتی تھی۔

مشتاق۔ "کہین پتہ نہین؟"

مہدی۔ "کہین نہین۔ سب طرف دیکھا مگر بالکل بے سود۔ سائیس سے پوچھا وہ کہتا ہے مین نے دیکھا تک نہین"

مشتاق۔ (گھبرا کے) "اور گاڑی کھڑی ہے؟"

مہدی۔ "ہان حیرت تو یہی ہے کہ گاڑی پر نہین گئے۔ ایہ دیکھتے ہی دیکھتے خدا جانے کہان غائب ہو گئے!"

مشتاق۔ "تو صاحب بیفکر نہ ہونا چاہیے انھین تلاش کیجیے مزاج مین وحشت و حد سے زیادہ سمائی ہوئی ہے"

مہدی۔ "ہان ہان۔ مین بھی اسی فکر مین ہون" (اُس نازنین کیطرف اشارا کرکے) انکو تو تم پہونچا دو اور مین جاتا ہون دیکھون گھر گئے ہین یا کہین اور چلے گئے۔

مشتاق۔ "یہ اپنی گاڑی پر سوار ہو کر چلی جائینگی مین آپ کے ہمراہ ہی نہ چلون تو میرے نزدیک آجکل اُنکی بڑی حفاظت اور نگہداشت کرنی چاہیے" (معشوقہ کیطرف دیکھکر) "کیون صاحب آپ چلی جائینگی؟ تکلیف تو ہوئی آپ کو۔ مین پھر حاضر ہونگا"

معشوقہ۔ "مجھے آپ کی کیا ضرورت ہے؟"

مشتاق۔ (کھڑے ہو کے ایک آہ سرد بھر کر) "جی ہان بھلا مجھ ایسے غریبونکی آپ کو کیون ضرورت ہونے لگی"

معشوقہ۔ (ایک بھولے پن کی ادا سے مسکرا کر) "ضرورت تو ہے مگر آپ منظور نہ کرین گے"

اسپر مہدی کو بھی ہنسی آگئی۔ اور فوراً ہنسی کو روک کے کہا "اب تم کو

نول لی سوجھتی ہے اور یہان کوئی بات مزہ نہین دیتی۔ لے اب چلو دیر کرنا ٹھیک نہین۔"

غرض مہدی اور مشتاق اور وہ معشوقہ جادو ادا تینون آدمی مکان سے باہر نکلے وہ معشوقہ سوار ہوکے اپنے گہر کو روانہ ہوئی۔ مہدی اور مشتاق گاڑی پر بیٹھے اور فرخ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ رستے مین دونون نے یون باتین شروع کین۔

مہدی "بہئی صورت تو قیامت کی تہی اور ادا ئین بہی کتنی پیاری تہین! مگر مطلب خاک نہ حاصل ہوا۔ بلکہ فرخ اور برا فروختہ ہوگئے ہون گے۔ کی تہی بہلائی ہو گئی برائی"

مشتاق "مجھے یقین تہا کہ اوسکی صورت دیکھتے ہی فرخ فریفتہ ہو جائینگے آپ نے دیکہا تہا کس بانکپن سے نظر ڈالی تہی۔ خیر اسکو تو اب جانے دیجیے یہ بتائیے کہ فرخ کے رو براہ لانے کی اور کیا تدبیر ہے۔ کچہ زور نہین چلتا۔ خدا جانے کون ایسی برق وش تہی کہ ایک ہی نظر مین کام تمام کر دیا"

مہدی "یہ معاملہ زیادہ مشکل ہوتا جاتا ہے مین دیکہتا ہون کہ سارا بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے شادی کے اب دن ہی کتنے رہ گئے ہین؟ اونکی پھوپھی کو جہوٹون بہی خبر ہو گئی تو دیکھنا کیسا ہنگامہ اوٹھتا ہے"

اونکے بہائی دشمن ہو ہی رہے ہین وہ الگ بغلین بجائین گے غرض بڑی خرابی ہو گی" گاڑی فرخ کی کوٹھی پر جا کر ٹھہری مہدی نے ایک خدمتگار سے پوچھا" فرخ ہین؟"

خدمتگار "حضور وہ تو آپ ہی کے گہر گئے تھے"

مہدی "جب سے نہین آئے؟"

خدمتگار "جی آپ کے ساتھ ہی تو گئے تھے"

مہدی۔ (جھنجھلا کر) ابے ہم پوچھتے ہین ابھی تک نہین آئے"

خدمتگار۔ (گھبرا کر) جی نہین تو بس حضور کے ساتھ ہی گئے تھے"

مہدی۔ (برہم ہوکر) "عجب گدہا ہے"

مشتاق: "خیر معلوم تو ہو گیا کہ ابھی تک نہین آئے آتے ہی ہون گے ہم گاڑی پر آئے اور وہ تو وحشت کے مارے پا پیادہ ہی چل کھڑے ہوئے ہم سے پہلے کیونکر ہو پہنچتے - آپ اندر بیٹھیے مین جاتا ہون تلاش کرون" - مشتاق روانہ ہوا اور مہدی اندر بیٹھکر سوچنے لگا - "یہ بڑی تباہی خرابی ہوئی مین تو سمجھا تھا کہ انکے جوش عشق کو جہان تک بن پڑیگا چھپائے رکھونگا مگر اونکی حرکتین ایسی ہین کہ چھپ چکا - حد درجہ کی رسوائی ہوگئی - اب شادی ہو چکی"

دوسرا باب

فرخ ایک کشادہ سڑک پر قدم بڑھائے چلا جاتا ہے "مہدی نے مجھے بڑا دھوکا دیا اوسکو مین ایسا نہ جانتا تھا - میرے ساتھ تو جو کچھ کیا کیا وہ کیا ہی میری باعصمت معشوق کی پاکباز نگاہ کی توہین کی" (کچھ آہٹ پاکر) "آتا تو نہین ہے؟" (مڑکے دیکھا مگر کوئی نہ تھا) ذرا اور قدم بڑھا بڑھا کر چلنے لگا "میری پیاری معشوقہ کی نظر بازی اور اوسکی ادائین بڑی پاکبازی کے ساتھ ہین - وہ اس بے حیا فاحشہ کی طرح ایسی بیحجابی سے کبھی نہ چلی آتی! ہائے مین اوسے کہان پاؤنگا؟ وہ تو ایک حور تھی کہ بجلی کیطرح آسمان پر سے اپنا جلوہ دکھایا اور غائب ہو گئی" "کوئی آتا ہے" (پلٹ کر دیکھا) "نہین کوئی بھی نہین ہے - یہ شیطان ہے جو گھڑی گھڑی میری معشوقہ سے میرا دھیان بٹاتا ہے - اب مین اسکی باتون پر ہرگز خیال نہ کرونگا ہائے میری دلربا اگرچہ مین نے تیری زیادہ ادائین نہین دیکھین مگر وہ تیری ایک ہی ادا زندگی بھر یاد رکھنے کے لیے مجھے بہت ہے. ہائے وہ نامحرم شخص سے نظر دو چار ہوتے وقت ایک ادا سے جھک جانا مجھے کبھی نہ بھولے گا - وہ تیری نیچی بھولی پاکباز نگاہ میرے دلکو کھینچکر اپنے ساتھ لیتی گئی" ایک مقام پر فرخ ذرا ٹھہر گیا - بائین ہاتھ کو ایک اور سڑک گئی تھی اور دونون سڑکین اس مقام پر آکے مل گئی تھین فرخ دل مین کہنے لگا "میرے مکان کو کدھر سے راستہ گیا ہے؟ کچھ یاد نہین آتا کہ مین گاڑی کس طرف لے جایا کرتا تھا کسی سے پوچھ لون؟"

اسوقت دہوپ تیزی پر
ہوتی ہے۔ یہ سڑکین گو زیادہ
دوڑ انے سے بہت کم کسی کی
آجاتا تہا تو سر کر چادر لپیٹے
بہی پر شکن پیشانی سے برابر
تھے۔ ابرؤن کی کجی صاف
کے ساتھہ دیکہتی ہین۔ سفید
دہوپ پڑتی تہی تو چونے کی
ایسے وقت مین اس با
بعض جگہ کالے ابر کے پھٹے
ٹکڑون نے کچہ ایسی خوشنما تہ
تھے کہ آسمان کی صورت ا
حدت سے کسی کو نگاہ اوٹھ
جنھین ہوا ابر ملٹے دے
کے نقش اور قسم قسم کے
ٹکڑے کو آفتاب پر کر دیتی
ہٹا دیتی تہی اور آفتاب نہ
پکڑ جاتی تہی۔ اکثر ایسا ہوتا
ہلکی پڑ جاتی تہی۔
دہوپ کا ہلکا ہوجانا
معلوم ہوتا تہا۔
فرخ نے ترا سے پر کہڑ
سے مُنہ کا پسینہ پونچہکر
راستہ پہچانون؟ خیر جو کچہ
اشارہ کر کے

لگی تہی۔ برسات کی دھوپ عموماً زیادہ شدت پر
وسیع تہین مگر اسوقت انپر بہی دور تک نگاہ
صورت نظر آتی تہی۔ ادہر اودہر کوئی بلبار سیدہ نظر
ہوتا تہا کہ دھوپ کی گرمی زیادہ نہ محسوس ہو۔ اس
پسینے کے قطرے ٹپک ٹپک کے چادر کو بھگوتے جاتے
لیتا دیتی تہی کہ آنکھین سڑک کو بڑی ناگوار تکلیف
داستر کاری کی ہوئی پختہ دیوارون پر جو سفید سفید
سفیدی اوسے اور بہی کے اوڑتی تہی۔
ت کو غنیمت سمجھنا چاہیے کہ آسمان پر سفید اور بعض
پھٹے ٹکڑے پھیلے ہوے تھے۔ ابر کے ان متفرق
زیب کے ساتھہ نیلے آسمان پر نقش ونگار بنا گئے
اسوقت دیکھنے کے قابل تہی مگر افسوس دہوپ کی
ٹہانے کی بہی مجال نہ تھی۔ یہ پھٹے پھٹے ابر کے ٹکڑے
رہی تہی لحظہ لحظہ اپنے پہلو بدلکر آسمان پر طرح طرح
جال ڈالدیتے تھے۔ ہوا جب کسی ابر کے تاریک
تہی اوس وقت بالکل سایہ ہوجاتا تہا اور جب آ
نیلگون آسمان پر نظر آنے لگتا تہا پہر دہوپ شدت
تہا کہ ابر کا کوئی سفید ٹکڑا آفتاب پر آجاتا اور دہوپ

یا بالکل سایہ ہوجانا سڑک پر چلنے والونکو بہت غنیمت

ے ہوکر سوچنا شروع کیا "مجھے کدہر جانا ہے؟ ارمال
یا میری عقل اب اتنی بہی ٹہکانے نہین رہی کہ گہر کا
۔ اب کسی سے پوچھے کون؟" دابئین ہاتہہ کی طرف
ی کو چلتا ہون۔"

فرخ نے غلطی کی وہ اپنے گھر کی طرف سیدھی سڑک سے نہین چلا۔ یہ سڑک جسکو اوسنے اختیار کیا بڑا چکر کہاکے اوسکی کوٹھی کو گئی تھی۔ بہرحال فرخ اوسی سڑک پر ہولیا۔ دہوپ کی شدت اوسے بہت کم محسوس ہوتی تہی۔ اوس پر کوشش کے آفتاب کی کرنین پڑرہی تہین۔ اسکا سلسلۂ خیال اُسی آفتاب کی شعاعون مین اُلجھا ہوا تہا۔ اوس نے پہر اپنے دل سے باتین شروع کین۔

"میرے دلکی بیتابی بڑھتی جاتی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو مین زندگی کیونکر بسر کرونگا؟ موت ابہی آجاے تو اسکی اور بات ہے مگر ظاہرا اسباب ابہی مجہے بہت دنون زندہ رہنا ہے۔ یہ بہی غلط ہے ظالم عشق زندہ رہنے دے گا تو جیؤن گا۔ عشق کے ظاہری زور وشور سے مجہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری بہت تہوڑی زندگی باقی ہے۔ میری شادی اور میرے متعلق والدہ کے جتنے حوصلے اور جتنی آرزوئین ہین سب خاک مین مل جائین گی۔ اُونہہ ان باتون کا تو اب مجہے خیال بہی نہ کرنا چاہیے۔ مین تو اب ایک اور ہی عالم مین ہون۔ مجہے اِن فکرون سے کیا سروکار۔ لوگ دو ہی عالم بتاتے ہین ایک دُنیا دوسرے عقبےٰ۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ عالم عشق کو بہول ہی گئے یہ ایک تیسرا عالم ہے۔ مہدی نے بڑی بُری حرکت کی۔ ایک فاحشہ عورت سے میرا سامنا کرادیا۔ شاید وہ عشق کو طبیعت کا ایک معمولی میلان سمجہا ہے وہ کیا جانے۔ عشق چیزہی اور"

فرخ کے خیالات اس مقام تک پہونچے تھے کہ ایکطرف کسی باغ کا پہاٹک نظر آیا اوسے دہوکا ہوا کہ شاید اوسکے باغ کا پہاٹک ہے۔ ٹھہر کر غور سے دیکہا اور اندر چلا گیا۔

ویسے ہی ایک ابر کا ٹکڑا آفتاب پر آگیا اور چارونطرف سایہ ہوگیا یک بیک ٹھنڈک ہوجانے سے ذرا تسکین سی ہوگئی۔ فرخ جب باغ کے اندر داخل ہولیا تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور مقام ہے۔ ایک چمن کے کنارے سبزے پر بیٹھ گیا۔ درخت اگرچہ اوسوقت کی کڑی دہوپ کے باعث پژمردہ ہوگئے تھے مگر اس دم بہر کے سائے نے یکایک اُنکی بہار کو چمکا دیا۔ وہی ہوا جسکے گرم گرم

جھونکے باد سموم کا اثر رکھتے تہے خوشگوار معلوم ہونے لگے فرخ کے تمام بدن سے پسینہ بہہ رہا تہا اس ہوا کا چلنا اوسے لطف دینے لگا وہ نگاہ جو ابھی تیز دہوپ کے خوف سے کسی طرف جاتے ہوئے ڈرتی تھی سرسبز درختون اور ہرے ہرے سبزے کیطرف ایک بڑے ذوق وشوق سے بڑھنے لگی۔ پیشانی کی شکنین مٹین بھوین سیدھی ہوگئین۔ اور نظر ہوا مین بے تکلفی کے ساتھہ سیر کرنے لگی۔

فرخ نے نگاہ اوٹھا کے آسمان کو دیکھا تو ابر کی خوشنما سلسلہ بندیان اوسے بہت اچھی معلوم ہوئین۔ وہ اپنے مقام سے اوٹھا باغ کی چند روشون پر ادہر اودہر پھر کے باہر نکلا اور آگے روانہ ہوا۔ یہ سڑک آگے بڑھکر جمنا کے کنارے پر نکلی تھی۔ فرخ نے کچھہ دیر ٹھہر کے جمنا کے بہاؤ کو دیکھا ہوا ابر کو اڑائے لیے جاتی تھی یہ سیر دیکھنے کے قابل تھی کہ پانی پر کبھی معلوم ہوتا تہا کہ دھوپ بہاگی چلی جاتی تھی اور سایہ اوسکے پیچھے دوڑا چلا جاتا ہے اور کبھی سایہ بہاگتا چلا جاتا ہی اور دھوپ اوسکے پیچھے دوڑی چلی جاتی ہے۔ دہوپ کے وقت پانی کی لہرون پر آفتاب کے عکسون کا لہرانا اور سائے کے وقت بڑی بے تکلفی سے نگاہ کا پانی پر سیر کرنا ایسی دلفریب کیفیتین تھین کہ فرخ ٹھہر گیا۔ دریا پر منقش آسمان کا عکس جو پانی کے لہرانے سے کانپتا ہوا معلوم ہوتا تہا اوس سے فرخ کی بڑی دلچسپی ہوئی۔ وہ دم بھر کے لیے اپنے جنون انگیز ولولون کو بھول گیا۔

فرخ موجون کی روانی اور آسمان کی رنگ آمیزیون کی جانب طبیعت کو مصروف کیے ہوے تہا کہ اوسکے کان مین ایک آواز آئی "لے اب گھر بھی تشریف لے چلیے گا کہ دریا کی لہرین ہی گنا کیجیے گا؟" پھر کے جو دیکھتا ہی تو مشتاق کی صورت نظر آئی۔ ایک سکوت کے عالم مین دم بخود ہوکے رہگیا دل مین کہنے لگا "مین ہزار ترک کرون مگر دنیا میرا پیچھا نہین چھوڑتی ورنہ مجھے اب ان لوگون سے کیا سروکار؟ مین اب گھر بار مال و دولت سبکو چھوڑ دون گا ایک عشق کے لیے کوے یار کے سوا کہین دلچسپی نہین۔ اگر کسی قدر ہے تو بس آزادی کی سیر مین۔ اوس تنہائی مین جہان کوئی دھیان بٹانے والا نہو

کچھ ایسی ہی جگہ پر خیال یار سے خوب باتین ہوتی ہین"
عشق واقعی ایک جنون ہے معمولی خواہشین جنکی طرف ہماری طبیعت مائل ہوا کرتی ہو اونپر اوس کا قیاس ہی نہین ہوسکتا۔ ایسے ایسے تجربہ روز ہوا کرتے ہین کہ کسی بانکی ادا یا کسی ترچھی چتون یا کسی مستانہ چال کو دیکھتے ہی ہماری طبیعت پر ایک فوری اثر ہو۔ ہر حسن عام اس سے کہ وہ کسی چیز مین ہو دلکو اپنی طرف کھینچنے کی تھوڑی بہت ضرور قوت رکھتا ہے مگر وہ حسن بلا کا ہے جو کسی کو اپنا سچا عاشق بناکے فریفتہ کرے نوجوانونکو کبھی یہ نہ سمجھہ لینا چاہیے کہ ہر وہ بھولی اور پیاری صورت جو اپنا جلوہ دکھا کر گھڑی دو گھڑی کے لیے اونھین بیقرار کر دیتی ہو اونکی معشوق ہے۔ وہ جب گھر مین آکر اپنے دلکو ٹٹولینگے تو اوس صورت کا کہین نشان سے پتہ لگے گا۔ اور دو چار روز مین ایک معمولی صورت ہو جائے گی جس دلی مین پیدا ہوا پتھر کی لکیر ہو جاتا ہے۔ وہ صورت جو اپنا سچا عاشق بنا لیتی ہے آنکھون کے سامنے سے کسی وقت ہٹتی ہی نہین۔

فرخ مشتاق کی طرف دیکھکر پھر جو خیالات مین ڈوبا مشتاق نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور آخر مجبور ہو کر کہنے لگا "اے جناب تو اب تشریف لے چلیے مہدی نہایت پریشان ہو رہے ہین وہان آپکو بہت ڈھونڈھا جب پتہ نہ ملا تو گھر پر آئے مگر بیکار اسلیے کہ آپ کو گھر پر بھی نہ پایا۔ خیر اب آپ تشریف لے چلین"

مہدی کا نام آنا تھا کہ فرخ کے دلپر گویا ایک چوٹ لگی۔ وہ عالیشان بلند مکان۔ وہ کھنڈرون کا انتظار۔ وہ اوس نازنین کا ایک اوا کے ساتھ آنا سب باتین ابتدا سے آخر تک اوسکی نظر کے سامنے پھر گئین۔ مگر اپنی سنجیدگی نا لنے کے لیے اُسنے مشتاق سے پوچھا "آپ ادہر کہان آنکلے"

مشتاق۔ "یہ خوب بات پوچھی! اے جناب آپ کی تلاش کے سوا اور کون کام تھا وہ تو کہیے ادہر ہو نکلے ورنہ یہ خیال مین نہ تھا کہ آپ یہان ہونگے۔ غرض فرخ مشتاق کے ساتھ ہو لیا اور ایک فکرمندی کے ساتھ اپنی کوٹھی کیطرف چلا۔ اُسکا دل کسی بات مین نہ لگتا تھا مگر مشتاق چھیڑ چھیڑ کے کچھ بات کرتا جاتا تھا"
مشتاق۔ "یہ آپ ادہر کیون نکل آئے۔ یہ جواب ندارد۔

مشتاق:- حضرت کچھ فرمایا نہ آپ نے؟ مجھے بڑی حیرت ہے۔"
فرخ:- یونہیں نکل آیا۔"
مشتاق:- آخر اس دوپہر کیوقت اسطرف کی سیر ہی منظور تھی یا راستہ بھول گئے؟"
فرخ:- بھول گیا ہونگا۔"
مشتاق:- گاڑی موجود تھی اسکو چھوڑ کے پا پیادہ چل کھڑا ہونا آپ ہی کا کام تھا۔ آخر اس قدر آپ فکرمند کیون ہین؟"
فرخ نے نگاہ اُٹھا کے مشتاق کیطرف دیکھا اور اس سوچ مین پڑ گیا۔ کیا اسکو میرے عشق کا حال معلوم ہو گیا۔ شاید مہدی نے کہدیا ہو۔
مشتاق:- فرمائیے آپ کس سوچ مین ہین؟"
فرخ:- ہان"
مشتاق:- (دلمین ہنستا ہوا گو بظاہر) آخر معلوم تو ہو کہ آپکو کس بات کی فکر ہے؟"
فرخ۔ (گھبرا کر) ہان! کیا؟" فرخ اس بیخودی کے عالم مین مشتاق کے ساتھ جاتے جاتے اپنی کوٹھی پر نکلا۔ کوٹھی کے اندر گیا۔ مہدی اُسکو دیکھتے ہی اُدھر کھڑا ہوا۔ فرخ اسوقت چارونطرف ایک وحشیانہ نظر سے اسطرح دیکھ رہا تھا جسطرح کوئی اجنبی شخص دیکھتا ہے۔ مہدی کو اسنے ایک ایسی نظر سے دیکھا جو معمولاً کسی نئے آدمی پر پڑا کرتی ہے۔ ہائے! جو نگاہ معشوق سے آشنا ہوئی سب سے بیگانہ ہو جاتی ہے۔ عشق کی زنجیر اُسوقت پیرون مین پڑتی ہے جب دُنیاوی تعلقات کے سب بندھن کھل جاتے ہین۔ وہی روز کے ملنے جُلنے والے۔ وہی رہنے سہنے کا مکان۔ وہی پہننے اوڑھنے کے کپڑے جن سے۔ وہ سابقہ رہتا تھا عشق ہوتے ہی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اُنکو کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ آخر مہدی نے پوچھا "فرخ تم اس مکان سے چلے گئے تھے؟" بس اتنا پوچھنا قیامت تھا عشق کے مصور نے تمام گزشتہ اُمور کی تصویرون کا مرقع آنکھون کے سامنے پیش کر دیا۔ اُس پُرانے عالیشان مکان کے درنگاہ کے آگے پھرنے لگے اور اُس خوبصورت عورت کے کھولتے وقت دروازے سے جو آواز نکلی تھی کانون مین گونجنے لگی۔ اُس عورت کا ناز و انداز سے آکر بیٹھ جانا اور اپنا ڈھکا ہونا سب پیش نظر تھا۔ ساتھ ہی خیال آیا یہ کارستانی اسی مہدی کی تھی۔ یہی مجھے فریب دیکر

وہان لیگیا تہا۔ فرخ کے دل مین کبھی آتا تہا کہ ساری ناراضی مہدی پر ظاہر کرون اور کبھی دل کہتا تہا کہ نہین طرح دینا چاہیے۔ ع۔ این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر۔

فرخ جسوقت اس سوچ مین تہا اُسوقت لشتاق رخصت ہوکر چلا گیا جب مہدی نے دیر تک اپنی بات کا جواب نہ پایا اور فرخ کو دریاے فکر مین غرق دیکھا تو ایک دوسرے پیرایے مین اُسنے فرخ کا خیال ہٹانے کی کوشش کی یعنے اب اُسنے نصیحت شروع کردی۔

مہدی۔ فرخ دیکھو اب تم ایسے ناسمجھہ نہین ہو۔ تمہاری دانائی پر ہمکو اعتبار تہا۔ مگر افسوس ساری عقل تم اپنے ہاتہہ سے کھوئے دیتے ہو۔ کس کام کی بات ہوئی اگر تم اپنے پرایے مین بدنام ہوگئے۔ ساری دُنیا تمہاری مجنونانہ عاقبت اندیشیون پر خندہ زنی کرنے لگی۔ تم اتنا نہین سمجھتے کہ شادی کو دو ہی تین روز باقی ہین۔ اگر شادی نہوئی تو تم جانتے ہو کیسی خرابی ہوگی؟ تمہاری سب کوششون کو بڑا بھاری نقصان پہونچ جائے گا دولتمندی اور تمول کی اُمیدین بالکل منقطع ہوجائینگی۔ دشمن بہائیون کو بڑی مسرت ہوگی۔ تمہاری والدہ جو فقط تمہارے ہی سہارے پر جیتی ہین اس ضعیفی مین اُنکا کیا حال ہوگا؟ انسان جو کرے سوچ سمجھہ کے کرے۔ عاشق ہوتے بہتیرون کو دیکھا ہے مگر تمہاری طرح کسی کے حواس نہین جاتے رہتے ہین۔ اب یہ کونسی حرکت تہی کہ اسوقت دہوپ کا تو یہ عالم ہے کہ جیسے پہاڑے کہاتی ہے اور آپ وحشت مین چل کہڑے ہوے۔ گاڑی موجود تہی مگر نہین پاپیادہ ہی چل دیے۔ لے اب چلو ذرا سُور ہو کچہہ تو طبیعت کو سکون ہوجائے گا۔"

فرخ۔ (ایک آہ سرد بہر کے) "خیر مین تو چاہے سڑی ہون یا سودائی مگر تم سے ایسی اُمید نہ تہی"

مہدی۔ (حیرت سے) "کیون؟ مین نے کیا کیا؟

فرخ "ہاے! مہدی تمنے ایسی بات کی کہ میرے دلمین زخم پڑگیا۔ میری باعصمت معشوقہ کا دہوکا دیکر ایک فاحشہ عورت کو میرے سامنے کردیا۔ تمنے ایک پاکدامن نازنین کا نام بڑے بڑے موقع پر استعمال کیا۔ تمنے اوسکی عصمت کی توہین کی۔"

مہدی چپ ہوگیا پہلے تو اس سے کچہہ بہی نہ بن پڑا مگر آخر یون بات بنائی "نہین جان تو جبکہ مین نے ایسا نہین کیا۔ یہ تو تم خود ہی مان لوگے کہ اسی مکان مین اپنی معشوقہ کو دیکھا تہا۔ مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی نازنین جس سے

آج تمہارا سامنا ہوا تھا اس مکان مین اکثر آیا جایا کرتی ہے۔ اس غلطی مین پڑ کے مین نے اوسکو بلوایا تھا اگر وہ تمہاری معشوقہ نہین ہے تو تم مجھے معاف کرو۔ مگر ذرا اپنے دل مین خوب سوچ لو مجھے تو اب تک گمان ہوتا ہے کہ وہی نازنین تمہاری معشوقہ ہوگی"

فرخ "تم اوس فاحشہ عورت کو نازنین کیون کہتے ہو؟ ایسے اچھے لفظ کو تم نے غارت کردیا۔ ہائے کیا اچھا لفظ تھا "نازنین!" خیر اسے اب مین اپنی معشوقہ کی شان مین استعمال نہ کرونگا۔ سُنا مہدی تم بھی میری معشوقہ کو نازنین نہ کہنا"

مہدی "نہین مین کبھی نہ کہونگا۔ اب یہ سب باتین پھر ہو رہین گی اسوقت چل کے تم لیٹ رہو" فرخ کسی طرح جاتا نہ تھا مگر مہدی زبردستی کمرۂ خواب مین لے گیا اور اُسے لٹا کے خود محلسرا کو روانہ ہوا۔ مہدی نے چلتے وقت اپنے دل مین کہا "فرخ کا عشق بیشک اب جنون کے مرتبے کو پہونچ گیا۔ طشت از بام ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہم تو ہزار چھپائین مگر ایسی باتین کہین چھپانے سے چھپتی ہین۔ پھر اس کے بھائی ایسے دشمن ہین کہ جان کے خواہان ہو رہے ہین۔ اب اسکی اطلاع اسکی والدہ کو کردینا چاہیے۔ ایک تو مصلحت بھی اسی مین ہے دوسرے بعد کو کسی اور ذریعے سے معلوم ہوا تو اونکو مجھہ سے شکایت ہوگی" بس اسی خیال سے مہدی محلسرا کو روانہ ہوا کہ فرخ کی مان کو اُسکے بیٹے کے پُرشور عشق کی خبر دے۔

فرخ پلنگ پر پڑا اپنے خیالات مین غلطان و پیچان تھا "مجھے کیا کرنا ہوگا؟ مین اپنے آپ کو بڑی سخت مصیبت مین مبتلا پاتا" (چونک کے شانے کو ہاتھہ سے سہلا کر) اُفوہ! کس زور سے کاٹا ہے! کیا پلنگ مین کھٹمل ہوگئے؟" (کروٹ بدل لی) "مین غور کرتا ہون تو دُنیا کی ہزارون چیزون کو اپنے ساتھ وابستہ پاتا ہون۔ کیا سبکو یک قلم ترک کردون؟ طبیعت تو یہی چاہتی ہے۔ جس کسی نے علاقہ ہی نہ (کمر مین کھجلا کر) واقعی بڑے کھٹمل ہوگئے ہین۔ خیر جب کسی سے علاقہ ہی نہ رکھا تو پھر گھر مین رہا تو کیا اور کسی طرف نکل گیا تو کیا"

"کھٹملون پر کیا موقوف ہے۔ یون بھی تو چین نہین پڑتا" (پھر کروٹ بدلی)

"ہان غرض یہان رہنے کا۔ معاذ اللہ خون نکل آیا ہو تو عجب نہین۔ ذرا اپنے

بازو کو زور سے سہلا کر) "عجیب نالائق خدمتگاروں سے سابقہ پڑا ہے - کمر کو صاف تھیں رکھتے پھر بھی یہ لیے موجود ہیں - مین کیا کہہ رہا تھا؟

غرض یہان رہنے کا کوئی نتیجہ نہین - والدہ ہین میری حالت دیکھ دیکھکر اونکو اور خفقان ہو جائیگا" (اور طرف کروٹ لی)

"اور یون آزادی اور تنہائی مین جدہر چاہونگا نکل جاؤنگا - جہان چاہون گا بیٹھ جاؤن گا - جس جنگل مین جی چاہا دو گھڑی بیٹھکر خیال یار سے باتین کر لین - اُفوہ! کیا اُلجھن ہے - کسی کل چین ہی نہین پڑتا" (کروٹ بدلکر) "جو مصیبت پڑیگی والدہ ایک ہی دفعہ جھیل لین گی" (یاس کی صورت بنا کر) "میری معشوقہ کبھی مجھے ملیگی تو ہے نہین خیال یار ہی سے کام ٹھہرا تو پوری تنہائی کیون نہ" (گھبرا کے اٹھ بیٹھا) "یہان کسی طرح چین نہ پڑیگا چلو باغ مین ٹہلون - شاید دل بہل جائے" (کوٹھی سے نکلکر باغ مین پہونچا) "کیا یہ پھولون کے درخت اور یہ کھلا ہوا باغ اس قابل نہین ہے کہ اسمین بیٹھکر اپنی پیاری معشوقہ کو یاد کرون؟ نہین یہان عزیز آشنا آ کے ستائینگے - یاد جانان کا پورا مزہ تو اس کوٹھی کے قرب جوار مین کہین بھی نہین ہے یہ پھول کیسا خوبصورت اور نازک ہے -

میری معشوقہ کے رخسارے بس ایسے ہی ہین - نہین نہین - یہ تو اسوقت دہوپ سے مرجھا سا گیا ہے - اُسکے گالون پر ہر وقت شادابی اور تر و تازگی رہتی ہوگی اُسکا حسن سدا بہار ہے" "دل تو یہان بھی نہین لگتا - آؤ ذرا سڑک پر چل کر دل بہلاؤن" (پھاٹک سے باہر نکل کے) "لو یہان بھی خاک اُڑ رہی ہے - کہان جاؤن؟ اچھا چلتا ہون - آخر کہین دل تو بہلے گا" انہین خیالات مین ڈوبا ہوا کسی طرف کو چلدیا

تیسرا باب

"بھئی سُنا - ہم اب آغا کے اکھاڑے مین جانا چھوڑ دین گے"

"حقیقت مین اب وہان بے ایمانی ہونے لگی وہ اکھاڑا اس قابل نہین رہا کہ کوئی مرد آدمی وہان جائے جسے جانا ہو اپنی آبرو سے ہاتھ دہو کر جائے"

"اور یقین جانو ہمنے جانا چھوڑ دیا تو اکھاڑا ٹوٹ جائے گا"

"اجی کوئی وہان پیشاب کرنے جائیگا نہین"

"سب ہی دیکھ رہے تھے کہ دنگل مین بھولا کشتی کہا گیا۔ پیٹھ لگ چکی تہی قادر نے بڑی پیاری کشتی نکالی تہی۔ مگر نبے کے اکھاڑے والون نے ایسا بکھیڑا نکالا کہ بیچارا منہ دیکھ کے رہگیا۔ اور آغا کہڑے منہ دیکھا کیے"

"مجھے تو غصہ آ چلا تہا۔ جی مین آیا کہ بھڑ پڑون مگر آغا کو خاموش دیکھکر مین بہی کچہ نہ بولا"

"نہین جی نہین جب اپنے اکھاڑے والون کی اتنی بہی طرفداری نہ کی تو کسی کو ایسی پڑی ہے کہ جائے گا"

"لو بڑے بہائی بہی آگئے" (بہائی کیطرف دیکھکر) "کیون بہائی صاحب آپ بہی تو اوس روز موجود تھے" "دنگل مین نا؟ لاحول ولا قوۃ کتنی بڑی بے عزتی ہوئی ہے" "بے عزتی۔ یہ نہین کہتے کہ آغا کے یہان جانا اب کسی مرد آدمی کا کام نہین ہے (دروازے کے سامنے باہر کو دیکھکر) لو اب چپ رہو وہ خود چلے آتے ہین" "کون؟" "ہی آغا جی اور کون۔ تو چپ کیون رہین کیا کچہ ڈرتے ہین"

"یہ مناسب بات ہے لو وہ آ ہی گئے (ہاتھ سے اشارہ کرکے)۔

"ذرا بیٹھ لینے دو"

(آغا کی طرف دیکھکر) "فرمائیے استاد مزاج تو اچہا ہے؟"

آغا "سب خدا کا شکر ہے"

"کیا خبرین ہین"

آغا۔ (پہلے شخص کیطرف دیکھکر) "تم کل اکھاڑہ مین نہین آئے مزاج تو اچہا ہے"

"جناب سچ تو یون ہے کہ آپ کا اکھاڑا اب شریفون کے قابل نہین رہا"

آغا "کیون؟ اسکا کیا مطلب ہوا؟"

"اوس روز دنگل مین آپ کے استاد نے بڑی ہیٹی کی"

آغا "کس روز؟"

"اوس روز جسدن قادر نے کشتی نکالی تہی اور کس روز؟"

آغا "بہئی سچ کہون میرے نزدیک تو بہولا کی پیٹھ لگنے نہین پائی تہی مین تو لیتا

تو کیا بولتا ہے؟"
"اور سُنا آنکھوں میں خاک ڈالتے ہیں"
آغا" میرا یقین نہیں ہے۔ دیکھو وہ بہادر علی آتے ہیں اونسے پوچھ لو یہ بھی وہان موجود تھے" (بہادر علی سے) "کدھر سے آتے ہو؟"
بہادر علی" اسوقت تو مین لاڈو کے ہان سے آتا ہون"
آغا" لاڈو کون؟"
بہادر علی" اجی وہ چاندنی چوک سے دریبے کو جاتے ہوئے نکڑ والے کمرے پر نہین رہتی ہین؟" (اُس شخص کیطرف دیکھکر جو کمرے مین پہلے سے بیٹھا تھا) "انکو ایک خوشخبری سُنانے آیا ہون۔ واللہ پھڑک اوٹھین۔ کچھ مٹھائی قبولین تو بتاؤن گا"
"مٹھائی کا سر وقت حاضر ہے کہو تو سہی؟"
بہادر علی" تمہارے بھائی کے متعلق ہے"
آغا" اسکے بھائی کون؟"
بہادر علی" فرخ کو نہین جانتے ہو؟"
بہادر علی کا اتنا کہنا تھا کہ دونون آدمیون کے چہرون سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ایک تو وہ جسکے قول سے یہ باب شروع ہوا ہے اور دوسرا وہ جسے آتے دیکھکر اُسنے کہا تھا کہ لو بڑے بھائی آ گئے" غالباً ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ دونون کون تھے۔ یہ دونون فرخ کے نامہربان بھائی تھے۔ بڑے کا نام مسعود اور چھوٹے کا نام مقصود تھا۔
یہ دونون عرصے سے فرخ کے دشمن ہو رہے تھے۔ انہین سخت ناگوار تھا کہ فرخ کیون جلدی سے مل گیا۔ اصل تو یون ہے کہ اس بات کو اپنی دشمنی کا ایک بہانا قرار دے لیا تھا۔ دونون سخت نالایق تھے۔ پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ جب فرخ کے والد نے انتقال کیا ان دونون نے اپنا ترکہ بٹا لیا۔ انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اُسکے مزاج کی کیفیتین اور اوس کے دل کا جوش اور اوسکی طبیعت کا میلان اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جب کچھ

مال و دولت اوسکے ہاتھ مین ہو۔ ہم اپنے غریب دوستون کی نسبت اکثر یہ خیال رکھتے ہین کہ دُنیا مین اگر یہ کسی با اختیار حیثیت پر ہوتے تو مفید شخص ہوتے مگر ہمارا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ چونکہ اُن لوگون کے ہاتھ مین روپیہ نہین ہے اس وجہ سے اُنکی طبیعتون کے جوش ظاہر ہونے کا موقع نہین پاتے اگر یہ دولتمند ہو جائین تو کیا عجب کہ سب سے زیادہ بدتر شخص ہون۔

غرض بُری صحبت کے باعث فرخ کے دونون بہائیون کے دلی جذبات نہایت خراب ہو رہے تھے۔ باپ کا ترکہ تقسیم کرانے کے بعد اون کا ظہور ہوا۔ پہلے اُنسے الگ ہو گئے اُسکی کبہی جہوٹون خبر لو چہنا بہی انہین نہ نصیب ہوا اور رات دن عیاشی اور اوباشون کی صحبت ہی سے اونہین سروکار تہا۔ چندروز مین ساری دولت اُڑ گئی جس کا فرخ کو نہایت افسوس تہا فرخ کے ساتھہ ان دونون کو اسبات کا حسد تہا کہ وہ پہوپہی کی جائداد کا مالک ہو جائیگا اپنی پہوپہی کی دولت کو یہ بڑی طمع کی نگاہ سے دیکہتے تہے انکو یقین تہا کہ پہوپہی کی بیٹی کی شادی اگر فرخ کے ساتھہ نہ ہوئی تو خاندانی قیدین اون کی نالایقی کو سُبک کر دینگی اور پہوپہی مجبور آ ان دونون مین سے کسی کو اپنی دامادی مین قبول کر لینگی۔ غرض ایسے ہی خیالات تھے جنہون نے اُنکو فرخ کی دشمنی پر آمادہ کر دیا تہا۔ یہ فرخ کی جان کے خواہان تھے اور ایک آدہ دفعہ اسکی کوشش بہی کی مگر ناکام رہے۔

اسوقت مقصود بیٹھا اپنے دوست مرزا سے باتین کر رہا تہا کہ مسعود بہی آگیا۔ اوسکے بعد آغا آئے اور پہر بہادر علی آئے۔ جب بہادر علی نے فرخ کا نام لیا تو مقصود اور مسعود دونون ایک مسرت سے اوسکی طرف دیکہنے لگے اور کسی عمدہ خبر کے منتظر ہو گئے۔

مرزا۔ "اُنکی تو اب دو ہی چار روز مین شادی ہوا چاہتی ہے"

بہادر علی۔ "جی ہو چکی۔ شادی نہ ہوئی خالہ جی کا گہر ہوا"

مرزا۔ "چوک گئے یار خالہ نہین پہوپہی کا گہر کہا ہوتا"

مسعود۔ (مسکرا کر) "خوب اے میان بہادر علی وہ خوشخبری سناؤ"

آغا۔ "ابھی نہ ذرا انکا شوق تو بڑھنے دو"
مسعود۔ "نہین جی تم بیان بھی کرو۔"
بہادر علی۔ "فرخ تواب عاشق ہو گئے۔"
مسعود۔ "کس پر؟"
مقصود۔ "آپ تو بیوقوف ہین کسی ہونہ بن پر عاشق ہو گئی ہونگے جیسی حور ویسے کو فرشتے"
مسعود۔ "اسے کبھی تمیز نہ آئے گی۔"
مقصود (بگڑ کر)۔ "آپ مجھے کوئی اور نہ سمجھیے گا جہان تک آپ کا لحاظ کرتا ہون جیسے انکا دیا کھاتا ہون ویسے مجھے اپنے باپ کی تو مروت ہے نہین۔"
مسعود۔ "اب مین دیکھتا ہون شامتین آئی ہین تمہارا کسطرح دوسرے پر پڑتا آتا ہے۔"
مقصود۔ "تو کچھ مجھسے آپ ایسے کڑے بھی نہین ہین۔"
مسعود۔ (لپک کر) "اچھا تو اب تجھے اپنا کڑا پن دکھا ہی دین۔"

مسعود نے لپک کے مقصود کے ٹینٹے لیے اور وہ جو مسعود کا ٹیٹوا لیتا ہے تو مسعود کی آنکھین باہر نکل آئین۔ مرزا اور آغا اور بہادر علی تینون اوٹھ کھڑے ہوئے "ہان ہان! ہان ہان! جانے دو! جانے دو! ارے بھی یہ بھائیون بھائیون مین؟"

غرض ہزار دقت دونون کو چھوڑایا اور بیچ بچاؤ کرکے صلح کرا دی تعجب کی بات ہے کہ ایسے لوگون کے جوش ذرا ہی مین ابھر پڑتے ہین اور چونکہ غیرت کا بالکل خیال نہین ہوتا فوراً دفع بھی ہو جاتے ہین۔ غرض بہادر علی سے خوشخبری سننے کے لیے دونون بھائی پھر سنبھل بیٹھے۔ "ہان جی ہان۔ میان بہادر علی فرخ کس پر عاشق ہوئے؟"
بہادر علی۔ "کس پر بتاؤن۔ یہ تو کسی کو پتہ ہی نہین لگتا بلکہ مین سمجھتا ہون خود اونکو بھی نہ معلوم ہوگا کہ مین کس پر عاشق ہوا ہون۔"

اس جملے پر قہقہہ پڑا۔
بہادر علی۔ "ہنسی کی بات نہین ہے مین ابھی ابھی لاڈو کے وہان سے آتا ہون۔ لاڈو کی وہ نوچی نہین ہے دلبر"

مرزا " سچ کہنا کیا جوبن ہے اور سپرا والله قیامت ہے - ایسی زنین تو دیکھی نہین "

مقصود " ذرا ابھی اوس کا سن ہی کیا ہو بہت کوئی پندرھوان یا سولھوان برس ہوگا "

مسعود " یار تو اوسکے وہان چلنا چاہیے "

مقصود " اب چھوٹون کے ہوتے ہوئے بزرگ کیا جائینگے - اب کیا مین جاؤنگا "

مسعود ہنسکر چپکا ہو رہا اور بہادر علی کیطرف دیکھکر کہنے لگا " پھر کیا ہوا ؟ "

بہادر علی " تو جناب فرخ کے وہ کون بھائی بمبئی سے آئے ہین ! بھلا سا نام ہے - ہان مہدی - اوہنون نے کیا کیا کہ دلبر کو لے جاکے فرخ کے سامنے کردیا اور کہا تمھاری معشوقہ یہی ہے - فرخ کو جو وحشت نے گھیرا تو اوٹھہ کے بھاگے - مین نے سُنا ابھی تک پتہ نہین لگا - غرض اونکا عشق بڑے زور دن پر ہے - وحشت مین خدا جانے کہان مارے مارے پھرتے ہونگے -

مسعود " والله بڑا عمدہ موقع ہاتھہ لگا - اب اسکی شادی نہ ہونے دو اور بھئی وہ تو ہمیشہ سے بدمعاش تھا - پھوپھی بیچاری کیا جانین - جو لوگون نے کہدیا اُسپر راضی ہوگئین - پھر بھی یہان رہی ہون تو جانین - پھوپھا ہمیشہ لکھنؤ مین رہے وہ بھی اُنکے ساتھ وہین رہین - جب تک وہان تھین اون کی لڑکی میرے ساتھہ منسوب ہونے کو تھی اب پانچ مہینے ہوے پھوپھا کی بہی کرکے یہان چلی آئین تو لوگون نے کچہ ایسی رخنہ اندازیان کین کہ نسبت چھوٹ گئی اور فرخ کے ساتھہ اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ کیا - خدا کرے اوس کمبخت کا کہین پتہ نہ لگے -

مقصود " سُنا بھئی وہ جو تجویز ہم تم سوچے تھے اب اوسکا ٹھیک موقع ہے - وحشت مین تنہا مارا مارا پھرتا ہوگا کہین جنگل ہی مین اوسکا کام تمام کردیا جاے تو خوب ہو "

مسعود " ہان ہان ! بہت ٹھیک - ایسا موقع پھر ہاتھہ نہ لگے گا "

مقصود " اچھا تو اسوقت پانچ آدمی ہین اور پانچون دلی دوست ہین - آپسمین اقرار ہوجاے کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہو اور پانچون آدمی ملکر فرخ کا

جھگڑا ابھی پاک کر دین ۔"
آغا۔" سچی مین ہر طرح حاضر ہون تمھارے ساتھہ جان نیے مین بھی تامل نہ ہوگا بھائی۔"
مرزا۔" مین کیا تم سے مُنہ موڑونگا اجی خدا نے چاہا تو سب سے آگے ہونگا۔"
بہادر علی۔" یار ذرا سوچ سمجھ لو اور یون تمہارا ساتھہ دینے کو تو مین بھی تیار ہون۔"
آغا۔" اجی سب سمجھا ہوا ہے۔ کسی کو معلوم ہی کیا ہوگا؟"
بہادر علی۔" میان بس یہی مطلب ہے مگر سب کے سب آدمیون کا شریک ہونا ٹھیک نہین۔ بس جن دو آدمیون کو چاہو تجویز کر لو۔"
آغا۔" ہان خوب صلاح بتائی۔ بس ایک مسعود ایک مین۔ کیون کافی ہے نا۔"
مرزا۔" اور ہمین نہ لوگے؟"
آغا۔" تم ہی سہی۔ تین آدمی ہونگے تو کیا خرابی ہوگی؟"
مسعود۔" تو ہو گئی۔"
آغا۔" ہان ہان جی ہو گئی۔ اب اوسکا پوچھنا ہی کیا؟"

چوتھا باب

فرخ کی مان رو رہی تھین کہ خود فرخ آیا اور مان کے گلے سے لپٹ گیا اور کہنے لگا" امان جان مجھے بڑی فکر ہے۔ مارے فکر کے مین گھلا جاتا ہون۔ اب امان مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دُنیا ہی مین میرا تمہارا ساتھہ چھوٹ جائیگا دیکھو امان جان گھبراتا نہین۔ بھائی مہدی میری جگہ تمہاری خدمت کو ہمیشہ حاضر رہین گے۔ تم اونہین میری ہی جگہ پر سمجھہ لینا۔ اور سُنتے ہو بھائی مہدی دیکھو امان جان کو مین فقط تم پر چھوڑے جاتا ہون۔" (آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے)" دیکھیے اب خدا کب ملاتا ہے۔ مہدی میرا کہا سُنا معاف کرنا۔ میرے بعد تم اکیلے رہجاؤگے۔" یہ کہکر فرخ چلا مان رونے لگی اور مہدی نے چاہا کہ لپک کے اُسے روکے فرخ بھاگا جاتا ہے اور مہدی پیچھے دوڑا جاتا ہے کہ اُدھر سے ایک شیر آگیا۔ مہدی سہم کر رہگیا اور شیر نے فرخ کو سخت زخمی کیا۔ مگر فرخ نے پھرتی سے شیر کی آنکھین

پہوڑ دین- فرخ کے تمام بدن سے خون بہہ رہا ہے- اور خون کے نکلنے سے اوسکی حالت غیر ہوتی جاتی ہے- فرخ کی آنکھین تہرا گیئن اور ایسا معلوم ہوا جیسے اوسکی جان نکل رہی ہے- مہدی گہبرا گہبرا کے فرخ کی طرف دیکہہ رہا ہے کہ سامنے سے ایک اور شیر نمودار ہوا اور زور سے گرج کرا وسنے مہدی پر حملہ کیا- مہدی بہاگا دور پہونچکر پلٹ کے دیکہا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر فرخ کے بدن کو پہاڑ رہا ہے- اتنا دیکہنا تہا کہ مہدی نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کوٹہی گونج اوٹہی اور آنکہہ کہل گئی- یہ خواب دیکہکر مہدی کی آنکہہ جو کہلی تو اوسنے اپنے تئین نہایت ہی پریشان پایا- کچہہ دیر تک پلنگ پر سہما ہوا پڑا رہا اور جب دل زیادہ گہبرایا تو کوٹہی کے اوس طرف جدہر جمنا بہہ رہی تہی جاکے ٹہلنے لگا- صبح ہو چکی تہی- مشرق کیطرف آسمان کے کنارے پر سپیدۂ صبح نمایان تہا- جس طرح کوے یار مین دل عشاق بکہرے ہوتے ہین اوسی طرح آسمان پر ستارے بکہرے ہوئے تہے- آسمان ہجران نصیبون کی سوگواری کا سیاہ لباس اُتار رہا تہا- مہمانان شب کے رخصت ہونے کا پر حسرت عالم ستارون سے دیکہا نہ جاتا تہا- اپنی آنکہین بند کیے لیتے تہے- پڑوس کے شوالے کا چراغ جو رات بہر روشن رہچکا تہا اس وقت کسی جان بلب کیطرح ہچکیان لے رہا تہا- نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جہونکے برسات کے موسم مین جبکہ اُمس ہوا کرتی ہے بہت غنیمت معلوم ہوتے تہے- جس طرح رات بہر فراق یار مین نالہ و زاری کرنے والون پر اس ٹہنڈی سُہانی ہوا کے باعث غنودگی سی طاری ہو گئی تہی اوسی طرح ایک ایک کر کے بے مروت سے کوٹہی کی شمعین بہی خاموش ہونے لگی تہین- دریا خوب چڑہا ہوا تہا- اور کوٹہی کے صحن مین پانی آجانے کو دو ہی تین سیڑہیان باقی رہگئی تہین-

جمنا کا تیز دہارا لہرا لہرا کے کوشش کرتا تہا کہ سپیدۂ صبح کے عکس کو اپنے ساتہہ بہا لیجاے- دُنیا والون سے رخصت ہوتا ہوا اندہیرا جہان مہمانان

شب کو اُن کی بیوفائی کے ٹھکانوں پر پہونچا رہا تھا۔ ہان اوس نے دو چار پیاری صورتین تارون کی چھان مین لب جمنا ہی لاکے کھڑی کر دی تھین شولے کے گھاٹ پر پانی کا زیادہ ہچکولے لینا نگاہون کو اپنی طرف متوجہ کر لینے مین کسی کے چہرون کی جھنکار سے کم نہ تہا۔ نگاہین صبح کے اندھیرے مین عجب لطف کے ساتھ اوس لہراتے پانی کے تھپیڑے کہا رہی تھین جو شوخیون کے ساتھ مہوشون کے گورے پنڈون کو چھو چھو کے بھاگتا تہا۔ یہ سمان اور یہ وقت دل بہلانے کے لیے کافی تہا مگر مہدی کی نگاہ کے سامنے خواب کی تمام باتین پہر رہی تھین وہ فرخ کا بہاگنا۔ وہ اوسکا پیچھے دوڑنا۔ وہ شیرون کا آنا۔ اور وہ فرخ کے نزع کا عالم یہ سب اوسکو پریشان کیے دیتے تھے مہدی دل مین کہنے لگا ہائے فرخ! کیا تم نے ہمیشہ کے لیے ساتھ چھوڑ دیا؟ افسوس تمہارے دوستون کا کیا حال ہوگا تمہاری مان کس طرح زندہ رہین گی؟ ہائے! تم اپنے بہائی مہدی سے ہمیشہ کے لیے جدا۔ نہین یہ تو خواب تہا۔ خواب و خیال کا کیا اعتبار! فرخ ابہی زندہ ہوگا۔ ہوگا نہین ہے۔ فرخ کی وحشت نے اوسے ہاتھ سے کہو دیا۔ دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے۔ مین نے بڑا پریشان خواب دیکھا۔ ایسے خواب انسان کے خیالات پر بُرا اثر کرتے ہین۔ فرخ کو گئے ہوئے آج کے دن ہوے؟ ہفتہ ایک اتوار دو دو شنبہ تین منگل چار بُدھ پانچ ہان آج پانچ دن ہوئے۔ خدا جانے کہان ہوگا! ادہر اُدھر جنگلون کی سیر کر رہا ہوگا۔ کیا جانے راتین کہان بسر کی ہون گی۔ اور دن کہان گزرے ہونگے۔ یہ اوس کے سر پر کیا وحشت سوار ہوئی؟ ہائے! عشق بُری بلا ہے۔ فرخ کے دشمن بہت ہین۔ اوسکے بہائی جان کے خواہان ہین۔ اب جس روز سے فرخ گیا ہے تلاش کرنے مین کوئی کسر نہین اوٹھا رکھی گئی۔ تمام گلی کوچے اور تمام قریب قریب کے جنگل سب چہان مارے۔ اُنکی والدہ جانتی ہین کہ مین بے فکر ہون۔ اور فکر کا حال تو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ مگر اونکا کہنا بھی حق بجانب ہے اُنپر بن ہی ایسی گئی۔ اچہا ب

زرا روز روشن ہولے تو پھر ڈھونڈھنے کی کوشش کرون" یہ کہکر مہدی پھر وقت کی دلچسپیون کی جانب متوجہ ہوا۔ اب چڑیان چہچہانے لگین تھین اور ستارے جھلملا جھلملا کے غائب ہوگئے تھے۔ ویسے ہی گھڑیال نے پانچ بجائے۔ اور اُدھر شوالے کے نیچے سیڑھیون پر نازک بدن نہانے والیونکا زیادہ جمگھٹ نظر پڑا۔ مہدی ان کیفیتون کو دیکھ رہا تھا کہ اُسے کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ پلٹ کے دیکھا۔

مہدی "کون حسینی خانم!"

حسینی خانم "جی حضور۔ بیگم صاحب نے پوچھا ہے کہ صاحبزادی کی کچھ خبر معلوم ہوئی؟

مہدی "میری جانب سے تسلیمات عرض کرنا اور کہنا ابھی تک کچھ حال نہین معلوم ہوا"

حسینی خانم "یا خدا اونکا کہین جلدی پتہ لگے" کیا کہون بیگم صاحب کا تو یہ حال ہے کہ دانا پانی مطلق حرام ہوگیا۔ رونے دہونے کے سوا کوئی کام نہین ہے"

مہدی۔ (آبدیدہ ہوکر) "تمام ڈھونڈھا مگر کسی طرف پتہ ہی نہین لگتا۔ تم جاؤ کہدینا کہ آپ گھبرائیے نہین۔ خدا نے چاہا تو آج ہی کل مین پتہ لگا جاتا ہے"

حسینی خانم۔ (سلام کرکے) "تو مین جاتی ہون۔ یہی کہدونگی" حسینی خانم یہ کہکر چلی گئی مہدی پھر ٹہل ٹہلکر عالم خیال سے باتین کرنے لگا" اب کدھر جاؤن؟ کہان تلاش کرون؟ کون جگہہ ڈھونڈھنے کو چھوڑ دی گئی ہے جہان اب جاؤن آج کا خواب کیسا پریشان تھا؟ ابتک یاد آجاتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین یہ مجھے بھی معلوم ہے کہ خواب تھا اوسکا کچھ اعتبار نہین۔ مگر خدا جانے یہ کیا بات ہے کہ ایک گھبراہٹ سی ہے۔ ہزار دل بہلاتا ہون مگر طبیعت کی اُلجھن کسی طرح موقوف ہونے کو نہین آتی" (آہٹ پاکر) کون ہے"

خدمتگار۔ (سامنے آکر) "جی مین ہون"

مہدی "کیون؟"

خدمتگار "ایک صاحب آئے ہین"

مہدی۔ (دل مین) "کسے بلالون؟ (ادہر اُدہر دیکھکر) اہا! دھوپ

پھیل گئی ہا" (خدمتگار سے) "دوسرے کمرے مین بٹھاؤ۔ مین ابھی آیا"
خدمتگار چلا گیا اور مہدی کچھ دیر کے لیے پھر فکر مین غرق ہو گیا۔ پھر چند منٹ کے بعد کوٹھی مین داخل ہوا "اخاہ! آغا صادق ہین۔ کیسے مزاج تو اچھا ہے؟"
آغا صادق "الحمدللہ آپ کی عنایت"
مہدی "مدتون کے بعد ملاقات ہوئی۔ یہ اسوقت کہان آ نکلے؟"
آغا صادق "اب تو مین نے معمول کر لیا ہے کہ روز صبح کو تفریح کے لیے شہر سے باہر چلا جایا کرتا ہون۔ حضرت بڑا لطف حاصل ہوتا ہے اور سُنا آپ نے آج عجب اتفاق ہوا۔ وہ جو ظفر شاہ کی مسجد نہین ہے وہی جہان پر کہ انگریز اور انگریزنین گیند کھیلا کرتی ہین اوسکے ادہر جمنا کے کنارے تک جو جنگل چلا گیا ہے وہان رات کسی کو کسی نے مار ڈالا۔ خون ضرور ہوا ہے۔ مگر پتہ نہین چلتا کہ کون مارڈالا گیا سُنا ہے کہ ایک ہاتھ کٹا پڑا ہوا ملا۔ اور خون کے تو جیسے پرنالے بہے ہین۔ مین ابھی تو وہین سے آتا ہون۔ خاص شہر مین تو یہ اندھیر ہو رہا ہے اب آپ ہی بتائیے کہ دور کیا حال ہوگا؟"
یہ سُنکر مہدی کو رات کا خواب یاد آ گیا فوراً اُسکے چہرے سے حسرت برسنے لگی۔ (دل مین) "خدا کرے فرخ بخیریت ہو۔ مجھے اوسکے بھائیون سے اس بات کا بھی خوف ہے۔ ہائے! فرخ کے ہوش وحواس کہان گئے؟" (ظاہر) "تو جناب آغا صاحب یہ بڑے اندھیر کی بات ہی۔ اب تو یہان کے بدمعاشون سے ڈرنا چاہیے"
آغا صادق "کیا عرض کرون۔ میرے تو حواس نہین بجا رہے"
مہدی "خدا جانے کسکی زندگی پوری ہو گئی تھی؟ ہان قاتلون کا بھی کچھ پتہ لگا؟"
آغا صادق "ابھی ٹھیک تو معلوم نہین۔ مگر دو ایک آدمی ماخوذ ہوے ہین۔ ایک تو جمنا کے کنارے ایک کرارے کی آڑ مین بیٹھا اپنے کپڑون سے خون دھو رہا تھا اور شاید پولیس کے آدمیون کو آتے دیکھکر تلوار پانی مین پھینک دی اور دوسرا تلوار لیے اوپر کھڑا تھا۔ اور تلوار پر جا بجا خون کے لوتھڑے بھی جمے ہوے تھے۔ دونون فوراً گرفتار کر لیے گئے؟"
مہدی "کچھ معلوم ہوا کون لوگ ہے" "لو اصغر علی بھی آ گئے۔ انسے خوب پتہ لگے گا"

کیون صاحب یہ شہر مین کیا ہنگامہ ہو گیا؟"
اصغر علی کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے پہلے تو ہزار کوشش کی مگر آواز مُنہ سے نہ نکل سکی۔ آخر اپنے تئین بہت سنبھال کے کہا "بھائی کیا پوچھتے ہو؟ زندگی کا مزہ جاتا رہا"
مہدی۔ (اصغر علی کی طرف غور سے دیکھکر) "ارے بھئی بد جلد بتاؤ کیا ہوا کیا؟"
اصغر علی۔ "تمکو ابتک خبر نہین! ہائے اس جانگزا صدمے کے خبر سُنانا بھی میری قسمت مین لکھا تھا؟" (مہدی خود بخود چونک کے اُسکی طرف بغور دیکھنے لگا) "ہائے بھائی فرخ مار ڈالے گئے!"
خدا جانے یہ کس قیامت کا جملہ تھا کہ یک بیک سب طرف ایک مایوسی کا سکوت پیدا ہو گیا۔ ایک ایک کی صورت دیکھتا رہ گیا۔ چہرون سے ظاہر ہونے والی حسرتین ایکدوسرے سے اشارہ کرنے لگین چشم زدن مین کچھ ایسا انقلاب ہوا کہ ایک عالمگیر سناٹا ہو گیا۔ اور کوٹھی۔ باغ۔ دیوار۔ در۔ پھول۔ پتے۔ جس چیز کو دیکھو اوسپر بیکسی برس رہی تھی مہدی چند منٹ بیٹھا رہا۔ دل بھرا ہی آتا تھا مگر اُسنے بلا کا ضبط کیا اور نگاہ نیچی کیے فرخ کی تصویر جو عالم خیال مین اوسکی نظر کے سامنے پھر رہی تھی دیکھا کیا۔ اتنے مین مشتاق آیا اور آتے ہی اُس نے دروازے پر ایک چیخ ماری اور ڈاڑھین مار مار کے رونے لگا۔ مشتاق کے رونے کی آواز سُنکر مہدی سے بھی نہ رہا گیا وہ کُرسی سے اُٹھکے کھڑا ہو گیا۔ اور باآواز بلند رونا شروع کیا۔ کوٹھی بزم ماتم ہو گئی۔ اور گریہ و بکا کی دلخراش آواز دراز ون سے نکل نکلکر ہوا مین گونجنے لگی۔ صدائے نالہ و فریاد محلسرا مین پہونچی۔ فرخ کی مان گھبرا اُٹھی۔ ایک آہ سرد بھری اور کہا "الٰہی میرے بچے کی خیر۔ حسینی خانم دوڑ تو دیکھو یہ کوٹھی سے رونے کی کیسی آواز آ رہی ہے۔ حسینی خانم باہر آئی۔ جب تک حسینی خانم باہر سے پلٹ کر آئے آئے اوس کا یہ عالم تھا کہ ایک پاؤن اس دالان مین تو دوسرا اوس دالان مین کسی طرف چین ہی نہین آتا تھا۔ اتنے مین حسینی خانم باہر سے آئی۔ خاموش مگر صورت پر حسرت برس رہی ہے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین
فرخ کی مان۔ (زور سے فریاد کر کے) "ہے ہے! ارے یہ تو مین پہلے ہی سے

سمجھی تھی - ہائے میرے فرخ! ارے مین نہ سمجھی تھی تو مجھے یون دغا دیگا - ارے میرے نازون کے پالے! (حسینی خانم کی طرف ایک جوش حسرت سے دیکھکر) اے حسینی خانم جو کچھ کہنا ہو کہو - ارے مین اپنے بچے کی سُنانی تو سُن لون "

حسینی خانم - (شور کرکے) ہے ہے! بی بی مین کیونکر کہون - میری زبان تک کیونکر آئے گا - ہائے! ظالم دشمنون نے گھر ہی تباہ کر دیا " فرخ کی مان نے اتنا سُننا تہا کہ ایک چیخ ماری اور غش کھا کے گر پڑی - تمام محل مین کہرام مچ گیا - مھدی کی مان لپک کر گلاب پاش اوٹھا لائی - آنکھون سے برابر ٹپ ٹپ آنسو ٹپکتے جاتے تھے سر گلاب چھڑکا - تھوڑی دیر کے بعد فرخ کی مان کو ذرا ہوش آیا مصلحتاً نالہ و فریاد موقوف کیا گیا - اور عورتین اپنے اپنے ذہن کے موافق فرخ کی مان کا دل بہلانے کی کوشش کرنے لگین -

ادہر کوٹھی مین جب سب کو رونے سے ذرا سکون ہوا تو مھدی نے کہا لے اب رونا تو عمر بہر کے لیے ہے - تجہیز و تکفین کی فکر کرنی چاہیئے "

اصغر علی " تجہیز و تکفین کس کی کیجیئے گا! لاش کا ہی پتہ ہو - مین نے کیا کوئی بات اوٹھا رکھی ہے - رات کو جب مین اونھین ڈہونڈھ ڈھونڈھ کے واپس آیا تو حیدر ایک لڑکا ہے اوس نے کہا کہ فرخ شام کو ظفر شاہ کی مسجد کے صحن مین تن تنہا بیٹھے تھے اوسوقت تو مین جا سکا نہین صبح پو پھٹتے ہی وہان پہونچا دیکھا تو ایک ہنگامہ برپا ہے پولیس کے آدمی رات ہی کو پہونچ گئے تھے مگر کوئی یہ کیا جانے کہ فرخ تھے - جاکے دیکھا تو ایک ہاتھ کٹا ہوا پڑا ہے - لاش کا کہین پتہ نہین - خون بہت بہا ہوا زمین پر پڑا تھا - ہاتھ مین ایک فیروزے کی انگوٹھی تھی اوسپر نظر پڑنا تھی کہ قیامت ہوگئی - فرخ کے ہاتھ مین بہی مین نے وہی انگوٹھی دیکھی تھی - برقندازون نے لاش کے تلاش کرنے مین کچھ اوٹھا نہین رکھا مگر پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا - خدا جانے ظالمون نے کہان چھپا دی ہے - اسوقت دریا مین بہی جال پڑ رہے ہین مگر مجھے لاش ملنے کی اُمید نہین -

آغا صادق " مجھے اسکی خبر ہی نہ تھی - افسوس کیا صدمہ ہوا ہے - فرخ کا سا آدمی اب ہونا مشکل ہے - وہ شہید ہوئے مگر ہائے! اپنے دوستون کو عمر بہر کا

داغ دے گئے"

مشتاق "مرنا برحق ہے۔ انسان دنیا میں کیا کیا سامان کرتا ہے اور خود دیکھو تو سب ہیچ ہے"

آغا صادق "برحق برحق کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مہدی سے رخصت ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوئے

اصغر علی۔ (مہدی کے کان میں) اور آپ نے یہ بھی سُنا کہ یہ کام کس کا ہے؟

خود فرخ کے بڑے بھائی صاحب۔ ایک وہ اور ایک اور شخص دو آدمی ماخوذ بھی ہوے ہیں۔ سُنا ہے کہ کوئی اور بھی تھا مگر پتہ نہیں لگا بھاگ گیا"

مہدی "اجی یہ تو میں پہلے ہی سمجھا ہوا تھا"

مشتاق "مسودنا! اے حضرت وہی ہیں۔ اُنکے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا میں نے تو راستے میں سُنا تھا۔ شہر بھر میں تہلکہ مچا ہوا ہے بلکہ مجھ سے لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اُنکے بڑے بھائی ہی نے مار ڈالا"

مہدی "ہاے فرخ تو گئے مگر ان ظالموں سے اب ہم سمجھیں گے۔ میاں اصغر علی تم کو بھی گواہی دینا ہوگی بھئی اور بھی جسکو اسکا حال معلوم ہو اُسکو گواہی پر آمادہ کرنا۔ اجی میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں سے بدلہ لوں"

اصغر علی "یہ سب خدا نے چاہا تو ہو ہی رہے گا۔ خدا خود اوس خون ناحق کا بدلہ لے گا۔

پانچواں باب

فرخ کی پھوپھی "نصیبن کیا بجا ہوگا؟

نصیبن "اے بیوی ابھی تھوڑی دیر ہوئی تین بجے تھے مگر ابھی دہوپ بہت تیز ہے بدلی بڑے زور سے اوٹھی ہے خدا کرے برس جاے"

فرخ کی پھوپھی "ہاں ایک دھ چھینٹا پڑ جاے تو ٹھنڈا ہو۔ نااﷲ کس غضب کی اُمس ہے"

نصیبن "ٹھنڈک ہو جائیگی مگر بیوی ابھی کام بہت سے پڑے ہیں بڑا ہرج ہوگا"

فرخ کی پھوپھی "اے ہاں۔ اب دن ہی کتنے رہگئے ہیں۔ آج بدھ ہے اور سنیچر کو برات آئیگی اور ابھی سامان بہت باقی ہے۔ خدا کرے بڑے بھائی آجائیں میں نے تو منجھلے بھائی کو بھی بلا یا تھا مگر وہ آج کچھ کام بتاتے تھے۔ لو پانی برسنے لگا

یا اللہ شکر۔ اب تو بڑے بھائی کے آنے مین بھی مجھے شک ہے نصیبن سب دروازے کھول دو" دروازے کھول دیے گئے۔
فرخ کی پھوپھی "اے اودہر کے دالان مین بوچھار جاتی ہوگی نصیبن شہزادی سے پکار کے کہدو ادہر نکل آئین وہان اکیلی کیا کر رہی ہین ؟ میرا تو اُس لڑکی سے ناک مین دم آگیا۔ ماہ جبین بیٹھ چکی ہے مگر پردہ مین کسی طرح دل ہی نہین لگتا۔
نصیبن "نہین بیوی وہ تو پردے سے پانون بھی نہین باہر نکالتی ہین اسوقت اودہر چوکی پر گئی تہین۔ خدا جانے کیا دل مین آیا کہ اُدھر ٹھہر گئین (پکار کے) اے صاحبزادی وہان بوچھار آتی ہوگی ادہر نکل آیئے دیکھیے آپ کی امی جان بلاتی ہین" شہزادی الڑھپن کے ساتھ پائنچے ہاتھ مین اوٹھائے دالان سے باہر نکلین اور ایک چلبلی بچپن کی ادا سے کیچڑ سے بچا بچا کر پاؤن رکھتی سمٹ سمٹ کر مینھ سے بچنے کی کوشش کرتی آئین اور پردے مین چلی گئین۔ تھوڑی دیر مین پانی برس کے نکل گیا۔ اسوقت ایک عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ قدرت نے نہایت ہی دلچسپ سمان باندھ رکھا تھا۔ برسنے والی کالی گھٹا کو ہوا اُڑا لے گئی تھی مگر سفید منتشر ٹکڑے آسمان پر پھیلے ہوے تھے۔ نکہری دھوپ سفید سفید مینھ سے دھولی دیوارون پر بڑا لطف دکھا رہی تھی۔ آفتاب کی کرنون کو جیسے پانی نے دھو دیا تھا۔ کیونکہ اونکی نازک روشنی کو نگاہ بڑی خوشگواری سے دیکھتی تھی۔ آسمان کی نیلگونی جسے دن کی تپش کے بخارات نے میلا کر دیا تہا خوب پاک و صاف ہو گئی تھی۔ ہر چیز سے ایک تر و تازگی ظاہر ہونے لگی۔ ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکون سے اُمس موقوف ہوئی اور پسینے خشک ہوے۔
فرخ کی پھوپھی "اب خوب ٹھنڈک ہو گئی"
نصیبن "بیوی صبح سے کس شدت کی گرمی تھی"
فرخ کی پھوپھی (سامنے دیکھکر) لو بڑے بھائی تو آگئے اور منجھلے بھائی بھی

دونوں بھائی آئے اور کمرے میں بیٹھ گئے۔
فرخ کی پھوپھی:۔ "اے بھائی تم غفلت کرتے ہو اب فقط تین ہی چار روز رہگئے ہیں۔ ان میں کیا کرلو گے؟ ابھی زیور بہت سا باقی ہے۔ جوڑے بھی اب تک سب تیار نہیں ہوے۔ چالوں کو تم سے کئی دفعہ کہہ چکی ہوں مگر تمنے کچھ فکر نہ کی۔"
بڑے بھائی:۔ "تو گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ سب ہو جائیگا۔ ابھی وہ دن آنے دو۔ خدا نے بڑی تمناؤں سے یہ خوشی کا دن دکھایا ہے۔" منجھلے بھائی بولے نصیبن تھوڑا پانی پلادو۔
فرخ کی پھوپھی:۔ "یہ پانی پینے کا کونسا وقت ہے۔ اسوقت تو خدا نے ٹھنڈا کر دیا۔"
منجھلے بھائی:۔ "مجھے آج کچھ پیاس ہی بہت ہے۔ یہ جو تھا گلاس ہے یہ کہکر نصیبن سے گلاس لیکر پانی پیا اور منہ پونچھکے "شادی تو ہو ہی جائیگی مگر آج میں نے ایک ایسی خبر سُنی ہے کہ مجھے بڑی فکر پیدا ہو گئی۔" بڑے بھائی اور فرخ کی پھوپھی دونوں حیرت و اضطراب کے ساتھ صورت دیکھنے لگے۔
منجھلے بھائی:۔ "سُنتا ہوں فرخ نے بڑی آوارگی اختیار کرلی۔ اوس کی نسبت کبھی ایسی باتیں آج تک نہیں سُنی گئی تھیں۔ مگر مجھے یقین نہیں آتا سُنتا ہوں کسی عورت کے پیچھے آوارہ و سرگرداں پھرا کرتا ہے۔"
فرخ کی پھوپھی:۔ "ہاے یہ میری تقدیر کی خطا ہے اُسکی خطا نہیں۔ مگر بھائی سچ کہتی ہوں جو کہیں میری شہزادی کے دل کو کچھ صدمہ پہونچا تو میری زندگی اجیرن ہو جائے گی۔"
بڑے بھائی:۔ "ابھی کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ لوگ فرخ کے دشمن ہو ہی رہے ہیں کسی نے غپ اُڑادی ہو گی۔ اوس کے مزاج میں ایسی آوارگی ہی نہیں ہے۔ مجھے کبھی نہ یقین آئے گا۔ تم بسم اللہ کرکے نکاح پڑھواؤ میں خوب طرح سے دریافت کرلوں گا تم اطمینان رکھو۔"
ایک ماما باہر سے سرپیٹتی آئی اور کمرے کے پاس پہونچکر زور سے ایک دو ہتڑ سر پہ مارا اور کہا "بیوی لُٹ گئی۔ ہاے! ظالموں نے کہیں کا نہ رکھا۔"

سب لوگ حیرت سے دیکھنے لگے "کیا ہوا کیا؟ کچھ مُنہ سے تو کہو۔ آخر بتاؤ تو"
ماما "ارے وہ بات کیسے مُنہ سے نکالون! ہائے میرے اللہ۔ ارے ان
جوانامرگون سے خدا سمجھے! ہائے! دولہا کو مار ڈالا"
فرخ کی پھوپھی۔ (سر پیٹ کر) "ارے میری قسمت مین یونہین لکھا تھا۔ ہائے
خدا دشمنون کو بھی ایسی قسمت نہ دے۔ ارے میری قسمت اونپر بھی
اثر کر گئی۔ ہائے! ہائے! ہائے! میری بچی! ارے لوگو مین کیا کرون!
ہائے مین لُٹ گئی۔ لوگو مین اپنی بچی کے دولہا کو کہان پاؤنگی؟" یہ کہکر
برقع نوچ کے پھینک دیا اور شہزادی سے جا کے لپٹ گئی۔ شہزادی
کی صورت سب سے بڑی حسرت کی نمونہ ہو رہی تھی۔ اوس کا کم سنی کا
بھولا چہرہ بہت بڑا ضبط کرکے یاس و حسرت کو شرم و حیا کے دامن مین
چھپا رہا تھا۔
منجھلے بھائی۔ (آنکھون سے آنسو پونچھکر) "آیئے بھائی صاحب باہر چلکر
اس خبر کو دریافت تو کر آئین۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ یکبیک آسمان سر پر
پھٹ پڑا" دونون باہر گئے۔
فرخ کی پھوپھی "ہائے مجھ بدنصیب کو یہ دن دیکھنا بدا تھا! ارے میری
بچی ما بچے ہی مین بیٹھے بیٹھے بیوہ ہو گئی۔ ارے لوگو مین اپنی فریاد کس کے
پاس لے جاؤن؟ ہائے یہ کن سنگدلون کا کام تھا؟ ارے اوسکے ساتھ
میری جان بھی لے لی" تمام محل مین کہرام مچ گیا۔ ماما اصیلین کھڑی ہو ہو کے
سر پیٹنے لگین آہ و زاری کی صدا آسمان تک بلند ہوئی ایک ایک کو سمجھاتا
تھا مگر سمجھنے کا ہوش کسی کو بھی نہ تھا۔
دونون بھائی باہر سے آئے۔ بہن کو سمجھا بجھا کے بٹھایا۔
بہن "یہ ہوا کیا؟"
بڑے بھائی۔ (رو کر) "میں کیا بتاؤن کہ کیا ہوا۔ اس ضعیفی مین کلیجے پر اتنا بڑا داغ
اوٹھانا لکھا تھا۔ بس یہی ہوا"
بہن "بھائی خدا کے لیے جلدی کہو تم کیا دریافت کر آئے؟"

بڑے بہائی سے کچھہ کہا نہ گیا زبان بند ہو گئی منجھلے بہائی نے ایک آہ سرد کہینچی اور کہا دہبن ہماری اور ہماری قسمت مین یہی لکہا تہا۔ فرخ کو اوسکے بہائیون نے مار ڈالا۔ مسعود پکڑا بہی گیا ہے۔ ہای بین مسعود کو ایسا نہ سمجہا تہا اتنی ٹری سنگدلی اور شقاوت کا کام اوسکے بہائی کے ساتھ دیکہیے یہ زمانہ کیا کیا کرتا ہے یہ زمانہ جو نہ کرے تہوڑا ہے اور عداوت کس بات کی؟ بس اسی شادی کی۔ جانتے تہے کہ ہمارے ساتہہ ہو گی۔ اور اُڑاے کو بے انتہا دولت ہاتھ لگے گی۔ بس مار ڈالا۔ اب ذلت کے ساتہہ گرفتار ہوے ہین۔ شہر بہر لعنت بہیج رہا ہے۔ دو دن مین پہانسی ہو گی اسکی خبر ہی نہ تہی۔ ایسے آنکھون پر پردے پڑ گئے "

فرخ کی پہوپہی " ان ظالمون کو مین اپنی لڑکی دونگی۔ لاکہہ برس تو یہ ہو گا نہین اب اسکی شادی ہو چکی۔ فرخ نے اس کے پیچہے اپنی جان دی تو وہ اب کیا کسی اور کی ہو کے رہے گی۔ ہاے شہزادی تو بیوہ ہو گئی۔ وہ عمر بہر یون ہی بیٹھی رہے گی۔ مقصود سمجہتا ہو گا کہ مین اکیلا رہ گیا ہون اب اور کون ہے؟ شہزادی کو مین بیاہ لاؤنگا۔ یہ ہو چکا۔ ہاے! میری شہزادی تیرا شوہر ایک مظلوم شہید ہے "

مان کی یہ تقریر سُنکے شہزادی کے چہرے سے ایک بشاشت ظاہر ہونے لگی۔ اوسکو یہ اطمینان ہو گیا تہا کہ اپنے مظلوم شوہر کی سوگواری مین عمر بسر کرنے کا موقع ملا۔ ہاے! اس بہولی کم عمر سوگوار کے دل سے کوئی پوچھے کہ اوسپر کیا گزری۔

چھٹا باب

عدالت کی کُرسی پر ایک یورپین مجسٹریٹ بیٹھا ہے۔ تمام عملہ اپنے اپنے کام مین مشغول ہے۔ انسپکٹر پولیس کی رپورٹ پر ایک قتل عمد کا مقدمہ پیش ہوا۔ مستغیث کا اظہار شروع ہوا۔ دو مجرم سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے کہڑے ہین۔

حاکم۔" تمہارا کیا نام ہے؟"
مستغیث۔" مہدی۔"
حاکم۔" تم مقتول کا کون ہے؟"
مہدی۔" بھائی۔"
حاکم۔" کیسا بھائی؟"
مہدی۔" وہ میرا سوتیلا بھائی تھا۔"
حاکم۔" کیا تمکو یقین ہے کہ انہین لوگون نے مار ڈالا؟"
مہدی۔" بے شک! فرخ کی جان کا دشمن ان لوگون کے سوا کوئی نہ تھا یہ مدت سے اوس کی جان لینے کی فکر مین تھے۔ ایک مرتبہ کوٹھی مین فرخ پر حملہ ہوا تھا اور رات کے وقت کوئی شخص ننگی تلوار لیے گھس آیا تھا مگر گرفتار نہ ہو سکا۔ اور دریا مین کود کے بھاگ گیا۔ خود فرخ کو اُس مرتبہ انہین لوگون پر شک ہوا تھا۔"
حاکم۔" یہ لوگ فرخ کا کیون دشمن ہو گیا۔"
مہدی۔" اول تو وہ لائق تھا تمام خاندان اوسکی عزت کرتا تھا۔ اور یہ لوگ بالکل آوارہ ہین۔ ان کی صحبت سے خاندان کے لوگ احتراز کرتے ہین۔ دوسرے ان دونون مین سے ایک کی خاندان کی ایک لڑکی کے ساتھ شادی ٹھہری تھی۔ مگر اوسکی آوارگی ہی کے سبب سے نہ ہوئی اور فرخ کے ساتھ اُسکی شادی دو چار روز مین ہونے کو تھی۔ ان لوگون نے اسی حسد مین اوس کو مار ڈالا۔"
حاکم۔" کیا مجرم بھی فرخ کے قرابت دار ہین۔"
مہدی۔" اوسکے سگے بھائی ہین۔"
حاکم۔" اچھا تم کیونکر ثابت کرسکتا ہے کہ فرخ کو مسعود اور مقصود ہی نے مار ڈالا؟"
مہدی۔" پولیس کے کانسٹبل جنھون نے مجرمونکو ماخوذ کیا ہے اُنکی شہادت ثابت کرسکتی ہے۔"
حاکم۔" پولیس کا کون کون سا کانسٹبل مجرمون کو گرفتار کیا۔"
مہدی۔" شیخ خدا بخش اور نراین سنگھ اور منا یہ تین آدمی وہان موجود تھے

حاکم "اچھا تم جاے شیخ خدابخش کو حاضر کرو" خدابخش حاضر ہوا۔
حاکم "تم بیان کرے کہ تم نے ان لوگونکو کس طرح گرفتار کیا؟"
خدابخش "صبح ہو چکی تھی اور ابھی ستارے نکلے ہوے تھے مین اودہر سے نکلا
اُس روز میری پچھلی نوکری تھی ذرا مین جنگل مین بڑھا تو مجھے بہت سا خون بہا ہوا معلوم
ہوا اور ایک ہاتھہ بھی کٹا ہوا پڑا تہا۔ نراین سنگہ اور منا کی نزدیک ہی آواز آئی
مین نے لپک کے اُنکو ساتھہ لیا اور جنگل مین تلاش کرنا شروع کیا۔ جمنا کنارے
دُور سے دو آدمی کھڑے ہوے نظر آئے ہم تینون اُدہر بڑھے تو ایک کہین
جنگل مین بھاگ گیا۔ خدا جانے وہ کون تہا مگر (ایک مجرم کیطرف اشارہ کرکے)
انکو ہمنے گرفتار کیا۔ وہان دیکھا تو ہمین ایک اور آدمی معلوم ہوا جو بیٹھا پانی مین
اپنا دامن دہو رہا تہا۔ دامن مین خون بھرا تہا اور وہان پہلے آدمی کے ہاتھہ مین
تلوار تھی اور اوسپر خون کے لوتھڑے جمے ہوے تھے۔ بس ہمنے دونونکو گرفتار
کرلیا۔ اُس آدمی کے ہاتھ مین بھی تلوار تھی جو اپنا دامن دہو رہا تہا۔ مگر ہم کو
دیکھکر پانی مین پھینک دی"
حاکم۔ (مجرمون کی طرف دیکھکر) تمکو کچھ ان سے پوچھنا ہے"
مسعود۔ (خدابخش سے) "تمنے تلوار ہاتہہ مین دیکھی تھی؟"
خدابخش "ہان تمکو پانی مین پھینکتے دیکھا اور وہ تلوار پھر پانی سے نکلی بھی"
مسعود "یہ تمنے کیونکر جانا کہ ہمارے ہاتہہ مین خون ہی کے دھبے تھے؟"
خدابخش "اُنکا رنگ خون کا سا تہا" مسعود چپ ہو گیا۔
حاکم "بس؟ اچھا دوسرے کانسٹبل کو لاؤ" نراین سنگہ حاضر ہوا۔
حاکم "تمکو اس خون کے بارے مین کیا معلوم ہے؟"
نراین سنگہ "جو کچہ خدابخش نے بیان کیا اُس سے زیادہ ہمکو کچہ نہین معلوم"
حاکم "تمکو ان دونون پر قاتل کا شُبہہ ہوا تہا"
نراین "حضور شبہہ کیسا ہمکو یقین ہے"
حاکم "اچھا تم جاؤ۔ اب منا کا اظہار لینے کی کوئی ضرورت نہین" (مہدی کیطرف
دیکھکر) تمہارا اور کون گواہ ہے"

مہدی۔ "جی ہان اصغر علی کی شہادت باقی ہے"
حاکم۔ "اصغر علی کو بلاو" اصغر علی آیا۔
حاکم۔ "تم اس معاملے مین کیا دیکھا تھا؟"
اصغر علی۔ "فرخ کا کئی روز سے پتہ نہ تہا رات کو مجھے معلوم ہوا کہ فرخ ظفر شاہ کی مسجد مین تھے صبح سے پہلے ہی کچھ رات رہے مین وہان پہونچا مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی تو دو قدم جی کڑا کرکے جنگل مین چلا گیا۔ ایک لاش پڑی دیکھی ابھی اچھی طرح ٹھہرنے بھی نہ پایا تھا کہ دور سے کچھ آدمی مجھے دوڑتے آتے معلوم ہوئے مین ڈر کے بھاگا پھر مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا۔ صبح کو گیا تو ایک ہاتھ ملا اور لاش کا پتہ نہ تہا۔ اوس ہاتھ کی انگلی مین ایک انگوٹھی تھی جسے دیکھکر مین نے پہچانا کہ یہ فرخ کا ہاتھ ہے"
حاکم۔ "تم کہہ سکتے ہو کہ کس طرف کا ہاتھ کٹا تھا؟"
اصغر علی۔ "اسوقت گھبراہٹ مین مین نے اسکا خیال نہین کیا"
حاکم۔ (مجرمون سے) "تم کچھ جرح کرے گا؟"
مسعود۔ "نہین"
اسکے بعد مجرمون کا اظہار شروع ہوا۔ پہلے مسعود کا اظہار لیا گیا اور آغا ہٹا دیے گئے۔
حاکم۔ "ول تمہارا کیا نام ہے"
مجرم۔ "مسعود"
حاکم۔ "تم کہان کا رہنے والا ہے؟"
مسعود۔ "حضور مین اسی شہر مین رہتا ہون"
حاکم۔ "یہ کون آدمی مار ڈالا گیا؟"
مسعود۔ "مین نہین جانتا ہ"
حاکم۔ "او تم نہین جانتا"
مسعود۔ "جی حضور مجھے کیا معلوم کہ کون مار ڈالا گیا"
حاکم۔ "تم رات کو وہان کیا کرنے گیا تھا؟"
مسعود۔ "مین ایک عمل پڑھا کرتا ہون اوس مین ایک شرط ہے کہ دریا مین

غسل کرکے نسان ۱۰ بجے رات سے صبح کی نماز کیوقت تک جو ہاکرتا ہوں مین آدھی رات سے اُٹھکر جا کے جمنا مین نہاتا ہون اور ظفرشاہ کی مسجد مین مین اکیلا پڑھا کرتا ہون"۔

حاکم۔" عمل کیا ؟"

وکیل مدعاعلیہ" ایک قسم کی اسپر بچول محنت ہے"

حاکم۔" اوہم سمجھا اچھا تم سے مقتول سے رشتہ داری ہے"

مسعود۔" جی میرا بہائی تہا۔ سگا بہائی اور اسی سے آپ سمجہ سکتے ہین کہ مین قاتل نہین ہوسکتا"

حاکم۔" تم ابہی بولا تہا ہم نہین جانتا کون آدمی مارڈالا گیا"

مسعود چپ رہگیا۔ وکیل سرکار نے کہڑے ہوکر کہا" مین امید کرتا ہون کہ عدالت اس کا خیال رکہیگی"

حاکم۔" تم سے اُس سے کچہ دشمنی تہا ؟"

مسعود۔" دشمنی کیسی ؟ وہ میرے سگے بہائی تھے"

حاکم۔" تم بتا سکتا ہی کہ اُسکو کون مارڈالا"

مسعود۔" اب مین کسکا نام لے لون"

حاکم۔" اوسکا کوئی دشمن تہا ؟"

مسعود۔" مین نہین جانتا"

حاکم۔" تمہارے ساتھ اور کون تہا ؟"

مسعود۔" وہ میرے ایک دوست ہین"

حاکم۔" اوسکا کیا نام ہے ؟"

مسعود۔" لوگ آغا کہتے ہین"

حاکم۔" وہ کیا کام کرتا ہے ؟"

مسعود۔" اُنکے یہان اکہاڑا ہے ہملوگ کثرت کرنے جایا کرتے ہین"

حاکم۔" تم تو کہا تہا ہم اکیلا جایا کرتا ہے"۔ مسعود نے گہبرا کے سر کہجلانا شروع کیا۔ ہتکڑیون سے جہنکار کی آواز نکلی اوسکے بعد کہا ہان آج رات کو مین نہین ساتھ لیتا گیا تھا"

حاکم۔" آج کس لیے تم اوسکو ساتھ لے گیا تہا ؟"

مسعود۔ (ادہر اُدہر دیکھکر جس سے لاجوابی کا ثبوت ہوتا تہا) یونہین"

وکیل سرکار (اوٹھکر) "عدالت اس امر کا بھی لحاظ رکھے"

حاکم "تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟"

مسعود "کوئی نہین"

حاکم "تمہارے ساتھی کی تلوار پر خون کیسا جما تھا؟"

مسعود "رات کو جنگل مین ایک بھیڑیے کا سامنا ہو گیا تھا۔ اونہون نے اوسکو زخمی کیا اوسی کا خون تھا۔ بھیڑیا چوٹ کھا کے بھاگ گیا"

حاکم "کیا تمہارے پاس بھی تلوار تھا؟"

مسعود "جی نہین"

حاکم "پولیس کا آدمی تو بولتا ہے کہ تمہارے پاس تھا۔ اور تم جمنا مین پھینک دیا"

مسعود "جھوٹ کہتا ہے"

حاکم "تم نہین پھینکا تھا تو اوس جگہ پانی سے تلوار کیون نکلا؟"

مسعود "مین نہین جانتا کسی اور کی تلوار ہوگی؟"

حاکم "تمہارے دوست کے پاس لیسنس ہے؟"

مسعود "نہین"

حاکم۔ پھر تلوار اوسکے پاس کیون تھا" کچھ جواب نہین۔

حاکم "او۔ اچھا تمہارا دوست رات کیون تلوار لیکے تمہارے ساتھ گیا تھا"

مسعود "یہی بھیڑیے کے خوف سے"

حاکم "کیا تم پہلے سے جانتا تھا کہ تمکو بھیڑیا ملے گا؟"

مسعود "نہین مگر جنگل مین اکثر خوف رہا کرتا ہے"

حاکم "تم کو یہی خیال تھا تو کیا تم روز تلوار لیکر عمل پڑھنے جایا کرتا تھا؟"

مسعود "نہین تو"

حاکم "او! تو تم اوسی دن بھیڑیے سے ڈرتا تھا" مسعود لاجواب ہو گیا۔

حاکم "اسکو لیجاؤ۔ دوسرا مجرم حاضر کرو" پولیس کے جوان مسعود کو لیے چلے۔ وہ زنجیرین کھڑکھڑاتا ہوا عدالت کے کٹہرے سے باہر نکلا اور بعد چند منٹ کے آغا حاضر ہوے۔ سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے ہوے آکے کٹہرے مین کھڑے ہوے۔

حاکم "تمہارا کیا نام ہے؟"
آغا "مجھے آغا کہتے ہین"
حاکم "تم وہان کیا کرنے گیا تہا"
آغا "مسعود کے ساتھ چلا گیا تہا"
حاکم "کیا کرنے گیا تہا"
آغا "رات کو سیر کرنے کے لیے گئے تھے"
حاکم "اور بہی کبہی گیا تھا"
آغا "جی اکثر نکل جایا کرتے تھے؟"
حاکم "روز نہین جایا کرتا تھا؟"
آغا "نہین"
حاکم "تمہارا تلوار پر خون کیسا جما تھا؟"
آغا "راستے مین سیار نہین کتا ملا اور زور سے مجہپر جہپٹا مین نے تلوار ماری اور چلاتا بہاگا"
حاکم "مسعود کے پاس بہی تلوار تہا"
آغا "نہین"
حاکم "فرخ سے تم سے کچھ عداوت تہا"
آغا "مجہسے کیا کام۔ مین تو مسعود کے ساتھ چلا آیا تھا؟"
مہدی کا وکیل "عدالت اس امر کو خوب غور سے سمجھے۔ پورا ثبوت ہوتا ہے"
حاکم "کیا مسعود سے کچہ عداوت تہا؟"
آغا "مجھے نہین معلوم"
حاکم "مقصود بہی تمہارے ساتھ تہا"
آغا "نہین"
حاکم "مسعود دریا مین کیا کر رہا تہا؟"
آغا "مجھے نہین معلوم"
حاکم "تم اوپر کہڑا دیکھہ رہا تہا اور تمکو نہین معلوم؟"
آغا "مین اور طرف دیکھتا تہا" حاکم نے اوسکے بعد آغا کے لیجانیکا حکم دیا۔ مجرمون کا

اظہار ہوچکا تو مجسٹریٹ نے فرد قرار داد جرم تیار کی اور مجرمونکو سُنائی گئی جسکا مضمون یہ تہا۔ "تمہارے اور مستغیث اور اُسکے گواہونکے اظہارات کی بنا پر تم پر تینے جُرم عاید ہوتے ہین۔ ایک تو یہ کہ تمنے قتل عمد کیا۔ دوسرے یہ کہ بغیر لیسنس کے تمہارے پاس اسلحہ برآمد ہوے تیسرے یہ کہ اصغر علی پر جسوقت تم اقدام قتل عمد کے مرتکب ہوی۔ اب تمکو موقع دیا جاتا ہے کہ اپنی بریت کے اگر کچہ ثبوت تم دے سکتے ہو تو پیش کرو اور اگر کسی گواہ کو حاضر عدالت کرانا چاہتے ہو تو عدالت اوسکو طلب کرسکتی ہے۔"

مجرمون نے کسی ثبوت کے دینے سے انکار کیا اور نہ کسی گواہ کا نام بتایا۔ مدعی کے وکیل نے کہڑے ہوکے کہا "اگر شہادتون کا لحاظ نہ بہی کیا جاے تو مسعود اور آغا دونون شخص اپنے اظہارات سے آپ ہی جُرم کا ثبوت دیتے ہین مسعود کے ہاتہہ مین تلوار ہونا پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہوگیا۔ آغا کے ہاتہہ مین تلوار تہی۔ قطع نظر اسکے کہ باوجود لیسنس نہ ہونے کے ہتہیار رکہنے کا ایک دوسرا جُرم انپر ثابت ہوتا ہے اسکی کوئی وجہ نہین بتائی جاسکتی کہ یہ لوگ کیون تلوارین باندہکر گئے تھے۔ تلوار مین جو خون بہرا تہا اوسکی نسبت اظہار ہے کہ بہیڑیے کا خون تہا۔ مگر خود آغا نے کہا کہ کتے کا خون تہا۔ اوسہی کیفیت اُس خون کی سمجہنا چاہیے جسکو مسعود اپنے دامن سے دہو رہا تہا۔ حالانکہ ڈاکٹر کے تجربہ سے دونون جگہ انسان کا خون تہا مسعود کو بہی فرخ کے ساتہہ عداوت ضرور تہی جو مختلف شہادتون سے ثابت ہوچکی ہے پہر مجرمون مین سے ایک شخص کا بہاگ جانا بہی ثابت ہوچکا۔ اوسکے سوا کوئی دوسرا شخص ہو ہی نہین سکتا۔ غرض میری راے مین عدالت کا انصاف اسی طرح پر ثابت ہوسکتا ہے کہ وہ تینون مجرمونکو مناسب سزا دینے کی کوشش کرے۔" اسکے بعد وکیل سرکار نے اُٹھکر یون تقریر شروع کی "اسمین ذرا شک نہین کہ مسعود اور آغا دونون قتل عمد کے مرتکب ہوے ہین۔ اگر اس مقدمے مین اور شہادتین نہ ثابت ہوتین تو بہی فقط مدعا علیہا کا اظہار ہی ثبوت جرم کے لیے کافی تہا۔ ہان ایک یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ مقتول کی لاش نہین ملی۔ اُسکو پولیس نے بہت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ لگا۔ صرف ایک ہاتہہ ملا جسکی انگوٹھی سے مقتول کے طرفدارونکو معلوم ہوا کہ فرخ کی لاش ہے۔ باہمی عداوت کا مقتضا بہی یہی ہے کہ

اُن لوگون کے ہاتھ سے جو اُس جگہہ پر ماخوذ ہوے فرخ ہی قتل کیا گیا ہوگا علاوہ
برین مہدی کا گواہ نمبر ۳- اصغر علی نامے اسبات کو ثابت کر چکا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی
دیر پیشتر اُسنے پوری لاش دیکھی تھی مگر قاتلون کو آتے دیکھکر اپنی جان کے خوف
سے واپس آیا- غرض اگر یہ نہی ثابت ہو کہ کون شخص مارا گیا تو بہی مجرم ضرور قاتل
ہین اور اُنکے ہاتھ سے بیشک کوئی مارا گیا ہے- غرض یہ دونون مجرم قتل عمد کے
مرتکب ہوے ہین- مقصود کے مجرم ہونے کے متعلق مجھے کلام ہے کیونکہ اُسکے
شریک ہونے کا ثبوت نہین اور دوسرے کے قیاس پر عدالت کسیکو سزا دینا چاہے
تو انصاف سے بعید ہوگا" مدعا علیہا کا وکیل کہڑا ہوا اور اوسنے کہا "مین اسکی
کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ عدالت کس ثبوت پر میرے موکلون کو مجرم قرار دیسکتی ہی
مقتول کا پتہ نہین صرف ایک کٹا ہوا ہاتھ ملا ہے- اسکو دیکھکر کسطرح کہا جا سکتا
ہے کہ جس کا ہاتھ ہی وہ شخص قتل ہی کر ڈالا گیا- قتل عمد کا الزام لگانا عدالت کی
ایک بہت بڑی جرأت ہوگی- عدالت پہلے دریافت کرلے کون شخص قتل کیا گیا اور
وہ کس کا ہاتھ ہے تب کوئی کارروائی ہوسکتی ہے یہ بات ضرور تسلیم کیجاتی ہے
کہ مسعود کا دامن اور آغا کی تلوار خون آلودہ تھی مگر اس سے یہ پتہ نہین چلتا کہ ان
دونون نے اگر کسی پر حملہ بہی کیا ہے تو آیا اوسکو قتل کر ڈالا یا فقط اوس کا ہاتھ
کاٹ لیا ہان یہ جرم البتہ ثابت ہوسکتا ہے کہ مدعا علیہون مین سے ایک بلا لیسنس
ہتھیار رکھنے کا مجرم ہے- میرے نزدیک انصاف یہی چاہتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر
ایک بالکل بری کیا جاے اور مدعا علیہ نمبر دو کو بغیر لیسنس ہتھیار رکھنے کی سزا
دیجاے عدالت ہنوز ایک شک کی حالت مین ہے اور شک مین وہ کوئی
حکم قطعی نہین دیسکتی ہے اور مقصود تو بالکل بری ہے" وکیل سرکار پہر اوٹھا اور
کہا "مدعا علیہ کے معزز وکیل نے شاید شہادت نمبر ۳ کا خیال نہین کیا- اس شہادت
سے صاف ثابت ہوگیا کہ مقتول کی لاش دیکھ لی گئی اور وہ ایک وقت مرا ہوا پایا
گیا- پس عدالت کے یقین کر لینے کو اسقدر کافی ہے"
حاکم نے کہا "بیشک عدالت کو بہی انصاف اسمین معلوم ہوتا ہے کہ فرخ ضرور
قتل کیا گیا- اگر وہ نہ ہو تو کوئی اور سہی مگر مجرم خون کے مرتکب ضرور ہوے ہین"

اتنے مین مدعا علیہا کے وکیل کو کسی نے لاکے ایک خط دیا اور اوسنے پڑھکر فوراً اُسے عدالت مین پیش کر دیا سررشتہ دار نے خط پڑھکر سُنایا "کرمفرمائے بندہ زاد لُطفہ تسلیم - مین زندہ ہون اور مجھے کسی نے نہین مارا - مین نے سُنا کہ میرے قتل کی خبر مشہور ہوئی اور مسعود اور مقصود ماخوذ ہین - گو وہ میرے دشمن ہین مگر مین نہین چاہتا کہ کوئی میرے لیے ماخوذ ہو - مین نے یہ بھی سُنا کہ آپ اُن دونون کے وکیل ہین لہذا آپ کو تکلیف دیتا ہون کہ اس خط کو عدالت مین پیش کر دیجیے - زیادہ نیاز -

"راقم فرخ بقلم خود"

حاکم "یہ عجب بات ہے - فرخ کا کوئی خط پہچانتا ہے؟ اُسے لاؤ" مہدی طلب کیا گیا اور اُسنے دیکھتے ہی کہا "یہ خط تو بیشک فرخ ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے" اوسنے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور دونو نکی تحریر کو ملایا - ذرا بھی فرق نہ تھا -

حاکم "یہ خط کہان سے آیا ہے؟"

مہدی "لفافہ پر ڈاکخانے کی مہر دیکھکر لاہور سے آیا ہے"

وکیل سرکار "اس خط سے کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا - عدالت نے اسکا تو ابتک یقین کیا تھا کہ فرخ ہی قتل کیا گیا ہے - مگر اوسکے نزدیک قتل ثابت ہو گیا لہذا مجرمون کو اس خط سے کوئی مدد نہین مل سکتی - اب اُمید کیجاتی ہے کہ نسبت زیادہ کارروائی موقوف کر کے"

حاکم - بیشک میرے نزدیک بھی ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے - اب ۱۰ اگست کو فیصلہ سُنایا جائیگا"

ساتوان باب

فرخ اپنی کوٹھی سے نکلکے ایک بیخودی کے عالم مین چلا جاتا ہے دل مین کہتا ہے "خوب نکل آئے اے دُنیا تجھکو سلام ہمنے تو تجھکو چھوڑ دیا - ساری رشتہ داریان - ساری دوستیان - سارے تعلقات سارے منصوبے یک قلم سب نذارد ہو گئے - آزادی حاصل ہو گئی - خیال جانان کا مزہ خوب حاصل ہوگا - بہت اچھا ہوا وہان یہ خرابی تھی کہ غیرون مین خیال جانان کو آنا پڑتا تھا - ہان ہان یہی وجہ تھی کہ وہان میری پیاری معشوقہ کا خیال میرے دل مین بہت کم آتا تھا وہ تو بڑی باعفت اور پاکدامن اور شریفانہ عصمت والی ہے اوس کا خیال بھی غیرون مین نہین آسکتا تھا نخیر ان لوگون سے تو اب نجات مل گئی جو خیال یار کے

آنے مین مخل ہوا کرتے تھے۔ ہان مگر اوسکا خیال خود میرے دلمین کیون آتا ہے؟ مین بھی تو نامحرم ہون۔ کیا عشق نکاح بھی کر دیا کرتا ہے؟ نہین ایسا تو نہین ہے ہاے تو اب وہ میرے دلمین بھی نہ آئے گی؟" فرخ کے چہرے پر ایکبارگی حسرت برسنے لگی بڑی مایوسی کے ساتھ سر جھکا لیا۔ "دیکھون دلمین اوسکا خیال ہے" ایک لمحہ پھر اپنے دلمین آپ ہی غور کرتا رہا۔

"نہین بالکل نہین۔ ہائے ابتک ہر ہر کونے مین ڈہونڈھ ڈالا کہین نہین ہے" یہ جملہ کہتے وقت فرخ کی آنکھ سے دو ایک آنسو ٹپک پڑے۔ آنکھ اوٹھا کر جو دیکھا تو اپنے تئین ایک سنسان میدان مین پایا کچھ تھکن کچھ اوس پچھلے خیال کی مایوسی۔ کچھ گھربار اور عزیز و آشنا کے چھٹنے کا فطری اور نیچرل غم و الم ان سب باتون نے ملکر ایسا اثر ڈالا کہ پاس ایک شہتوت کا درخت تہا۔ فرخ اوسکے سائے مین ایک بڑے پتھر سے تکیہ لگا کے بیٹھ گیا اور ادہر اودہر نظر دوڑانے لگا۔ سامنے شمال کیطرف ایک خوبصورت پہاڑی تھی جو دور سے نہایت ہی سڈول اور خوشنما نظر آتی تھی۔ فرخ کے قریب سے اوس پہاڑی تک ناہموار زمین چلی گئی تھی جسپر نگاہ دوڑاؤ تو نظر بڑی بڑی چٹانون کی ٹھوکرین کہاتی ہوئی جاتی تھی۔ دہوپ تیزی پر تھی اور آفتاب نصف النہار سے کچھ مغرب کیطرف ہٹ گیا تھا۔ میدان کی اونچی اونچی چٹانون کے مغربی پہلو کڑی دہوپ مین چمک رہے تھے اور اونکے مشرقی جانب کچھ تھوڑا سا سایہ پڑا ہوا نظر آتا تھا۔ جس مین بعض بعض جگہ کوئی کوئی جنگلی خرگوش ستانے کے لیے بیٹھا ہوا تھا۔ گائین بھینسین ادہر اودہر پھیلی ہوئی تھین۔ اور دہوپ مین پژمردہ ہوتی ہوئی گھاس کو ڈھونڈھکر چر رہی تھین۔ چرواہے کہین کہین درختون کے نیچے اپنی کملی بچھائے لیٹے تھے۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ طیور بھی درختون کے پتون مین چھپے ہوئے چپ چاپ بیٹھے تھے۔ آواز آتی تھی تو مویشیون کی جو چرتے چرتے بعض دفعہ بول اوٹھتے تھے۔ ہوا بھی رکی ہوئی تھی دور دور پر ادہر اودہر کوئی سیاہ گنبد نظر آجاتا تھا۔ جسکے نیچے اگلی دنیا کے لوگ آرام کر رہے تھے۔ فرخ ایک تو اتنی دور چلنے سے ماندہ ہو گیا تھا دوسرے اوسکے خیالات نے بھی اوسے بہت کچھ تھکا دیا تھا کچھ دیر اس وحشت ناک سمان کی کیفیت دیکھکر پاؤن پھیلا کے لیٹ گیا لیٹنا تھا کہ نیند آگئی۔

ہائے ! عشق عجب چیز ہے۔ یہ وہی فرخ ہے جسکو ابھی کچھ دیر پہلے اپنی کوٹھی کی عمدہ سجی ہوئی مسہری اور ہوادار ٹھنڈے کمرے مین نیند نہین آتی تھی۔ اب دیکھو کس آرام سے جلتی ہوئی زمین پر ایک پتھر کا تکیہ لگائے سو رہا ہے یہان اُسکے خدمتگار نہین ہین کہ اوسنے پنکھا کھینچنے کو کہے۔ اُسکے دوست نہین ہین کہ اُنکی بامذاق باتون مین دل بہلے۔ باغ نہین ہے کہ تر و تازہ اور خوشنما پھول اوسکی دلچسپی کا ذریعہ ہون مگر خدا جانے عشق نے کیا دلبستگی پیدا کر دی کہ وہ بڑے چین سے سو رہا ہے۔ دیر کا تھکا ماندا آنکھ کب کھلی ؟ جب اوسکی نگاہ کو سیر کرانے کے لیے دھوپ کی گرم روشنی کے عوض چاندنی تمام میدان مین کھیت کیے ہوے تھی۔ رات کا پہلا پہر گذر چکا تھا۔ گو کسیطرف سے گھڑیال کی آواز نہین آتی تھی مگر تقریباً نو بج چکے ہونگے۔ فرخ آنکھ ملتا ہوا اوٹھا اور اپنی لمبی نیند پر کسی قدر حیرت کی دلمین کہا اب رات ہوگئی آؤ گھر پلٹ چلین۔ سب کا اضطراب ایکطرف والدہ نہایت بیتاب ہو رہی ہونگی۔ نہین۔ مین نے تو سب کو چھوڑ دیا۔ اب دُنیا مین میرا کوئی نہین ہے۔ تو پیاری ہائے ! اُسکا نام کون ؟ میری بدنصیبی دیکھو کہ نام بھی نہین معلوم۔ غرض وہی ہے۔ اتنی دیر سویا کیا وہ خواب مین بھی نہین آئی۔ ہائے ! اُسکی پاکدامنی اُسے اجازت ہی نہ دے گی کہ میرے خواب و خیال مین آئے " یہ خیال کرکے چاندنی پر نظر ڈالی تو بالکل بے لطف معلوم ہوئی۔ اوس کی روشنی پر ایک ایسی بھیانک تیرگی غالب آگئی کہ فرخ کو خوف معلوم ہونے لگا۔ سہم کے کہنے لگا " لوگ سچ کہتے ہین کہ فراق کی رات بڑی ڈراونی ہوا کرتی ہے۔

فرخ ایسا خوفزدہ ہوا کہ دل مین سوچنے لگا مین اب رات کہان بسر کرون ؟ چاندنی مین ایک سیاہ گنبد کسی قدر نزدیک معلوم ہوا۔ وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور اُسی طرف کو روانہ ہوا۔ ہر ہر قدم پر ڈرتا جاتا تھا اور قدم بڑھائے چلا جاتا تھا۔ راستے کے نشیب و فراز جگہ جگہ پر اُگی ہوئی خار دار جھاڑیون سے اُسکو بڑی تکلیف ہوئی۔ گو اُسکے انگریزی کپڑون پر کانٹے کم موثر ہوتے تھے مگر خواہ مخواہ جھاڑیون سے بچنے اور بڑے بڑے چٹانون کے طے کرنے مین کچھ غیر معمولی

وقفہ ہو ہی جاتا تہا۔ آخر یہ سب مصیبتین جھیلکر اُس مقبرے مین پہونچگیا۔ فرخ کے داخل ہوتے ہی اُسکے اندر سے کوئی جانور زور سے نکل کر بہاگا۔ نیچے کے حصے مین جنگلی کبوترون نے آشیانے لگائے تھے وہ بھڑکے اور آشیانے چھوڑ چھوڑ کر بہاگے ان باتون سے اگرچہ فرخ کسی قدر خوفزدہ ہوا مگر دل کڑا کرکے اندر کی پختہ مگر ٹوٹی ہوئی قبر سے تکیہ لگا کے بیٹھ گیا۔ چمگادڑون کے اُڑ اُڑ کر آنے جانے اور در و دیوار کی بے مرمتی اور بالکل غیر آبادی مین واقع ہونے کے باعث اس مقبرے کی اندرونی صورت مُہیب ہو رہی تھی۔ اتنے مین ہوا چلی اور بجلی چمکنے لگی۔ بادل زور سے گرجنے لگا ہوا نے تہوڑی دیر فرّاٹے بہرے ہونگے کہ ابر خوب گہر آیا۔ گہٹا ٹوپ اندہیرا چھا گیا۔ چاندنی غائب ہو گئی۔ آسمان کالے کالے ابر کے باعث نہایت ہی مُہیب معلوم ہونے لگا۔ مقبرے مین یہ کیفیت تہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا تہا۔ فرخ کو اور خوف معلوم ہوا۔ فرخ اگر اپنی معشوقہ کے خیال مین غرق ہو جاتا تو اُسے خبر ہی نہ ہوتی۔ مگر اب اوس کے ذہن مین تہا کہ میری پاکدامن معشوقہ کا خیال ہی مجھ سے نا محرم کے دل مین نہ آئے گا غرض وہ خوفزدہ ہو کے مقبرے سے ٹٹول ٹٹول کے باہر نکلا۔ اور میدان مین آکر بیٹھ گیا۔ بارے شب ہجر بڑی مُہیب چیز ہے یہ اُدہر کا کیا کیا خیال آتا ہے اُفوہ اتنا ضعیف کیا عاشقی مین مجھے بہوت پلیت کا بھی قائل ہونا پڑیگا نہین نہین اسکا قائل نہین مگر سامنے یہ کیا چیز ہے کیا بہوت وغیرہ دنیا مین اگر ایسی چیزین ہین تو اس مقام پر انکا ہونا ضروری ہے۔ پانی زور زور سے برسنے لگا۔ فرخ بھیگ گیا اوٹھا اور پہر مقبرے کو چلا متفکر تہا کہ دروازہ کہان ہے بڑے زور سے بجلی چمکی اور وہ لپک کر دروازے کے پاس پہونچگیا پہلے وحشت سے مقبرے کی اندرونی ہیبتناک صورت کو دیکھا مگر پہر دل مضبوط کرکے اندر چلا گیا۔ موسلادہار پانی پڑنے لگا۔ فرخ اندر لیٹ گیا۔ کچھ دیر تو ڈرتا رہا مگر آخر یاد جانان نے اوس کا دل بہلانا شروع کیا۔ بس اتنے سہارے کی ضرورت تہی بیچارے جوان نے اسی دُھن مین صبح کر دی۔

صبح کا بادل سب نکل جا چکا تہا۔ آسمان کُھل گیا تہا اور چاندنی اپنی پوری

روشنی سے لق و دق سنسان میدان کو نورانی بنائے ہوے تھا۔ مگر آفتاب کی ابتدائی روشنی سے جو مشرق کی جانب نمودار تھی اوس کی روشنی پھیکی اور ماند پڑتی جاتی تھی۔ ستارے آنکھون ہی آنکھون مین رخصت کی ایک مایوسانہ نگاہ سے زمین کی کیفیتون کو دیکھ رہے تھے۔ چڑیون نے آشیانون سے چہچہانا شروع کیا۔ اور کوّے اپنی کرخت اور سب پر غالب آواز سے صبح کی نمودار ہونے کی خبر ہر طرف پہونچانے لگے۔ فرخ نے مقبرے سے نکلکر یہ کیفیت دیکھی اور دل مین کہنے لگا "اب مین کہان جاؤن ؟ گو صحرا نوردی مین خیال جانان سے زیادہ لطف حاصل ہونے کی اُمید تھی مگر پیاری معشوقہ کے ملنے کی آس ہے تو شہر ہی مین۔ وہین چلنا چاہیے" یہ کہہ کے فرخ شہر کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی دُور گیا ہوگا کہ کہنے لگا "نہین شہر مین لوگ پہچان لین گے پھر اونکے ہاتھ سے نجات ملنا دشوار ہو جائے گی" راستے ہی سے پلٹا اور ادہر اُدہر پہاڑیون کے دامن اور چٹانون کے پہلوؤن مین بیٹھ بیٹھکر شام کر دی۔

فرخ نے اس حالت ہی مین تین دن گزار دیے۔ باہر کی سڑکون کے کنارے کنارے شہتوت پھیلے ہوے تھے۔ بس انہین کے اوپر اُسکی زندگی تھی۔ یہ تین روز اوس کے دل مین نئے نئے مختلف خیالات پیدا کرتے رہے۔ کبھی وہ شہر کا قصد کرتا کبھی گھر کا۔ اور صحرا نوردی کا شوق سب پر غالب آجاتا تھا۔ چوتھے روز نہ رہا گیا شہر مین آیا۔ شام تک ظفر شاہ کی مسجد کے قریب والے جنگل مین رہا۔ کبھی مسجد مین آیا اور کبھی پھر جنگل مین چلا گیا شام ہو چکی تو وہ کوے جانان کی طرف چلا۔ راستے مین دل ہی دل مین طرح طرح کے خیالات آتے تھے اور چلے جاتے تھے آخر کہنے لگا اُس مکان سے تو مجھے نفرت ہو گئی اُسی مین مہدی نے ایک فاحشہ کو میری معشوقہ کے مقام پر لاکر اوسکی عصمت پر دھبہ لگانے کی کوشش کی تھی۔ نہین مین اوس مکان کو نہ دیکھون گا۔ یہ کہا اور راستے ہی سے پلٹ پڑا۔ پھر اوسی مسجد کو چلا۔

جنگل بہار پہ تھا۔ چاندنی کا عکس اُسکی منتشر ٹہنیوں سے چھن چھنکر بڑے لطف کے ساتھہ زمین پر پڑ رہا تھا اور تنہا ایک فرخ تھا جو اس چاندنی کا لطف اوٹھانے کے لیے ہر طرف پھرتا تھا۔ دُور سے ایک صورت نظر آئی ”یا اللہ یہ کون ہے؟ اور دیکھو آگے بڑھتا آتا ہے کیا بھاگ جاؤن؟ مگر مین تو یا وحشیانہ مین سر بکف ہو رہا ہون!“ ”تم کون ہو؟“

فرخ اپنا خیال پورا ابھی نہین کرچکا تھا کہ وہ شخص سر پہ آپہونچا اور چلّا کے پوچھا تم کون ہو؟“

فرخ نے غور سے دیکھا تو ایک شخص معمولی کپڑے پہنے ہوے نظر پڑا اوس نے کہا میری نہ پوچھیے مین تو ایک وحشی مزاج آدمی ہون۔ آپ اپنی تعریف کیجیے آپ کا اسم شریف؟“

شخص ”محمد حسین کہتے ہین جنگل مین ڈر معلوم ہوتا تھا خوب ہو آپ سے ملاقات ہوگئی“

فرخ ”آپ یہان کس غرض سے آئے تھے؟“

محمد حسین ”حماقت اور کیا غرض کرون۔ دو گھڑی دن رہے یہان پاس کے باغ مین تفریح کے لیے چلا آیا تھا بڑھتے بڑھتے جمنا کے کنارے چلا گیا وہان کچھ ایسا دل لگا محویت کے عالم مین سیر دیکھتا رہا بس اب وہان سے اوٹھا ہون آئیے چلیے“

فرخ ”میرا آپ کا کیا ساتھہ۔ مین خدا جانے کہان جاؤن گا۔ ہان ایک بات عرض کرتا ہون؟ آپ قبول فرمائین تو مین بڑا ممنون ہونگا“

محمد حسین ”فرمائیے فرمائیے۔ مین بسر و چشم حاضر ہون“

فرخ ”حضرت مین کچھ مصلحت سے اپنے تئین چھپایا چاہتا ہون اور یہ میرے کپڑے کم بخت نہین چھپنے دیتے۔ اگر آپ اتنی تکلیف گوارا کرین کہ میرے لباس کو آپ قبول کرین اور اپنے کپڑے مجھے مرحمت فرمائین تو مین نہایت ممنون ہونگا مگر اس وضع کو آپ کیون پسند کرنے لگے“

محمد حسین ”میرا تو اس مین کوئی ہرج نہین بلکہ مین نے بارہا انگریزی کپڑے پہنے بھی ہین جب سے مین نے انگریزی مشروع کی تھی اوسی زمانے سے کبھی

ان کپڑون کا شوق پیدا ہو گیا تھا مگر وہ ایسی کیا ضرورت ہے کہ آپ ان کپڑون کو جدا کرنا چاہتے ہین؟"

فرخ "کوئی تو ضرورت تھی اب آپ مہربانی کرکے قبول فرما لیجئے"

محمد حسین "مجھے کچھ انکار نہین" اسکے بعد دونون نے باہم کپڑے بدل لیے۔ فرخ نے محمد حسین کے کپڑے پہنے اور محمد حسین نے فرخ کا کوٹ ڈاٹا"

فرخ "انگلی سے ایک فیروزے کی انگوٹھی اُتار کے" ہان لیجیے اسے بھی آپ قبول کیجیے مین ان سب چیزون کو اب فضول سمجھتا ہون"

محمد حسین "مجھے لینے مین انکار نہین مگر بے ضرورت اس کی مجھے جرأت نہین ہو سکتی"

فرخ "آپ لین تو سہی یقین کہین ان چیزون کو بالکل فضول سمجھنے لگا ہون آپ نہ قبول کرینگے تو مین پہینک دون گا۔ لہذا مناسب یہی ہوگا اگر آپ قبول فرما لین" محمد حسین نے انگوٹھی لے لی اور فرخ اوس سے رخصت ہوکے روانہ ہوا۔

محمد حسین "پھر مین چاہون تو آپ سے کہان نیاز حاصل ہوگا"

فرخ "نہین اب مجھ سے کبھی ملاقات نہ ہوگی۔ مین ایک خانہ بدوش آدمی ہون۔ یہ کہہ کے چل دیا۔ اتنے مین ابر گھر آیا اور اندھیرا چھا گیا۔

مسعود اپنے دوست آغا اور بہادر علی کے ساتھ فرخ کی خبر سُنکر یہان آیا تھا محمد حسین کو دُور سے دیکھا۔ اندھیرے مین صرف کپڑون اور وضع کا خیال کرکے سبھون نے محمد حسین پر حملہ کیا اور وہی چار وارون مین اوس کا کام تمام کر دیا۔

آغا کی تلوار سے غریب محمد حسین کا ہاتھ کٹ کے دُور جا گرا اور مسعود نے اسکے سر پہ بڑا گہرا وار کیا جس سے وہ تیورا کر گرا گرتے ہی تینوں آدمیون نے تلوارون سے قیمہ قیمہ کر ڈالا۔ ویسے ہی اونکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی اور مصلحتاً جنگل مین چھپ گئے۔ کئی گھنٹے تک وہ خوف سے نہین نکلے آخر اوسکی لاش اوٹھا لے گئے اور جمنا کی ریتی مین ایک پوشیدہ مقام پر

دفن کردی اور اوپر سے بالو برابر کرکے پانی اوسکے بہادیا کہ بالو بالکل برابر ہو جائے۔ بیچارا محمد حسین بے گناہ بے قصور مارا گیا۔ پو پھٹنے کے بعد اوسکی لاش قتل گاہ سے اوٹھائی گئی تھی اس بیکسی پر یہان کوئی رونے والا نہ تھا۔ ہان شبنم کے قطرے جو سوگوار آسمان کی آنکھون سے ٹپکے تھے وہ البتہ دیر تک ہری ہری گہانس پر جہلکتے رہے۔

فرخ نے اس مقام سے نکلکا قصد کیا اب دہلی کی طرف رخ ہی نہ کرونگا اوسے کیا معلوم کہ محمد حسین پر کیا گذری۔ وہ دہلی سے روانہ ہوا اور تیسرے روز میرٹھ پہونچا۔ میرٹھ کی لمبی اور کشادہ سڑک پر اپنے دل ہی دل مین پیاری معشوقہ سے باتین کرتا چلا جاتا تھا کہ پیچھے کی طرف سے آواز آئی۔

"حضرت تسلیم"

فرخ نے اضطراب کے ساتھ پلٹ کے دیکھا۔ ایک شخص کی صورت نظر پڑی جو اوسکی طرف دیکھہ رہا تھا۔ فرخ نے بہت غور کیا کہ یہ کون شخص ہے مگر کچھہ یاد نہ آیا۔ اوس شخص نے پھر پوچھا "آپ کا اسم شریف"

فرخ "میرا نام فرخ ہے مگر مین نے آپ کو پہچانا نہین"

شخص "مجہکو آپ سے نیاز تو نہین حاصل مگر مین نے غالباً آپ کو دہلی مین دیکھا تھا"

فرخ "جی ہان دیکھا ہوگا۔ مین تو دہلی رہتا ہی تہا۔ کیا آپ کا مکان بھی وہین ہے؟"

شخص "ہان میرا بھی مکان دہلی مین ہے" "مین آج ہی کی ڈاک گاڑی مین وہان سے آیا ہون۔ آپ نے اپنا نام فرخ بتایا نہ؟"

فرخ "جی"

شخص "مجھے حیرت ہے کہ انعام کا رئیس زادہ وہان تین روز ہوے مار ڈالا گیا شہر بہر مین تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اوسی کے دو بھائی مسعود اور مقصود قتل عمد کے جرم مین ماخوذ ہوے ہین۔ ظفر شاہ کی مسجد نہین ہے؟ وہ سرکاری باغ کے پاس اوسکے نزدیک جو جنگل ہے اوس مین یہ حادثہ ہوا۔

فرخ حیرت سے اوس شخص کی صورت دیکھنے لگا اور کچھہ دیر بعد کہا مین واقف

نہین ہون وہ کوئی اور فرخ ہونگے"

شخص "معاف کیجیے گا- مین نے ایک دفعہ اُن مرحوم کو دیکھا تھا آپ پر اونہین کا دہوکا ہوا وہ بھی دہلی مین رہتے تھے اور آپ ہی کی ایسی صورت تہی- اچھا تو رخصت- چلا گیا-

فرخ- (دل مین) "عجیب خبر سُنی- میرے ہی بہائی گرفتار ہین اوسی روز مین ہی رات کو اوس جنگل مین تھا- خدا جانے کسکو مار ڈالا- بیچارا محمد حسین تو نہین مارڈالا گیا- وہ میرے کپڑے بھی پہنے تھا- اوسی پر میرا دہوکا ہوا ہو گا مگر لاش سے نہ کہُل گیا ہو گا- شاید لاش چہپا دی ہو- ہاے محمد حسین کے ساتھ مین ہی نے دشمنی کی- اوسکو مسعود مقصود نے نہین مارا اوس کا قاتل خود مین ہون- اب مسعود کے بچانے کی ترکیب کرنی چاہیے وہ میرے ہی قصاص سے اپنی جان دیتا ہے- گو حقیقت مین خدا کسی اور مظلوم کا بدلہ لیتا ہے مگر نام تو میرا ہے- ہان اب یہان نہی ٹھہرنا ٹہیک نہین یہان بہت لوگ مجھے جانتے ہونگے اور اس قتل کے حادثہ کی خبر سُنین گے تو مجھکو کسی طرح اون سے رہائی نہ ملے گی- یہ کہہ کے فرخ میرٹھہ سے باہر نکلا اور پا پیادہ آگے روانہ ہوا غرض صحرا نوردی کرتا اور راہ عشق کی کڑی منزلین جہیلتا لاہور پہونچا لاہور پہونچ کے فرخ ٹھہر گیا- پہلے اوس نے ایک خط مسعود کے وکیل کو لکھ بہیجا جو اس سے پہلے عدالت کے سامنے پیش ہوا تہا اور ایک مسجد مین سکونت اختیار کی- محلہ کے عالی ہمت مسلمانون کی فیاضیون پر بسر کیا کرتا اور دن بہر شہر کی سیر اور کوچہ گردی مین بہلایا کرتا-

آٹھوان باب

مہدی لاہور کے بازارون مین سیر کر رہا ہے ہر ہر مقام پر ٹھہر کر تردد کے ساتھ غور سے دیکھتا جاتا تھا- دل مین کہہ رہا ہے "اب کہان تلاش کرون اتنا بڑا عالی شان شہر کسی سے جان پہچان نہین- کدہر جاؤن- کس سے ملون- فرخ کی وحشت ان دنون بہت زورون پر ہے- نہ تو وہ ہوٹل مین

ٹھہرا ہوگا۔ اور نہ کسی کے مکان پر ملنے کی اُمید؟ یہ تو ممکن نہین کہ کسی کے گھر پر ٹھہرا ہو اور پہر خدا جانے یہان ہو بہی کہ نہ ہو کون ٹھکانا؟ چاہ رہا ہو جس کے مزاج مین وحشت سما گئی اوس کی باتون کا کون قیام اور ابہی اُسکا کیا اعتبار کہ وہ زندہ ہے مسعود اور اُسکے وکیل کا کون ٹھکانا؟ جعلی خط بنا لیا ہو۔ مگر سمجھہ مین نہین آتا۔ خط تو فرخ کے ہاتھہ کا تہا۔ یہ کون آتا ہے؟ مجھے تو فرخ ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہان کوٹ بہی اوسی کا معلوم ہوتا ہے وضع کے علاوہ صورت بہی اُسی کی سی ہے" وہ شخص بالکل قریب آگیا۔ نہین برا ہو کا ہوا۔ یہ تو کوئی اور شخص ہے۔ کہین پتہ نہین لگتا۔ کیا مجھے مایوس ہی پلٹنا پڑیگا"

مہدی جسوقت ریل سے اُترا تہا اُسی وقت سے دو بجے تک برابر سڑکون اور گلیون کی خاک اُڑاتا پہرا مگر فرخ کا کہین پتہ نہ لگا۔ ایک تو پہرتے پہرتے تھک گیا تہا۔ دوسرے بھوک کا غلبہ ہوا۔ مجبوراً سرا مین جاکے ٹھہر گیا اور کوئی بندوبست نہین ہو سکتا تہا بازار سے پوریان منگوا کے کہائین۔ کچہہ دیر لیٹا رہا۔ اور پہر اوٹھہ کے فرخ کی تلاش مین روانہ ہوا۔ ایک گہنٹہ بہر سڑکون پر پھرا آخر دل مین کہا "فرخ کی طبیعت آباد مقامون مین نہ لگتی ہوگی۔ آؤ شہر سے باہر نکل کے صحراؤن اور جنگلون مین ڈہونڈہون" یہ خیال کرکے مہدی شہر کے پہاٹک سے باہر نکلا اور دیر تک میدانون مین پھرا کیا" اہاہا! کیا ٹھنڈی ہوا ہے! انسان کیسا ہی متفکر ہو یہان ضرور دل بہل جائے" نگاہ اوٹہا کے جو دیکہا تو وقت بہی کچہ ایسا سُہانا تھا کہ دل بے اختیار ہو گیا۔

اسوقت تقریباً ساڑھے چہہ بجے ہونگے برسات کے دن اس وقت تمام ہی ہونے کو ہوتے ہین۔ رخصت ہونے والا زرد مایل آفتاب اپنی دھوپ کا سُنہرا زیور پہنا کے دُنیا کے قدرتی حُسن وجمال کی بہار نگاہ واپسین مین سے دیکہہ رہا تہا۔ درختون کے سائے کسی کے زلفون یا بیمار کی اُمیدون کی طرح اپنی حد سے بڑھتے جاتے تھے۔ آفتاب کی

ماند اور تھکی ہوئی کرنین اُن پتون پر پڑ رہی تھین جنکی سبزی ہواے سرد کے باعث زیادہ شگفتہ ہو گئی تھی۔ دریاے راوی بڑے زور شور سے جنوب کی جانب بہا چلا جاتا تھا۔ بارش نے راوی کے حوصلے اسقدر پورے کر دیے تھے کہ وہ جیسے اپنے کنارون سے اُبلا پڑتا تھا۔ اُس پار کے لمبے درختون کے لمبے سلئے جابجا سطح آب پر پھیلے ہوے تھے۔ اور اُن کے بیچ بیچ مین آفتاب کی شعاعین اپنی جھلک دکھا رہی تھین مگر ہواے سرد کے جھونکون سے پانی کا لہرانا آفتاب کی شعاعون اور درختون کے سایون دونون کو ملا کر نہایت دلفریب کیفیت دکھا رہا تھا۔ طیور اپنا ہوا کا راستہ کچھہ عجیب جوش اور اضطراب کے ساتھہ طے کرتے جاتے تھے۔ مویشی صحرا سے واپس جا رہے تھے۔ شمال کیطرف شہر لاہور کی بعض بلند عمارتین اور مسجدون کے مینار دکھائی دیتے تھے اور ان کی سفیدی پر زردی مایل دہوپ بڑی خوشنمائی سے پڑ رہی تھی۔

یہ دلچسپ کیفیت دیکھہ کے مہدی سے نہ رہا گیا وہ دریا کے کنارے کچھہ دیر کے لیے ٹھہر گیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ کچھہ فاصلے پر بیٹھا دریا مین وضو کر رہا ہی اس شخص کی پابندی اصول مذہب سے مہدی کے دل مین اسلامی جوش پیدا ہوا۔ دل مین کہنے لگا "افسوس ہے ہماری قوم پر کہ خدا کے یاد کرنے کے ان آسان اور مناسب طریقون کو بھی بالکل بے توجہی سے دیکھتی ہے ہمارے موجودہ نوجوان عموماً ارکان مذہب سے بے پروا ہین۔ اس سے کچھہ دنون پہلے نسل اسلامی اگر فرائض مذہب سے لاپروا بھی تھی تو ابھی سستی اور کاہلی کے باعث۔ مگر موجودہ تعلیم یافتہ نسل ایک تمرد اور تحقیر کے ساتھہ چھوڑتی جاتی ہے اسلام کے لیے اس سے زیادہ بے وقعتی کا کون زمانہ ہوگا کہ اوسکے فلسفیانہ اصول پر خود اوسکی کمظرف اور ناسمجھہ نسل استہزا کرے" اب مہدی نے دیکھا تو وہ شخص وضو کر چکا تھا اور کسیقدر بے فکرمندی اور بے توجہی کے ساتھہ رومال سے مُنھہ پونچھہ رہا تھا۔ آخر اوسنے اپنا رومال بچھایا اور نیت باندھہ کے نماز پڑھنے کو کھڑا ہو گیا۔ مہدی بھی پانی کے قریب گیا اور

بیٹھکر وضو کرنے لگا۔ دل مین کہتا جاتا تہا "اللہ اکبر! عبادت کے لیے یہ کتنا مناسب وقت ہے! اصل تو یون ہے کہ اگر مزاج مین ذرا بہی صلاحیت ہو تو اسوقت کی دلربا کیفیتین دیکھکر انسانی فطرت کا مقتضا ہے کہ پروردگار عالم کو یاد کرنے لگے واقعی یہ وقت خالق ارض وسما کی کاریگریان پیش کرنے کے لیے ہر جگہہ کو فطرت کی ایک نمایش گاہ بنا دیتا ہے۔ سبحان اللہ جل جلالہ" مہدی وضو کرکے اُٹہا اور مُنہ پوچہتا ہوا ادہر کو روانہ ہوا جدہر وہ شخص نماز پڑہ رہا تہا۔ جب تک مہدی پہونچے پہونچے وہ دوسرے سجدے مین جا چکا تہا مہدی نے جہٹ پٹ اوسکے پیچہے نیت باندہی اور سجدے مین چلا گیا۔ وہ شخص اُٹہا اور دوسری رکعت شروع کی جیسے ہی اوسنے باواز بلند قراءت شروع کی مہدی کو سخت حیرت ہو گئی۔ تعجب اور خوشی دونون کے یک بیک پیدا ہو جانے سے مہدی کو نماز بہولی جاتی تہی۔ اوسکی نگاہ بار بار کن انکہیون سے امام کی صورت دیکہنا چاہتی تہی مگر نماز نے بے بس کر دیا۔ وہ نماز کے واسطے ہاتہہ باندہے کہڑا دل مین کہہ رہا تہا "یہ آواز تو بالکل فرخ ہی کی معلوم ہوتی ہے۔ این ذرا فرق نہین! فرخ ہی تو نہین ہے؟ کن انکہیون سے دیکہا صورت صاف نہین معلوم ہوئی "خدا کرے فرخ ہی ہو۔ آواز مین کسی مقام پر فرق نہین ہے۔ خوب ملاقات ہوئی" غرض کسی طرح نماز مین مہدی کا دل نہین لگتا تہا۔ امام نے نماز پوری کی اور سلام پہیر کر دعا مانگنے لگا۔ اور مہدی کی چونکہ ایک رکعت چہوٹ گئی تہی وہ اُسکے پورا کرنے کے لیے اوٹہہ کہڑا ہوا۔ امام نے دعا سے فراغت کرکے پلٹ کے دیکہا کہ کون شخص اوسکے ساتہہ نماز پڑہ رہا ہے مگر دیکہنا تہا کہ نقش حیرت ہو کے رہگیا۔ دل مین "یہ تو مہدی ہے۔ بڑی خرابی ہوئی۔ اب مجہے اسکے ہاتہہ سے نجات ملنا دشوار ہے عجب طرح پر ملاقات ہوئی۔ آؤ جب تک یہ رکعت پوری کرے مین کسی طرف چلدون۔ مگر اب کہان جا سکتا ہون" یہ ایک عجیب وقت تہا۔ اُدہر مہدی جلدی جلدی رکعت تمام کرنے کی فکر مین تہا اور دل مین بہزاد ہا شوق جوش مار رہے تہے اودہر فرخ دل ہی دل مین شرمندہ تہا چلے آنے کے بدلنے سوچ رہا تہا

مگر کوئی بات بن نہ آتی تھی۔ آخر مہدی کو فرض سے فراغت ہوئی اور سلام
پھیرتے ہی جو کام پہلے اوسنے کیا یہ تھا کہ ایک بے اختیاری کی عجلت سے
بیٹھے ہی بیٹھے فرخ سے لپٹ گیا۔ دونون کچھ دیر تک بغلگیر رہے۔ فرخ نے
اپنے شانون پر کچھ گرمی اور نمی پائی جس سے وہ سمجھا کہ مہدی کے آنسو بہ رہے
ہین آخر فرخ نے مہدی کو جدا کیا۔ دونون نے ایک دوسرے کو کچھ ایسی حسرت
واندوہ کی نگاہ سے دیکھا کہ دل ہی جانتے تھے۔

مہدی۔ "واہ فرخ! واہ! تم سے ایسی اُمید نہ تھی۔ تم کیا جانو کہ جن لوگون کو
تم چھوڑ آئے ہو اونپر کیا گزر گئی۔ یون تو سب ہی حسرت نصیب ہو رہے ہین
مگر تمہاری والدہ۔ ہائے اُنکی حالت بیان نہین ہو سکتی۔ مجھے تو حیرت ہے
کہ اس وقت تک زندہ کیون ہین بس اسکے سوا اور کیا کہا جائے کہ تم کو
دیکھکے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنا اُنکی قسمت مین تھا۔

فرخ۔ (آبدیدہ ہوکے) "تم کیون میرے دلکو صدمہ پہونچاتے ہو۔ ہائے تم سے
مین نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مین اب وہ فرخ نہین ہون۔ ہائے پہلے تمکو میری
صحبت مین خوشی حاصل ہوتی تھی مگر اب افسوس کے سوا کچھ نہین ہے۔
مہدی مین تمہین بہت عمدہ صلاح دیتا ہون کہ دل کڑا کرکے ایک ہی دفعہ
میری جانب سے صبر کر لو۔ اب میری صورت۔ میری حالت۔ میرا نام یاد کرکے
سوا غم واندوہ کے تمکو کچھ نہ حاصل ہوگا۔ کیون اپنی عیش کو خاک مین ملاتے ہو
امان جان کی خدمت مین میری طرف سے ہاتھ جوڑکے کہدینا کہ اب آپ یہی
سمجھے کہ فرخ گیا۔ یہ صحیح ہے کہ مجھے اُنکی اطاعت کرنا چاہیے مگر ہائے جب مین
اپنے بس مین بھی ہون"

مہدی۔ "اب یہ نہ ہوگا۔ فرخ تم سوچو تو کہ کتنون کو بے چھری حلال کر آئے
ہو۔ تمہاری والدہ ایک طرف۔ تمہاری پھوپھی ایک طرف۔ اونکا یہ عالم ہے
کہ اُٹھتے بیٹھتے روتے ہی گزرتی ہے۔ کہتی ہین کہ اپنی لڑکی کی اب کہین شادی
ہی نہ کرونگی اُسکی عمر یون ہی رنڈاپے مین گزر جائے گی۔ وہ تو کہو کہ تمہارے
خط سے کچھ آنسو پچھے ورنہ خدا جانے اب تک کیا ہو گیا ہوتا۔ سب تو سب

اپنے ساتھ کیا اُس معصوم کی بھی زندگی خراب کردیگے جو تمہارے ساتھ منسوب تھی؟ ہان یہ معاملہ کیا تھا آجتک کچھ حال نہین کھلا۔ کون مار ڈالا گیا؟ اور تمہاری انگوٹھی اس کے ہاتھ مین کیون نکلی؟"

فرخ۔(استعجاب سے) "میری انگوٹھی تھی؟"

مہدی "لاش تو ملی نہین۔ مگر ایک ہاتھ کٹا ہوا ملا جسمین تمہاری فیروزے کی انگوٹھی تھی۔ اس سے لوگون کو تمہارا دھوکا ہوا۔ خداوندکریم نے بڑی مہربانی کی کہ مین اب تم کو صحیح و سالم دیکھتا ہون۔

فرخ "ہاے میرے دھوکھے مین میرا ایک دوست مار ڈالا گیا۔ اوس نے مجھپر بڑا احسان کیا تھا دیکھو مہدی یہ مین اوسی کے کپڑے پہنے بیٹھا ہون اور اوسکے بعد فرخ نے ساری داستان بیان کی جسپر مہدی نے نہایت افسوس کیا

فرخ "کیا اچھا ہوتا کہ مین ہی مار ڈالا جاتا"

مہدی "دیکھو ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالو خدا نے بڑا فضل وکرم کیا"

فرخ "ہاے جب دیدار جانان ہی نہ نصیب ہوا تو جینا مرنے سے بدتر ہے"

مہدی "دیدار جانان نہ سہی مگر دیدار جانان کی اُمید مین جینا مرنے سے اچھا ہے؟"

فرخ "کیا بات کہی ہے! مہدی۔ کیا تم بھی کبھی عاشق ہوچکے ہو؟ یہ تو تم نے عاشقون کے دل کی بات کہی"

مہدی "عاشق تو نہین ہوا مگر عشاق کے خیالات سے کسیقدر واقف ہون"

فرخ "تم جانتے ہو تو پھر مجھے کیون اُن تعلقات مین دوبارہ پھنسانا چاہتے جنھین مین چھوڑ چکا ہون۔ کیا تم نہین جانتے کہ میرے دلمین کیسے کیسے خیالات گزرتے ہون گے؟"

مہدی "ہان مین جانتا ہون کہ وہان چلنے کو تمہارا دل کسی طرح نہ منظور کرتا ہوگا مگر میرے نزدیک مذہب عشق مین کسی کی دل شکنی نہین جائز ہے۔ عشاق ہمیشہ اسکا خیال رکھتے ہین کہ کسی کو اُن سے صدمہ نہ پہونچے"

فرخ "اسی لیے تو مین نے بے تعلقی اختیار کرلی"

مہدی "مگر جب اس بے تعلقی ہی سے کسی کی جان پر بن جاے تو؟"

فرخ "پھر اسکی کیا تدبیر کر سکتے ہوں؟"
مہدی "تدبیر! اسے یہ نہین سنتے کہ تمہارے اختیار مین ہے" فرخ چپ ہو گیا مہدی کہہ سنکے اوسے اپنی فرودگاہ پر بلایا۔ بڑی مشکلون سے مہدی نے فرخ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دہلی واپس چلے اوسنے بڑی عمدہ عمدہ حکمتون سے فرخ کی رائے کو پلٹیا۔ اوسکو یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہان یار یا دیدار جانان کی بھی کچھ امید ہو سکتی ہے تو خاص دہلی ہے اور یہی خیال ہے جسپر عشاق اپنی زندگی بسر کیا کرتے ہیں غرض فرخ نے اوسکے دل سے جانی بہروی۔

اب یہ بات تو اسپانی کہ جو ہر ایک رہتے جو شہرین جاتی ہے اوسی پر دہلی کو روانہ ہوئے۔ مہدی دلمین نہایت ہی خوش تھا کہ اپنے سفر مین اوسے کامیابی ہوئی فرخ کے خیالات کچھ اور ہی طرح کے تھے۔ اول تو کبھی اسکا دل جانے کو کہتا تھا اور کبھی نہ جانے کو۔ اور جانے کی صورت مین طرح طرح کے خیالات دلمین پیدا ہوتے تھے "والدہ سے کیا کہونگا؟ چچا کو کیا جواب دونگا؟ پھر کیا پتا کہ بہین کی تو اوسنے کیا انتظام کیا ہوگا؟" اب رات زیادہ آگئی۔ دس بجنے کی آواز رات کی ہوا مین گونجی۔ بچھونے پر جاکے لیٹنے کا وقت تھا خصوصاً ان دونون کو لیٹ رہنے کی زیادہ ضرورت تھی۔ کیونکہ کچھ رات رہتے اسٹیشن پر پہونچنا تھا۔ دونون لیٹے اور آپس مین مختلف باتین شروع کین جو فقط نیند آنے تک دل بہلانے کے لیے ہوا کرتی ہین۔

فرخ "پھر اور مسعود والے مقدمے کا کیا فیصلہ ہوا؟"
مہدی "بہت بڑا مقدمہ تھا۔ بڑی بڑی کوششین کی گئین مگر مسعود کا بچنا مشکل ہے۔ حاکم کی رائے انکے خلاف ہے۔ تمنے بچا دیا تھا مگر کسی کا خون بے بدلہ لیے نہین جاتا ہے۔ مقصود بچ گئے مسعود کے ساتھ ایک اور آدمی"
فرخ "این سو گئے؟ مہدی۔ مہدی؟"
مہدی۔ (چونک کر) "ہان"
فرخ "باتین کرتے ہی کرتے سو گئے؟ مسعود کے ساتھ اور کون ماخوذ ہوا ہے؟"
مہدی "مین آج دن کو اتنا پھرا کہ بالکل شل ہو گیا ہون۔ وہ نہین جنکے وہان

اکھاڑ اتہا؟ اجی وہی نام لو؟ جنکے ہان مسعود اور مقصود بہی کسرت کرنے جایا کرتے تھے؟ ہان ہان آغا"

فرخ:- "آغا؟"

مہدی:- "ہان- ہان وہی- وہ بہی اُنکے ساتہہ ماخوذ ہوے تہے دونوںکے ہاتہہ مین تلوار بہی تہی- اور آغا کی تلوار تو خون آلودہ دیکھی گئی مسعود بہی پناہ امن دریا مین دہو رہے تھے- بہاگ نہ"

فرخ:- "پہر سو گئے؟ مہدی! اچہا سو رہئے- وہان خوب یاد آیا- وہ میری دونون کتابین تو اوس مسجد ہی مین ہین جہان مین رات کو رہا تہا- ایک تو خیر مگر مثنوی کا نسخہ نہایت اچہا ہے ویسا خوشخط اور نسخہ ملنا مشکل ہے- یون چہاپے کی بہت ملتی ہین مگر اوسکی کیا بات ہے صبح کو جانے کی فرصت نہ ہوگی اسی وقت لا رکہون" یہ کہکر فرخ اوٹہا کپڑے پہنے اور چلنے کو ہوا-

مہدی کا نوکر:- "کیا کہین تشریف لے جائیے گا؟"

فرخ:- "مین ابہی آیا- ایک کتاب لانا ہے لے آؤن پہر صبح کو فرصت نہ ہوگی"

نوکر:- "تو مین ہمراہ چلون؟"

فرخ:- "مین ابہی آیا- تمہاری کون ضرورت ہے" یہ کہہ کے چلا گیا- دم بہر کے بعد مہدی کا نوکر بہی پڑکے سو رہا-

قاعدے کی بات ہے کہ تھکن مین بڑی گہری نیند آتی ہے- دم بہر مین گہڑیالی نے دو بجا دیے اور مہدی نے بیدار ہوکے پلنگ ہی پر سے آدمی کو جگایا اور کہا جلدی اسباب باندھکر چلنے کی تیاری کرو" "این فرخ کہان ہین؟ چارپائی تو خالی پڑی ہے"

نوکر:- جی وہ رات کو ایک کتاب لینے کو گئے تھے مین نے کہا مین بہی چلون کہنے لگے تمہاری ضرورت نہین مین ابہی آتا ہون- خدا جانے کیا ہوا کہ ابہی تک نہین آئے"

مہدی (برہم ہوکر) "تو عجب بیوقوف ہے یہ نہ سمجھا کہ وہ وقت کتاب لانے کا کون تہا ہاے! ارے کم بخت مجہی کو جگا دیا ہوتا"

مہدی نہایت ہی پریشان ہوا (دل مین) "بڑی خرابی ہوئی- فرخ ہاتہہ آکے

نکل گیا۔ اب اوسکا پتہ نہ لگیگا۔ ہائے مین یہ نہین سمجھا تہا کہ اوسکے دل سے اوس نے حامی بہری ہے" تھوڑی دیر مین صبح ہوگئی۔ مہدی فرخ کی تلاش مین روانہ ہوا مگر کہین پتہ نہ لگا۔ دو چار روز تک مہدی وہین پڑا رہا اور اندرون شہر اور بیرون شہر کی خاک چہانتا پھرا۔ مگر فرخ کا کہین سراغ نہین ملا۔ آخر مجبور ہو کے پانچوین دن وہان سے دہلی کو روانہ ہوا۔

نوان باب

فرخ جسوقت سرائے سے مہدی کو سوتا چھوڑ کے روانہ ہوا تھا اوسوقت دس بج چکے تھے اسنے باہر نکلکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آسمان خوب صاف ہے تارے چمکتے ہوے ہین۔ برسات کے تارون سے رات نہایت دلفریب سمان دکھا رہی ہے بازارون کا آخری وقت ہے۔ دوکانین بہت سی بند ہو چکی ہین اور باقی بند ہوتی جاتی ہین۔ دوکاندار اپنی اپنی دوکانون کے تختے لگا رہے ہین۔ کوئی کوئی غریب دوکاندار اتفاقی ضرورت سے سودا خریدنے والون کی آس مین بیٹھا ہے نیند کے غلبے سے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین۔ چونکسے چونکسے کے سنبھلتے ہین چراغ کی صورت دیکھ لیتا ہے۔ روز دیر تک دوکان کھلی رکھنے والے حلوائی آدمیون کے ہاتھ تو مٹھائی بیچ چکے اب اپنے اعتقاد مین جنون کی خریداری کی اُمید مین دوکان کی رونق کو دوبالا کرکے بیٹھے ہین۔ بازارون کا شور غل کم ہوگیا ہے۔ سڑکین اکثر جگہ آدمیون سے خالی ہوتی جاتی ہین۔ ہوائے سرد دیر کی اُس کے بعد چلی ہے جسکے سر سر جھونکے پر سچے معتقدان مذہب خدا کا شکر کرتے ہین چاند ابھی نہین نکلا مگر اُسکی روشنی اُفق مشرق مین نمودار ہے۔ مسجدون کے دروازے بھی بند ہوگئے ہین کیونکہ مینھ کے خوف کے باعث مسلمان نماز عشا سے جلدی جلدی فراغت کرکے اپنے گھرون کو جا چکے تھے۔ اور خدام مسجد دروازے بند کر کرکے آرام سے لیٹ چکے ہونگے وہ سناٹا شروع ہو چکا ہے جو بارہ بجے رات کے بعد سے صبح تک دُنیا کو سُست اور ساری دلچسپیون سے خالی ثابت کرتا ہے فرخ سرائے سے نکل کے ایک بڑی سڑک پر چلا

جاتا تھا کہ ایک اوس وضع کے آدمی نظر آئے جو چودھوین صدی ہجری مین ہندوستان مین مہذب سمجھے جاتے ہین۔ فرخ تو اونھین ایک معمولی آدمی نظر آیا مگر وہ فرخ کی نگاہ مین ایک اوس وضع کے آدمی معلوم ہوے جو فرخ کو کسی زمانے مین پسند تھی۔ اگرچہ فرخ اب اگلے خیال کا آدمی نہ تھا مگر دل مین شوق ہوا کہ اون سے ملکر کچھہ باتین کرے۔ فرخ نے بڑھکے سلام کیا مگر وہ متوجہ ہی نہ ہوے۔

فرخ۔ (دوبارہ) "یا حضرت تسلیم" اون صاحب نے دیکھا منہ پھیر کر اور طرف دیکھنے لگے۔

فرخ۔ "حضرت آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون"

شخص۔ "کیون! ان سولائزڈ مین تم کیون عرض کرتے ہو؟"

فرخ۔ "کچھہ عرض کرنا بھی گناہ ہے؟"

شخص۔ "او ہم ایسی فضول باتین نہین سننا چاہتا"

فرخ۔ "آپ نے یہ کیونکر سمجھہ لیا کہ مین ان سولائزڈ ہون"

شخص۔ "تمہاری وضع سے ایسا معلوم ہوتا ہے"

فرخ۔ "تو جب تک آدمی کوٹ پتلون نہ پہنے جاہل رہتا ہے؟"

شخص۔ "بیشک ایسا ہی جب انگریزی پوشاک کے فائدے معلوم ہوگئے تو نہ پہننا بڑی بیوقوفی ہے"

فرخ۔ "تو ہم اپنی ہی قومی وضع کی اصلاح کیون نہ کرلین؟"

شخص۔ "او۔ بغیر انگریزی وضع اختیار کیے ہم ترقی نہین کرسکتے"

فرخ۔ "اسکو تو آپ تسلیم ہی کرینگے کہ ہمین اپنی قوم اور ملک کو ترقی دینا چاہیے"

شخص۔ (جلدی جلدی بولکر) ہان۔ ہان۔ بس بس۔ ہمارا بھی خیال ہے"

فرخ۔ "لیکن انگریزی لباس اختیار کرنے مین تو انگریزی وضع کی ترقی ہوئی۔ ہماری وضع کا اور تنزل ہوگیا ہمارے ملک کو جب ہی ترقی ہوسکتی ہے جب ہم اپنی وضع کو زیادہ رواج دین"

شخص۔ "خیر بہر سے آپ کے اختلاف رائے سہی مگر آپ مجھے معاف کیجیے گا۔ ناواقفیت کے باعث مین بڑی کج خلقی سے پیش آیا تھا"

فرخ۔ "اس کا تو مجھے بالکل خیال نہین۔ مگر آپ کی زیارت ہوجانے سے مجھے آج اپنے ملک کی تعلیم یافتہ جماعت کے حال پر بڑا افسوس معلوم ہوا شاید اس لباس کا اثر ہوگا کہ انسان اپنے ملک اور قوم کو جا توروں سے

بدتر سمجھنے لگتا ہے پہلے اس وضع کو بہتر سمجھ کے مین نے خود ہی اختیار کرلیا تھا اور کیا عجب کہ مین نے بھی اپنی قوم کے لوگون سے کج خلقیان کی ہون انسان کا قاعدہ ہے کہ اپنی کج خلقی کا اثر خود اوسپر نہین محسوس ہوتا۔ لیکن اب مین نے عہد کیا کہ پورے طور پر انگریزی وضع نہ اختیار کرونگا" زور زور سے دونون باتین کرتے ہوے روانہ ہوے۔

اسوقت سڑک پر بہت کم کسی کی صورت نظر آتی تھی۔ کچھ دور آگے بڑھ کے بائین طرف ایک گلی مین داخل ہوے۔ گو ستارون کی ضعیف روشنی سے کچھ راستہ معلوم ہوجاتا تھا مگر اندھیرا بہت غالب تھا کسی نے زور سے سیٹی بجائی اور ویسے ہی پانچ چھہ آدمیون کے شور کرتے ہوے آنے کی آواز معلوم ہوئی فرخ ایک طرف کسی تپلی گلی مین ہو رہا اور وہ مہذب صورت کے آدمی بدحواس آگے بھاگے۔ شور کرنے والون کی جماعت اونھین کے پیچھے بڑھی چلی گئی۔ فرخ دل مین کہنے لگا "یہ عجیب بات ہے خدا جانے یہ کیا معاملہ تھا۔ اور یہ کون لوگ تھے مجھے خیال ہوتا ہے کہ یہ جو صاحب مجھ سے باتین کر رہے تھے انسے کسی سے عداوت ہے۔ مجھے تو یہان کسی سے شناسائی بھی نہین" فرخ انہین خیالات مین تھا کہ وہ لوگ پلٹے آتے معلوم ہوے فرخ قریب ہی گلی مین چھپا کھڑا رہا۔ وہ لوگ قریب پہونچے تو شاید کوئی اون کا ساتھی نہین کھڑا تھا۔ اوسنے پوچھا "ارمان مقصود کیا ہوا ؟"

مقصود "کیا کہین بھائی بہادر علی فرخ ہاتھ مین آکے نکل گیا"

بہادر علی "افسوس! ہم تو سمجھے تھے کہ مسعود کا بدلہ لے لین گے مگر کچھ نہ ہوا"

مقصود "دہلی سے آنا ہی اکارت ہو گیا"

بہادر علی "اوس خط سے فرخ کو زندہ سنکر جتنا افسوس ہوا تھا اوسی قدر خوشی تھی کہ مسعود کا بدلہ لے لیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا"

مقصود "مگر چاہے کچھ ہو مجھے بے بھائی صاحب کا بدلہ لیے چین نہ پڑے گا"

اسکے بعد سب آگے بڑھتے چلے گئے فرخ دل مین نہایت پریشان ہوا کہنے لگا "یہ لوگ اب تک میرے خون کے پیاسے ہین۔ ہاے جب مجھے وصال یار بھی

نہین نصیب ہوتا تو ان لوگون کے ساتھہ سے میرا مار ڈالا جانا ہی اچھا ہے۔ مجھے اپنی جان دینے مین کوئی عذر نہین اگر انکی آرزو اسی مین پوری ہوتی ہے تو شوق سے پوری کرین مگر مجھہ سے یہ نہ ہوگا کہ اوس پیاری زندگی کو جو آرزوے یار مین صرف ہوتی ہے خود ہی نذر اجل کردون۔ اب مجھے یہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ پھر دہلی جاؤن۔ جب یہان یہ حال ہے تو وہان اور بھی خرابیان پیدا ہونگی۔ خیال جانان مین ہر وقت اور ہر گھڑی رخنہ اندازیان ہونگی اب مہدی کے ہاتھہ سے نکل ہی آیا ہون کسی اور طرف چلدون"

فرخ اُس گلی مین آگے کو روانہ ہوا۔ وہ مسجد جہان جاتا تھا نزدیک تھی اوس کے دروازے پر پہونچگیا۔ دروازہ بند تھا۔ پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور زور سے پکارا۔ ایک طالب علم جو دروازے کے پاس والے حجرے مین رہتے تھے اونہون نے جواب دیا مگر کروٹ بدل کے پھر سوگئے۔ فرخ نے انکی آواز سنکر تھوڑی دیر تامل کیا مگر جب وہ نہ آئے تو پکارا۔

فرخ "جناب مولوی صاحب!"

مولوی صاحب۔ (چونک کے) "آیا۔ آیا" یہ کہکر مولوی صاحب نے آکر کنڈی کھولدی اور بڑبڑا کر کہا آپ تو روز آدھی رات کو آیا کرتے ہین اور مین اس وقت غافل سو جاتا ہون۔ ابھی ابھی مطالعہ دیکھکر چراغ گل کیا تھا اور ذرا آنکھہ لگ گئی تھی"

فرخ "تو تکلیف کر کے آپ ذرا کھڑے رہیے مین اپنی دونون کتابین لیکر اسیوقت چلا ہی جاؤنگا ضرورت ہی ایسی پڑ گئی۔ اب مین نہین ٹھہر سکتا۔ غرض فرخ نے اپنی کتابین لین اور مسجد سے باہر نکلا۔ اور تھوڑی دیر مین آبادی سے باہر نکل گیا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے اور ماہتاب مشرقی آسمان پر ذرا بلند ہوا آیا تھا۔ چاندنی کھیت کر چکی تھی۔ شبنم زیادہ پڑ رہی تھی۔ فرخ نے تھوڑی ہی دور جا کے غور کیا تو کپڑے نم تھے۔ اب وہ رات کے سفر کا عادی ہوگیا تھا اور شب تار مین بھی تنہا سفر کرتے ہوے اوسے ڈر نہین معلوم ہوتا تھا غرض وہ ایک بیخودی کے عالم مین قدم بڑھائے چلا گیا۔ اسوقت وہ مہدی کو بالکل بھولا ہوا تھا۔ دل مین کچھہ باتین کرتا تھا تو وہ بھی یاد جانان کی ہوتی تھین

اور نگاہ اوٹھاکر دیکھتا تھا تو بھی سامنے پیاری معشوقہ کی نظر فریب صورت ہی نظر آتی تھی۔ آخر چاندنی زرد پڑتے پڑتے ندارد ہو گئی اور ستارے دیکھتے ہی دیکھتے سب جھلملا جھلملا کے غائب ہو گئے دیر تک بسیرے ہی سے شور کرنے کے بعد چڑیون نے آشیانون سے نکل نکل کے پر پھٹ پھٹانا شروع کیے مسجد کہین قریب نہ تھی۔ ورنہ اذان کی آواز بھی آجاتی ہان کسی طرف سے شوالے کے گھنٹے کی آواز البتہ آرہی تھی۔ ہمارا رات کا مسافر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا بیٹھنا تھا کہ کسل نے لٹا دیا۔ اور لیٹنا تھا کہ آنکھہ لگ گئی۔

آزادی کی نیند تھی اور وہ بھی اون آنکھون مین جنھین رات بھر یار کی خیالی پیکر تصویر کی زیارت مین جاگ کر کٹی تھی۔ فرخ سویا تو کہین جا کے دوپہر کو آنکھہ کھلی۔ جب ایک گائے کڑی دھوپ سے بچکر سائے مین پناہ لینے کے لیے اس درخت کے نیچے آکے زور سے چلائی۔ وہ اوٹھا اور آگے روانہ ہوا۔ الغرض فرخ نے یونہین پاپیادہ سفر کر کے وہ تمام مسافت طے کر لی جو دریاے راوی اور دریاے چناب کے درمیان مین تھی پانچوین چھٹے روز وہ رام نگر پہونچا اور وہان سے حدود کشمیر مین داخل ہو کر جمون پہونچا۔ جمون سے فرخ آگے بڑھا تو تین چار روز بعد ایک شہر کی عمارتین دیکھکر باہر ہی کسی پہاڑی کے دامن مین ایک چٹان پر بیٹھ گیا اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ طیور بسیرون مین جانے کے لیے دُور دُور سے آکے جمع ہو گئے تھے اور شور کر رہے تھے۔ زرد زرد دھوپ پہاڑون کی چوٹیون پر سنہرا رنگ پھیرے ہوے تھی۔ کہرا دھوئین کی طرح تمام اطراف و جوانب مین پھیلا ہوا تھا۔ فرخ نے مثنوی مولانا روم نکال کے جوش و خروش کے ساتھ پڑھنا شروع کی۔ اسکی خوش آوازی سُنکر ایک کشمیری مسلمان پاس آکر کھڑے ہو گئے فرخ نے اونہین بلا کے پاس بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر تک مثنوی پڑھکر بند کی اور اپنے نئے ملاقاتی کیطرف متوجہ ہوا۔

فرخ ”اسم شریف؟“

شخص ”جلال الدین۔ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین؟“

فرخ ”آپ اسکو نہ پوچھیے“

جلال الدین۔ "آخر آپ کا وطن مالوف کس شہر مین ہے؟"
فرخ۔ "دہلی مین"
جلال الدین۔ "اور اسم شریف"
فرخ۔ "مجھے فرخ کہتے ہین"
جلال الدین۔ "حضرت آپ کیا خوب مثنوی پڑہتے ہین"
فرخ۔ "اس شہر کا کیا نام ہے"
جلال الدین۔ "یہ اسلام آباد ہے"
فرخ۔ "اسوقت اس شہر کا نام سُنکر بڑا افسوس ہوا"
جلال الدین۔ "افسوس کس بات کا؟"
فرخ۔ "افسوس کی بات نہین ہے کہ مسلمان لوگ اسلام آباد مین رہکر بھی اپنے مذہبی امور کو آزادی سے نہ ظاہر کر سکین؟ اور اونپر اسوجہ سے ظلم ہو کہ وہ مسلمان ہین! خدا جانے برٹش گورنمنٹ کیون ایسی غافل ہے جس آزاد گورنمنٹ کو عام اصلاح اور عدل و آزادی کا دعوی ہو اوس کی جانب سے غفلت کا ہونا تعجب کا باعث ہے۔"
جلال الدین۔ "واقعی آپ نے صحیح فرمایا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ عام طور پر اذان نہین دے سکتے ہین اور بقول آپ کے اور سب طرف سے تو یاس ہی یاس نظر آتی ہے۔ فقط ایک انگریزی حکومت کی انصاف پسندیون پر امید لگائے بیٹھے ہین دیکھیے کب ان مصیبتون سے نجات ملتی ہے۔"
فرخ۔ "اس کے تو مین خلاف ہون۔ مین قومی حکومت زیادہ مناسب خیال کرتا ہون مجھے اس کی تو خواہش نہین ہے کہ انگریزی سلطنت مین کشمیر بھی داخل ہو جائے مگر ہان اتنا چاہتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ اپنے اعلے اختیارات کے استحقاق سے گورنمنٹ کشمیر کے پولٹیکل اصول کی ترمیم کسی قدر تنبیہ کے ساتھ کرتی رہے۔ ہندوستان کے اخبارات اس پر زور دے رہے ہین مگر بعض ایسے بھی ہین کہ اپنے مسلمان بھائیون پر چھریان چلتے دیکھتے ہین اور اوسی مین خوش ہین۔"

جلال الدین "واقعی آپ کی راے نہایت مناسب ہے دیکھیے خدا کب وہ دن لاتا ہے - مین ہندوستان مین کوئی پانچ چھ برس رہا تھا - وہان کے لوگون کی آزادیان دیکھکر اور تمام مذہب والون کو اپنے مذہبی جوش وخروش کو آزادی سے ظاہر کرتے دیکھکر مجھے اپنے ملک کے مسلمانون کی بیکسی اور بے بسی پر بڑا رحم آیا - اکثر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے - اب اندہیرا ہوگیا شہر مین تشریف لے چلیے"

فرخ "آپ تشریف لے جائیے میرا آپ کا کون ساتھ ؟"

جلال الدین "اے نہین صاحب یہ نہ ہوگا - آپ میرے مہمان ہین"

غرض فرخ بہزار خرابی جلال الدین کے مکان پر گیا دو چار روز کے بعد اُس نے وہان سے روانہ ہونے کا قصد کیا مگر جلال الدین نے کسی طرح اجازت نہ دی آخر فرخ نے یہان ایک معمولی معلم گری کی نوکری کرلی اور کئی مہینے یہین رہا -

فرخ کو یہان ہر وقت اپنی معشوقہ کو یاد کرتے ہی گزرا کرتی تھی آرزوے وصل مین جیتا تھا اور خیال جانان سے دل بہلاتا تھا - آخر وحشت نے پہر زور کیا دل مین کہنے لگا مین یہان رہنے اور نوکری کرنے نہین آیا ہون اب دل یہان نہین لگتا کسی اور طرف چلنا چاہیے" غرض ایک دن جوش وحشت مین چل کھڑا ہوا اور سری نگر مین پہونچا - جلال الدین کو اوس سے اس عرصے مین نہایت اُنس ہوگیا تھا وہ از حد ملول تھے -

فرخ جیسے ہی سری نگر مین پہونچا اتفاقاً اس کے ایک کلاس فیلو جن کا نام علی اصغر تھا ملے اور دیکھتے ہی دوڑ کے لپٹ گئے - علی اصغر کو دہلی سے آئے ابھی سات آٹھ ہی مہینے ہوے تھے - اُن سے تھہدی سے بھی ملاقات ہوگئی تھی اور فرخ کے تمام حالات سے واقف تھے - اپنے دوستون کی تحریرون سے اونہین فرخ کی مفقود الخبری کا حال بھی معلوم ہوچکا تھا مصلحتاً اونہون نے اپنی وقفیت کو ظاہر نہین کیا -

علی اصغر "فرخ تم کہان ؟"

Rehman 2/11/91

فرخ ۔ سفر کا شوق ہوا یہین چلا آیا"
علی اصغر ۔ آیئے میرے یہان تشریف لے چلیے"
فرخ ۔ نہین ۔ میرا یہان قیام کا ارادہ نہین ہے"
علی اصغر ۔ بجا ۔ تو آپ جانے بھی پایئن گے ؟"
غرض علی اصغر نے بڑے خلق کے ساتھ حیلے کر کر کے فرخ کو دو مہینے تک اپنے مکان پر روک رکھا ۔ فرخ روز روانگی کا قصد کرتا تھا اور وہ روک لیتے تھے علی اصغر نے فرخ کو ایسا موقع ہی نہ دیا کہ وہ تنہا چل دے ۔

دسوان باب

مہدی فرخ کی کوٹھی مین ایک کرسی پر بیٹھا ہے ۔ صورت پر پریشانی برستی ہے ۔ چہرہ مجسم حیرت ہو رہا ہے ۔ میز پر دونون کہنیان ٹیک کر آگے کو جھک گیا ہے ۔ دونون ہاتھ میز پر رکھے ہین ۔ اور پریشان خیالات کے ساتھ ناامیدی و یاس کے آثار بشرے سے ظاہر ہین ۔ وہ دل مین کہہ رہا ہے "افسوس اب تو مجھے ذرا شبہہ نہین رہا کہ فرخ سے دائمی مفارقت ہو گئی اسکی وحشت اب اوسے پھر دہلی آنے کی اجازت نہ دیگی ۔ خدا جانے کہان ہوگا ۔ ہائے! اس طرح امیرانہ ٹھاٹھ سے پرورش پایا ہوا شخص کوہ و صحرا مین پاپیادہ پھرے نہ معلوم کیا حال ہوگا ۔ پیرون مین چھالے پڑ گئے ہون گے آہ! فرخ تم مجھے بالکل بیدست و پا کر گئے ۔ کس عمدہ اصول سے خاندانی نزاعون کے رفع کرنے کی بنا ڈالی تھی ۔ بس اتنی ہی کسر رہگئی تھی کہ نکاح ہو جائے ایک فرخ کی ذات سے کیا کیا امیدین تھین ۔ گویا میرے بمبئی سے آنے کی غایت ایک فرخ کے دم سے وابستہ تھی ۔ اب تو میرا یہان رہنا بالکل بیکار ہو گیا فرخ کی والدہ بڑی دلدہی اور اصرار کرتی ہین مگر وہ خود ہی اپنی مصیبت مین مبتلا ہو رہی ہین ۔ فرخ کا تھوڑا صدمہ ہوا خدا دشمن کو بھی اس مصیبت مین نہ ڈالے ۔ مجھے اس امر کی بڑی فکر ہے کہ مجھکو اب اپنے لیئے کیا" (کچھ آہٹ پاکے) کون ؟ سامنے کا دروازہ کھلا ۔ کوئی توانا اور موٹے تازے ہاتھ پیر دیکھا

آدمی اندر داخل ہوا۔
مہدی۔ اخاہ! جناب آغا صادق صاحب ہین۔ آئیے تشریف رکھیے۔
یہ کہتا ہوا مہدی اوٹھہ کہڑا ہوا۔ آغا صاحب آئے اور مہدی کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔
مہدی۔ مزاج مبارک؟
آغا صادق۔ الحمد للہ۔ آپ کا مزاج شریف؟
مہدی۔ شکر ہے۔ جب سے فرخ چلے گئے کبھی ایک گھڑی بہر کو بہی آرام نہین نصیب ہوا۔ بس مزاج کا یہی حال سمجہہ لیجیے۔
آغا صادق۔ ہان اونکا پتہ نہین لگا؟ کیا صدمہ ہوا ہے۔ یہ گہرانہ ہی تباہ ہوگیا۔ آپ غور تو کیجیے کہ تین بہائیون اور بہن کی ساری اُمیدین ایک فرخ کے دم سے تہین۔
مہدی۔ (آبدیدہ ہوکے) کیا عرض کرون کہ یہ کیسا سانحہ ہوا ہے۔
آغا صادق۔ اُنکی والدہ کا کیا حال ہے؟
مہدی۔ میری زبان مین طاقت نہین کہ اُنکی بیتابی اور بیقراری کا حال بیان کرون رات دن روتے ہی گزرتی ہے۔ غذا مطلق چہوٹ گئی۔ مین جانتا ہون کہ جب سے فرخ گئے اوسوقت سے آج تک کسی نے اونکو ہنستے نہ دیکہا ہوگا۔
آغا صادق۔ خدا اُنکو صبر عطا کرے۔ (دروازے کیطرف دیکہکر) کون آتا ہے۔ مشتاق برآمد ہوا۔
مہدی۔ (اودہر دیکہکر) مشتاق ہین۔ آؤ مشتاق بیٹھو۔ مشتاق بہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
آغا صادق۔ ارے بہئی مشتاق! تمنے کچہ پتہ نہ لگایا کہ فرخ کہان گئے ہین؟
مشتاق۔ خدا اُنکو بخیر و عافیت واپس لائے۔ یقین جانیے سب اونکے زندگی بے مزہ ہوگئی۔ اپنے حد بہر کوشش کرتا ہون باقی حصول مقصد خدا کے ہاتہہ ہے۔

مہدی۔" مشتاق تمنے دروازہ کُھلا ڈالدیا ہوا بہت تیز چل رہی ہے"
آغا صادق۔" رہنے بھی دیجیے جاڑے کے موسم مین ہوا دلکو ناگوار نہین گزرتی"
مشتاق۔" دیکھیے اصغر علی آتے ہین"
مہدی۔" کئی روز کے بعد آتے ہین۔ آغا صاحب آجکل طبیعت نہایت گھبرایا کرتی ہے۔ کوئی صاحب ازراہ کرم تشریف لے آتے ہین تو گھڑی دو گھڑی کو دل بہل جاتا ہے"
اصغر علی۔ (کمرہ مین داخل ہوکے اور صاحب سلامت اور مزاج پُرسی کے بعد) آج چھ دن کے بعد حاضر ہوا ہون۔ کیا کہون فرصت ہی نہین ملتی تھی اور ایک جبر ایسی ضروری عرض کرنا تھی کہ تین دن سے روز آنے کا قصد تھا مگر موقع نہین ملا"
مہدی۔" اور یہ مقام بھی دُور پر واقع ہے۔ انسان اور کام کا ہرج کرے تو یہان آئے"
آغا صادق۔" چلیے اب اُدھر دریا کیطرف چلکے بیٹھین"
مہدی۔" بہتر۔ اگرچہ آج کل باہر بیٹھنے کا موسم نہین ہے۔ مہدی کے حکم پر خدمتگارون نے اُس طرف کُرسیان ڈال دین اور سب جلکے وہین بیٹھے۔

اس وقت تقریباً تین بجے ہونگے۔ چیزون کا سایہ خود اون کے برابر ہوگیا تھا۔ نماز ظہر کا وقت ختم ہونے کو تھا۔ سردی جو دوپہر کے وقت کم ہوگئی تھی اب پھر زور پکڑتی جاتی تھی۔ آفتاب کی گرمی ہمارے دلون کیطرح سُست پڑگئی تھی۔ بہت چھوٹا سا دن کچھ اس روا روی کے ساتھ آخر ہوگیا تھا کہ بہت لوگ ابھی بارہ بجنے ہی کے گمان مین تھے دُنیا کے کاروبار اجرا کرنے والے دن کی کوتاہی سے بتنگ آگئے تھے کیونکہ بہت کم ایسے تھے جو اپنا پورا کام کرتے جاتے ہون۔ اسوقت لب دریا بیٹھکر کچھ دیر سب دونون نے دریا کی روانی کی سیر کی اور پھر باتین شروع کین۔
مہدی۔ (اصغر علی کی طرف دیکھکر) وہ کونسی خبر فرمانے کو آپ کہتے تھے؟

اصغرعلی۔" ہان خوب یاد دلایا آپ نے مجھے خیال ہی نہین رہا تھا۔ وہ جس زمانے مین آپ فرخ کے لیے لاہور مین تشریف لے گئے تھے مجھے معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ اُنھین دنون مقصود دو ایک بدمعاشون کو ساتھ لیکر وہان گیا تھا مین نے اُسنا ہے کسی روز رات کو اونھون نے فرخ پر بھی حملہ کیا مگر فرخ کسی طرف کو نکل گئے۔ مقصود کہتا ہے میرے بھائی کو تو پھانسی ہو ہی گئی اب مین جب تک مسعود کا بدلہ فرخ سے نہ لے لونگا دم نہ لونگا۔ مگر فرخ کو خدا نے دو دفعہ ان ظالمون کے ہاتھ سے بچایا۔"

مهدی۔" اس خبر سے تو مجھے آپ نے تشویش مین ڈالدیا۔ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کس روز مقصود نے فرخ پر حملہ کیا تھا؟"

اصغرعلی۔" اب یہ تو مجھے ٹھیک نہین معلوم ہوا۔"

مهدی نے اس خبر کو سُنکر متفکر صورت بنائی اور گردن جُھکا کے سوچنے لگا۔" خدا جانے یہ کس روز کا ذکر ہے؟ فرخ سے جس روز مجھ سے ملاقات ہوئی اوس سے پہلے تو یہ واقعہ نہین ہوا ورنہ فرخ مجھ سے ضرور ذکر کرتا۔ اور اوس روز کے بعد مجھے یقین نہین کہ فرخ لاہور مین ہو۔ مین نے ہر گلی کوچہ چھان ڈالا۔ یہ ممکن نہین کہ فرخ وہان ہوتا اور مجھے نہ مل جاتا ہو نہو اوسی روز کا ذکر ہو جس رات وہ مجھے سوتا چھوڑ کے چلا گیا تھا۔"
باآواز اصغرعلی سے " یہ آپ کو معلوم ہوا کہ رات کو حملہ ہوا تھا کہ دن کو؟"

اصغرعلی۔" ہان یہ تو سُنا ہے کہ رات کو حملہ ہوا تھا۔"

مهدی۔ (دل مین) " بس اوسی روز کا ذکر ہے۔"

اتنے مین خدمتگار نے مهدی کو ایک خط لاکے دیا اور کہا " حضور ڈاکیا دے گیا ہے۔"

مهدی نے خط کا لفافہ پڑھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا کہ کس کا لکھا ہے۔ لفافہ چاک کیا اور آہستہ آہستہ پڑھنے لگا۔ آغا اور اصغرعلی اور مشتاق مهدی کی صورت دیکھنے لگے۔ مهدی جو جو اس خط کو پڑھتا جاتا تھا وہ اوسکے چہرے سے مسرت کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے ابھی خط پڑھ نہین

ہوا تھا کہ مہدی نے دفور مسرت سے سب کی طرف دیکھکر کے کہا "لیجیے حضرت آپ سب صاحبون کو مبارک ہو!"

اصغر علی "بہ عدہ جلد فرمائیے۔ خط بھیجیے یا کہ لیجیے گا"

مہدی "مین آپ سب صاحبون کو خط ہی سُنائے دیتا ہون" یہ کہہ کے مہدی نے خط پڑھنا شروع کیا "شفیقی جناب محمد مہدی صاحب دام لطفہ بعد تسلیم کے بعد اشتیاق مدعا طراز ہون کہ ان دنون میرے معزز دوست فرخ صاحب یہان وارد ہوے چونکہ مین اونکے حالات جانتا تھا بلطایف الحیل او نھین روک رکھا۔ آپ اس خط کے دیکھتے ہی یہان تشریف لائیے۔ آپ آجائین گے تو مجھے اُمید ہے کہ سمجھانے بوجھانے سے واپسی وطن پر راضی ہو جائین گے زیادہ نیاز۔

کمترین علی اصغر۔ از سری نگر کشمیر۔ مورخہ۔ ماہ سنہ ھ

یہ خط دیکھ کے سب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مہدی کہنے لگا "تو اب روانگی کا قصد کرنا چاہیے۔

علی اصغر صاحب نہایت معقول آدمی ہین یہ بڑا کام کیا جو فرخ کو روک لیا۔ آپ سب صاحب تشریف رکھین مین اندر اطلاع کرآؤن۔ فرخ کی الدہ کو فوراً یہ خوشخبری سُنانا چاہیے اُنکی جان مین جان آجائے گی۔ ذرا اطمینان ہو گیا تو ولکو ایک قسم کی تسلی و تشفی ہو جائے گی۔

یہ کہہ کے مہدی اندر چلا گیا۔

گیارہوان باب

کوئی چالیس پینتالیس برس کی شریف عورت ایک محلسرا مین بیٹھی ہے آس پاس کچھ اور عورتین جمع ہین۔ اس شریف عورت کی صورت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہجوم حسرت و اندوہ عمر بھر کی عیش و عشرت کو پامال کیے ڈالتا ہے۔ زندہ دلی اور شگفتہ طبعی چہرے سے ظاہر ہونے والی یاس پر قربان ہوئی جاتی ہے۔ اتنے مین ایک ماما نے آکے عرض کیا۔ حضور وہ تشریف لائی

ہین۔ جعفری بیگم ابھی ابھی فنس سے اوتری ہین" مگر وہ شریف عورت ایسے رنج والم مین ڈوبی ہوئی تھی کہ ماما کو کچھہ جواب نہ دیا۔ وہ دل سے غمگین ہو ہوکر یہ باتین کر رہی تھی" اب یہ غم مرتے دم تک پیچھا نہ چھوڑے گا فرخ نے مجھے کہین کا نہ رکھا۔ ہاے میری شہزادی جب اوس کی بھولی بھولی صورت پر مایوسی برستے دیکھتی ہون کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتے ہین۔ اسکے ننھے کلیجے پر خدا جانے کیا گزرتی ہوگی۔ رات دن دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہے۔ بھولی ناسمجھہ اپنے دل کا حال کہے توکس سے کہے؟ ہاے یہ بھی میرے نصیبون کا لکھا تھا۔ کیسی کیسی آرزوئین تھین کہ شہزادی کا دولھا دیکھونگی وہ سب آرزوئین خاک مین مل گئین۔ اکیلی بیٹھہ بیٹھہ کے رویا کرتی ہے اوس کی روئی روئی ہوئی آنکھین دیکھہ کر میرے دل مین نشتر سے چبھنے لگتے ہین۔ ہاے کیا کرون؟"

فرخ کی پھوپھی ان پریشان خیالات مین اسقدر ڈوبی ہوئی تھی کہ اوسکو معلوم بھی نہ ہوا اور جعفری بیگم کمرے کے اندر پہونچ گئین۔ جعفری بیگم نے آکے مودبانہ سلام کیا۔ فرخ کی پھوپھی نے سر اوٹھا کے دیکھا اور کہا "جیتی رہو آؤ بیٹھو"

جعفری بیگم فرخ کی منجھلی چچی کی اوسکے میکے کی طرف سے سگی بھانجی تھین انکی عمر کوئی ۲۵ برس کی ہوگی۔ اور صورت کے اعتبار سے نہایت ہی حسین اور صاحب جمال تھین۔ غرض وہ آکر بیٹھہ گئین۔

فرخ کی پھوپھی "اچھی تو رہین؟"

جعفری بیگم "آپ بزرگونکی دعا سے سب طرح خیر و عافیت ہے"

فرخ کی پھوپھی۔ (ایک بیتابی کیساتھہ) "ہاے تمنے دیکھا ہمین فرخ کیسا بھوت مار گیا؟"

جعفری بیگم۔ (آبدیدہ ہوکے) "جی ہان خدا کی قسم ایسا صدمہ ہوا ہے کہ کچھہ عرض نہین کرسکتی"

فرخ کی پھوپھی "میری شہزادی کے دل پر جو گزرتی ہے اوسکو بس وہی جانتی ہے دوسرے کو کیا خبر۔ ایسی حالت رہی تو اوسکی جان کا خدا ہی حافظ ہے"

جعفری بیگم "اے اسمین بھی کسی کو شک ہے؟ شہزادی کا تو جس قدر حال غیر ہو تعجب ہے"

فرخ کی پھوپھی "میری بچی تو ابھی بالکل بھولی بالی ہے۔ اسکو دنیا کے رنج وغم سے کچھ سروکار ہی نہ تھا اوسپر تو بیا بیا پھر سر پڑا ہے تو یہ حال ہے کہ نہ کسی سے کچھ کہتی ہے اور نہ سُنتی ہے بس ایک ایسی چُپ سادھ لی ہے کہ خدا ہی بیتا بیون پر بالا ہے"

جعفری بیگم "ہوا ہی چاہے۔ فرخ کا کہین پتہ بھی لگا؟ خدا جانے کہان چلے گئے کل مین اونکی والدہ سے ملنے گئی تھی۔ کیا کہون دم بدم رونے کے سوا جیسے اور کوئی کام نہین ہے کل تک تو پتہ نہین لگا تھا"

فرخ کی پھوپھی "ہماری ایسی ہی قسمت ہوتی تو رونا کس بات کا تھا نصیبن کہتی نہین ہوا اندھیرا ہوگیا کسی سے کہو کنول روشن کر جاے"

جعفری بیگم "خدا اونھین بہت جلد بمقصد مراد کے ساتھ واپس لائے"

فرخ کی پھوپھی "جعفری بیگم ہاے! اب تم ہی بتاؤ کیا کرون؟ مجھے تو کچھ نہین بن پڑتی ہے"

جعفری بیگم "آپ نے بھی کچھ اسپر غور کیا۔ آخر کیا ارادہ ہے؟"

فرخ کی پھوپھی "مین نے تو ہزار سوچا مگر کوئی بات نہین بن آتی۔ کچھ تم ہی بتاؤ؟"

جعفری بیگم "یہ کوئی ایسی بڑی بات نہین آخر کنواری لڑکی کو کب تک لیے بیٹھی رہیے گا؟ کہین اور ٹھہر جاے تو دیکھ بھال کے کر دیجیے"

فرخ کی پھوپھی "اول تو اب مجھے یہ منظور ہی نہین کہ شاہزادی کا ہاتھ کسی اور کے ہاتھ مین پکڑا دون اور مانا کہ کہین کر دون پھر تمہین بتاؤ کہان کرون نگوڑا زمانہ ایسا آنگے لگا ہے کہ ہونہار لڑکون کا جیسے کال ہوگیا۔ مان باپ لڑکون کو لاڑ پیار کے مارے پڑھاتے لکھاتے نہین اور پڑھائین گے بھی تو وہ علم کہ لڑکا ملاؤن مین مل جاے نہ کمانے کا سلیقہ آئے نہ کچھ پیدا کرنے کے ڈھنگ معلوم ہون۔ بس اسی قابل ہو جاے کہ عمر بھر مسجد ون کی روٹیان توڑا کرے۔ اے بہین کے ایک شاعر بین جالی۔ انھون نے زمانے کا حال دیکھکے کیا اچھا شعر کہا ہے سو

یہی چھینکنا کہ بکو کہہ پر کہے ہے ... مٹو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے

اب تجھ سے تو یہ ہو گا کہ اپنی لاڈلی شہزادی کو آنکھیں بند کر کے کسی کے حوالے کر دوں"

جعفری بیگم "ای ہان حضور صاحبزادی کے دشمن کچھ ایسے دوبھر ہیں"

فرخ کی پھوپھی "پھر اب تمہیں بتاؤ عزیزہ تمہیں کون لڑکا ہے جسکو تم پسند کیا لاؤ مجھ تی"

جعفری بیگم "میرے نزدیک مقصود ہی لائق ہے۔ آخر اوسمیں کونسی بات بری ہے۔ اور بدنام کرنے کی تو بات ہی اور ہے"

فرخ کی پھوپھی "دیکھو جعفری بیگم مقصود کا نام میرے سامنے نہ لو مجھے اوسکا نام سنکے بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ ہائے تم اوسے لائق کہتی ہو جسنے اپنے سگے بھائی کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ وہ دوسرے کے ساتھ کیا کریگا وہ تو مدعی ہے اوسکے لاپتہ ہو جانے سے اتنا بھی معلوم ہوا کہ فرخ دنیا مین موجود ہے۔ اونہوں نے اپنی طرف سے اوسکے دشمنوں کی جان لینے مین کیا کچھ کسر اوٹھا رکھی تھی۔ یہ مجھ سے کوئی اُمید نہ رکھے کہ اپنی پیاری لڑکی مقصود کو بیاہ دونگی۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ فرخ زندہ ہے بس جس دن وہ آجائے گا اوسی کے ساتھ شہزادی کی شادی ہو گی۔ چاہے اودہر کی دنیا اودہر ہو جائے مگر میری شہزادی کی شادی اور کسی کے ساتھ نہ ہونا ہے نہ ہو گی۔ جعفری بیگم پھر کبھی تم اوس کا ذکر نہ کرنا۔

شہزادی تھوڑی دور پر پاندان پر گردن جھکائے بیٹھی نازک نازک ہاتھوں سے ڈلیان کتر رہی تھی۔ جس وقت جعفری بیگم نے مقصود کا نام لیا چاہیے تھا کہ وہ شرما کے اور گردن جھکا لیتین مگر نہین اونہوں نے ایک ایسی نگاہ سے دیکھا جو حسرت افسوس کے ساتھ بڑی ناراضی اور برہمی کے آثار بہی دکھا رہی تھی۔ صورت سے ظاہر ہوتا تھا کہ دل مین کوئی ایسا خیال جوش کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ وہ ضبط نہین کر سکتین مگر وہ شرم و حیا جو معمولی ہندوستانی کنواری لڑکیون کی زبان روکتی رہتی ہے اوس نے اوسوقت شہزادی کا مُنہ نہ کُھلنے دیا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ کمرے کی گھڑی مین ٹھن ٹھن کر کے آٹھ بجے ویسے ہی قریب کی مسجد مین اذان کی آواز

آئی۔ فرخ کی پھوپھی ایک دوشالہ اوڑھکر کمرے سے باہر نکلی آسمان گھرے کی وجہ سے دھندلا نظر آتا تھا۔ ایک آدھ ستارا جو نظر بھی آتا تھا تو اوسکی روشنی بالکل ماند تھی۔ چاندکی روشنی دشمنون کے دلون کی طرح مکدر تھی۔ رات تھی تو چاندنی مگر موسم سرما کے باعث اندھیری معلوم ہوتی تھی مارے سردی کے بدن کانپا جاتا تھا کسی کام کے لیے ہاتھ باہر نکالنا انتہا سے زیادہ کھلتا تھا۔ فرخ کی پھوپھی نے تھرتھرا کے کہا "اے ہے کس غضب کا جاڑا پڑتا ہے" اسپر نصیبن نے کہین دور سے چلا کے کہا "اے بیوی سُنتی ہون کل بہت برف پڑی"

اتنے مین ایک عورت فرخ کی پھوپھی کے قریب آئی اور بڑے ادب سے جھک کے آداب بجالائی۔

فرخ کی پھوپھی "کون! حسینی خانم تم اتنے وقت کہان آئین۔ خیریت تو ہے؟"

حسینی خانم "جی ہان سب خیریت ہے۔ ایک خوشخبری سُنانے آئی ہون حضور انعام لونگی"

فرخ کی پھوپھی "ہمارا انعام دینے کے قابل مُنہ ہی نہین رہا۔ وہ جو انعام کا حیلہ تھا وہ ہی نہین"

حسینی خانم "اے حضور خدا نے سُن لی۔ آج ایک خط آیا ہے۔ صاحبزادے کا پتہ معلوم ہوگیا۔ آپ کی بھاوج صاحب نے یہی خوشخبری سُنانے کو بھیجا ہے دوڑتی ہوئی آئی ہون"

فرخ کی پھوپھی (خوش ہوکے) "آخر کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کہان سے خط آیا ہے؟"

حسینی خانم "کشمیر سے"

فرخ پھوپھی "اے ہے۔ فرخ کشمیر پہونچگیا۔ خط کسنے لکھا ہے؟"

حسینی خانم "کوئی اُن کے دوست وہان تھے دیکھتے ہی اپنے گھر لے گئے اور حیلہ بہانہ کرکے اُنکو روک لیا اور یہان لکھ بھیجا۔ آج مہدی میان رات کی ریل پر جائینگے۔ خدا کرے جلدی آجائین"

فرخ کی پھوپھی۔ (ہاتھ اوٹھاکر) "یا اللہ کروڑ کروڑ بار تیرا شکر ہے۔ تونے میری

بیکسی پر رحم کیا" فرخ کی پھوپھی کو اس سے زیادہ کیا خوشی ہو سکتی تھی۔ اسنے دوڑ کر کمرے میں گئیں اور سب کی طرف دیکھکر کہا۔

دو بہو لو مٹھیں مبارک۔ میرے فرخ کا پتہ لگ گیا۔ بس وہ ہی تین روز میں آیا چاہتا ہے۔ اب میں شادی میں ذرا تامل نہ کرونگی۔ وہ آیا چاہے بس دن تاریخ دیکھکر نکاح پڑہوا دونگی۔ اس میں چاہے کوئی خوش ہو چاہے ناراض ہو"

بارہوان باب

فرخ اپنے دوست علی اصغر کے مکان میں سوتے سوتے جاگ پڑا آنکھیں ملتا ہوا پلنگ پر اوٹھ کے بیٹھ گیا۔ دروازے کی راہ سے دیکھا کہ ستارے نکلے ہوے ہیں مگر کسی نادم شخص کیطرح اون کی نظر فریب آب و تاب پر ایک بے لطف سفیدی ظاہر ہو رہی ہے۔ فرخ نے پہلے ستارون کی سفیدی کا خیال ہی نہ کیا اور سمجھا کہ ابھی رات زیادہ باقی ہے لیکن جب شہر کے شوالون سے گھنٹون کی آوازیں ہوا سرد کے ہلکے ہلکے جھونکون کے ساتھ آئیں تو متحیر ہو کے کمرے سے باہر نکلا۔ اور مشرق کی طرف نظر غور سے دیکھنے لگا۔ سفیدۂ صبح کی لمبی لمبی روشنی دیکھ کے معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی فرخ اگرچہ رات بھر اپنے جوش عشق کی فکرون میں ڈوبا رہا تھا اور پچھلے کو جا کے کہیں آنکھ لگی تھی مگر اوس وقت کی کیفیتیں ایسی دلچسپ تھیں کہ وہیں باہر صحن میں ٹہلنے لگا۔

یہ وقت مصلحتاً نہایت ہی دلکش پیدا کیا گیا ہے۔ اسی وقت تمام عالم ایک گہری غفلت اور بیخودی کے سکوت کے بعد اپنے کاروبار میں مشغول ہوتا ہے۔

دُنیا کا ہر ذی روح اسی وقت اوس غایت کے حاصل کرنے کی جانب مصروف ہوتا ہے جس کے واسطے اوسے قدرت نے پیدا کیا ہے اوسی وقت کی دلچسپیاں ہیں جو قریب قریب تمام عالم کو میٹھی نیند سے جگا کے

اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہین۔ غرض رفتہ رفتہ ستارون کی صورت زیادہ گھبرائی ہوئی نظر آنے لگی۔ اور ملیور نے چھپا چھپا کر عالم کی خاموشی کو دفع کیا۔ اور نئے نئے جاگے ہوؤن کے کانون مین گھنٹون کی آوازین بہر ہوتین ہر چیز کو ایک آزادی حاصل تھی۔ اور کسی نہ کسی ذریعہ سے اپنے موجود ہونے کی اطلاع اہل عالم کو کر رہا تھا۔ خاموش تھین تو شہر کی مسجدین جن مین سے آذانون کی آوازین نہین آتی تھین اور مسلمانون کے اقبال کی طرح ایک بیکسی کے ساتھ خاموش پڑی تھین۔

اسوقت کی حالت نے فرخ کا دل ذرا بہلا دیا۔ اور اُسے اتنی مہلت ملی کہ اپنی پیاری معشوقہ کے خیال سے دل کو کسی اور جانب متوجہ کرے کسی طرف سے اذان کی آواز نہ آنے کا خیال کرکے وہ افسوس کرنے لگا اوسنے اوس گورنمنٹ کی حالت پر نہایت خوف اور عبرت سے نظر ڈالی جو اپنے ناجائز تعصب پر ایک وسیع مذہب کی آزادی کو بھینٹ چڑہائے دیتی ہے۔

اب روشنی زیادہ غالب ہوگئی اور ستارے بالکل غائب ہوگئے آفتاب کی کرنین اُن درختون کی خوشنما پتیون پر پڑرہی جو کشمیر کو جنت نظیر ثابت کیے ہوئے ہین۔ صحن کے کسی کونے مین ایک سنہری کرسی پڑی تھی فرخ اوسپر بیٹھ گیا۔ قاعدہ ہے کہ جو ہر وقت کسی کام مین لگے رہنے کا عادی ہے گھڑی بھر بھی بیکار بیٹھنے مین اوس کا دل اولجھنے لگتا ہے۔ فرخ ہر لحظہ خیال جانان مین ڈوبا رہتا تھا اس وقت دم بھر بے یاد جانان بیٹھا تو آپ کو کچھ بھولا بھولا سا معلوم ہونے لگا۔ آخر ضبط نہ ہوسکا اور جاکے کمرے سے مثنوی مولانا روم اوٹھا لایا مثنوی کے چند اشعار پڑھے ہونگے کہ اوسکے دوست علی اصغر زنانے مکان سے باہر تشریف لائے۔

علی اصغر۔ ہاہاہا! آج تو آپ سویرے ہی سے باہر صحن مین نکل کے بیٹھے ہین

فرخ۔ (مثنوی بند کرکے) ہان۔ آج تڑکے ہی آنکھ کھل گئی تھی۔ دل گھبرانے لگا تو مثنوی لیکے یہان آبیٹھا۔

علی اصغر: "تو آپ نے مثنوی بند کیون کردی؟ اچھا آئیے اندر بیٹھکر پڑھیے مجھے مثنوی شریف سُننے کا نہایت ہی شوق ہے عجب دلکش کلام ہے۔"

فرخ۔ (کھڑے ہوکے) "سبحان اللہ جو دل ذرا بھی اثر پذیر ہو اوس کے مذاق کے موافق مثنوی سے بڑھکر دُنیا بھر مین کوئی کتاب نہین ہے۔" غرض دونون کمرے مین داخل ہوے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ فرخ نے مثنوی علیحدہ رکھدی۔

علی اصغر: "نہین صاحب کچھ پڑھیے تو سہی فضول باتون سے اچھا ہی ہوگا۔"

فرخ نے مثنوی اوٹھائی اور شروع مین کچھ اشعار چھوڑکر پڑھنا شروع کی۔

فرخ۔ (جھوم کر) "در غم ما روزہا بیگاہ شد * روزہا با سوزہا ہمراہ شد"

علی اصغر: "ہائے کس درد اور کس بیتابی کا شعر ہے۔"

فرخ۔ (کچھ دور تک نظر سرسری طور پر دوڑا کر) "ہائے ہائے فرماتے ہین مولانا سنیے گا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما	اے تو افلاطون و جالینوس ما

علی اصغر۔ (زور سے کلیجہ پکڑ کے) "اُف وہ! بس جی چاہتا ہے کہ انسان کپڑے پھاڑ کے جنگل کو نکل کھڑا ہو۔" فرخ یہ شعر پڑھکر کچھ ایسا بیتاب ہوا کہ آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اوسنے بار بار انھین اشعار کو ایک بے اختیاری کے ساتھ پڑھنا شروع کیا اور آخر خاموش ہوکے کسی فکر مین غرق ہوگیا۔

علی اصغر: "آگے بڑھو چپ کیون ہو رہے ہو؟"

فرخ: "بہتر" پانچ چھ ورق بے پروائی کے ساتھ اُلٹ گیا۔ ایک مقام پر ٹھہرکے اور زانو پر ہاتھ مارکے کہنے لگا "ہائے ہائے ملاحظہ فرمائیے۔

گفت لیلی را خلیفہ کان توئی	کز تو مجنون شد پریشان و غوی
از دگر خوبان تو افزون نیستی	گفت خامش چون تو مجنون نیستی
دیدۂ مجنون اگر بودے ترا	ہر دو عالم بیخطر بودے ترا
باخودی تو لیک مجنون بیخودست	در طریق عشق بیداری بدست

اتنے مین ایک خدمتگار آیا جسکی طرف فرخ اور علی اصغر دونون دیکھنے لگے۔

علی اصغر: "کیون؟ کیا ہے؟"

خدمتگار "حضور ایک صاحب تشریف لائے ہین"
علی اصغر "کون صاحب ہین! آخر تم نہین پہچانتے؟"
خدمتگار "جی مین نے تو او نہین کبھی نہین دیکھا"
علی اصغر "تو یہان بھیج کیون ندیا؟"
خدمتگار "وہ خود ہی نہین آتے - آپ کو باہر بلاتے ہین"
علی اصغر "کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کون صاحب ہین" فرخ سے "آپ تشریف رکھیے مین ذرا باہر ہو آؤن"
فرخ "بسم اللہ" علی اصغر باہر نکلا اور نکلتے ہی ایک شخص کو دیکھتے ہی لپک کے لپٹ گیا" اخاہ! سب خیر و عافیت تو ہے؟"
شخص "الحمد للہ"
علی اصغر "آپ خوب موقع پر آگئے"
شخص "آپ کا اشارہ ہوتا اور مین نہ آتا!"
علی اصغر "آئیے اندر آئیے - وہ بھی بیٹھے ہین مگر آپ کا اونہین گمان بھی نہو گا"
دونون اندر داخل ہوے - فرخ اس نئے شخص کو دیکھ کے ایسا بدحواس ہوا کہ گھبرا کے کھڑا ہو گیا اور یہ شخص جاتے ہی اسکے گلے سے لپٹ کر آبدیدہ ہو ا اور کہنے لگا "فرخ تمسے بڑھکر سنگدل دنیا مین کوئی نہو گا ہائے تمہارا جوش محبت بڑا ظالم ہے"
فرخ - (آنکھون سے آنسو بہا کر) مہدی ہائے اس کمبخت دل کے ہاتھون مجبور ہون مین اپنے اختیار ہی مین نہین ہون - تم چاہے ظالم کہو چاہے کچھ کہو - مگر میرا دل میرے قابو مین نہین ہے
مہدی - "آخر اس ظلم کی کوئی انتہا بھی ہے؟"
فرخ "نہین - کیونکہ مجھے اپنے دل کی بے اختیاری کی کوئی انتہا نہین معلوم ہوتی"
دستر خوان بچھایا گیا اور سبھون نے بیٹھ کے کھانا کھایا - کھانے سے فراغت کر کے علی اصغر نے کوئی ضرورت بیان کی اور اٹھ کے چلا گیا - فرخ اور مہدی مکان مین تنہا رہ گئے فرخ نے پہلے اپنی والدہ اور اعزا کی خیر و عافیت پوچھی اسکے بعد ادہر ادہر کی باتین دریافت کرنے لگا۔
فرخ "آپ کا یہان آنا کیونکر ہوا؟ مجھے آپکے یہان آنے کا گمان بھی نہ تھا"

مہدی۔ "آپ کی کشش کھینچ لائی"
فرخ۔ "کیا ں یہاں کچھ ضرورت تھی؟"
مہدی۔ "اس سے زیادہ کیا ضرورت ہوگی کہ آپ یہاں موجود تھے"
فرخ۔ "آخر آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یہاں موجود ہون"
مہدی۔ "اب کیا بتاؤن؟ معلوم ہو گیا یہان کے بعض آدمی گئے انکی زبانی معلوم ہو گیا"
فرخ۔ "خیر کہیے مسعود کے مقدمے مین کیا ہوا؟ مجرم تو سنگین تھا"
مہدی۔ "آپ کو ابتک نہین معلوم ہوا؟ ایک زمانہ ہوا اُسکو پھانسی ہو گئی۔ آپکی والدہ کو مسعود کا بڑا ہی صدمہ ہوا۔ ہزار نالایق ہو مگر اولاد کا صدمہ نہین برداشت ہوسکتا۔ واقعی اونہون نے بڑا ہی ضبط کیا۔ نہ آنسو بہائے نہ روئین دھوئین فقط افسردہ دلی کے ساتھ چپ ہو کے رہگئین۔ مگر آپ کی جُدائی کا صدمہ اون سے کسی طرح نہین سہا جاتا۔ اتنے دن ہو چکے ہین اور آج تک یہ عالم ہے جیسے آج ہی یہ تازہ غم نصیب ہوا ہے"
فرخ۔ "مہدی! حقیقت مین مین بڑا نالایق ہون میرے ہی سبب سے بھائی کی جان گئی۔ اور مین نے اماجان کو ہمیشہ کا داغ دیا"
مہدی۔ "نہین نہین یہ نہ کہو۔ ہمیشہ کا نہین۔ تم اب چل کے اپنی اماجان کا کلیجہ ٹھنڈا کروگے"
فرخ۔ (ذرا تامل کرکے) "کیا مجھے پھر جانا ہوگا؟"
مہدی۔ "بیشک والدہ کو الگ رہنے دو۔ کیا تم کو دیار جانان کی کشش بھی اپنی طرف نہین کھینچتی؟"
فرخ۔ "اسی خیال سے مین کئی مرتبہ دہلی کی طرف روانہ ہونے کو آمادہ ہو گیا تھا مگر وہان مجھے آرام سے بیٹھنا نہ نصیب ہوگا۔ ایک تو خیال جانان سے کچھ تنہائی مین خوب باتین ہوتی ہین۔ دوسرے مقصود ایسا دشمنی پر تلا ہوا ہے کہ دہلی جا کر مجھے روز جھگڑے فساد مین مبتلا ہونا پڑے گا۔ ہان جس روز آپ سے لاہور مین ملاقات ہوئی۔"
مہدی۔ (قطع کلام ہوتا ہے) "وہان تو آپ نے مجھے خوب چکمہ دیا"

فرخ "اسی کو بیان کرتا ہون جس روز آپ سے لاہور مین ملاقات ہوئی تھی اوس روز رات کومین اپنی دو کتابین لینے کے لیے آپ کے وہان سے آتا تھا کہ راستے مین ایک صاحب سے ملاقات ہوئی - وہ انگریزی خیالات کے آدمی تھے اور اونکی وضع بھی انگریزی - میرے ساتھ باتین کرتے ہوئے ایک گلی مین چلے جاتے تھے کہ معلوم ہوا کچھ لوگ ہمارے پیچھے شور کرتے چلے آتے ہین - وہ تو بھاگے اور مین ایک کونے مین ہورہا - جب وہ لوگ پلٹے تو اُن لوگون کی باہمی باتون سے معلوم ہوا کہ وہ بیچارے میرے ساتھی تو بھاگ کے بچگئے اور وہ غوغا کرنے والے مقصود اور اوس کے دوست تھے یہ تو حال ہے پھر مین دہلی مین گھڑی بھر بھی آرام سے بیٹھونگا؟"

مہدی "ہان ابھی آنے سے پہلے مین نے بھی اسکا تذکرہ سُنا تھا مگر لاحول ولاقوۃ مقصود کیا کریگا؟ آپ مطمئن رہیے - مین سب انتظام کرونگا"

فرخ "اور لوگ آ آکے میری آزادی اور میرے خیالات مین خلل انداز ہونگے"

مہدی "نہین - مین آپ کے لیے تنہائی کا پورا بندوبست کردونگا"

فرخ "یہ بھی نہ سہی مجکو وصال یار کیطرف سے بالکل یاس ہے - اور جب اوسکی اُمید ہی نہ رہی تو دہلی میری نگاہ مین بالکل سنسان ہے - وہان میرا دل نہ لگیگا"

مہدی "انسان کو کبھی ناامید نہ ہونا چاہیے ساری دُنیا ایک اُمید کے سہارے پر ہے - اور خصوص عشاق کی تو زندگی ہی اُمید پر منحصر ہوتی ہے - بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ ایسا کلمہ زبان سے نکالتے ہین! فرخ دیکھو تم مایوس ہرگز نہ ہونا"

اتنی دیر مین علی اصغر نے آکے مہدی سے پوچھا "کہین سیر کو تو نجائیے گا؟"

مہدی "میری بہت بڑی سیر یہی فرخ ہین مین کہین نہ جاؤنگا - کل انشاءاللہ انکو ہمراہ لے کے دہلی کو روانہ ہونگا"

علی اصغر "کل ہی؟ اب آپ آئے ہین تو دو چار روز یہان سیر کیجیے - کیون فرخ تمہاری کیا رائے ہے؟"

فرخ "میرے نزدیک کل کیا اور پرسون کیا - مین تو دہلی جانا چاہتا ہی نہین"

علی اصغر" یہ بالکل خلاف ہے۔ نہین بیشک آپ کو جانا چاہیے۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے؟"
علی اصغر" معقول! وطن جا کے انسان کیا بنا۔"
مہدی" قطع کلام ہوتا ہی۔ وہان آپ اپنی والدہ کی جان بچا لینگے۔ یہ کوئی کام ہی نہین ہے؟"
علی اصغر" نہین صاحب آپ ضرور جائینگے۔"
غرض فرخ جبراً و قہراً راضی ہوگیا اور یہ تجویز ٹھہری کل صبح ہی کو روانہ ہوجانا مناسب ہے۔

تیرہوان باب

فرخ کی ماں اپنی حالت کے صحن مین بیٹھی ہے۔ آس پاس اور عورتین ہین، مہدی کی ماں بھی پاس ہے۔ مہدی اور اوس کی ہمدردیوں کے باعث اب خاندان کو نہ اوس سے وہ کدورت باقی رہی تھی اور نہ اوسکی ماں سے عورتون کو ایسی وحشت ہوتی تھی۔ آپسمین فرخ کی باتین ہورہی ہین۔
فرخ کی ماں" مہدی کو گئے کے دن ہوئے؟ جب گئے ہین نہ؟ جمعہ جمعہ آٹھ ہفتہ نو اتوار دس پیر گیارہ منگل بارہ بدھ تیرہ۔ آج تیرہ دن ہوے خدا کرے میرا فرخ آتا ہو! راستے مین ہوگا"
مہدی بیگم" آج ہی کل مین آیا چاہتے ہین"
مہدی کی ماں" اے آیا ہوا سمجھو!"
فرخ کی ماں" مہدی کے دن کے بعد آنے کو کہہ گئے تھے"
مہدی کی ماں" تیرہوین چودھوین دن آنے کو کہہ گئے تھے"
مہدی بیگم" بس تو ہوگئے۔ آج نہین کل آجائینگے"
امراؤ بیگم" خدا اصل خیر سے لائے۔ ہی ہی! کیا مصیبتین اوٹھائی ہونگی"
فرخ کی ماں" خدا کرے میرا فرخ مل گیا ہو!"
مہدی بیگم" اے اب کچھ اس مین بھی شک ہے؟"
فرخ کی ماں" ایک دفعہ پہلے بھی تو مہدی گئے تھے مگر آخر مایوس ہی پھرے"

مہدی بیگم "اب ایسی بات زبان سے نہ نکالنی چاہیے میرا تو دل کہتا ہو کہ مہدی کو فرخ بھی مل گئے ہونگے اور آج ہی کل مین آیا ہی چاہتے ہین"

حسینی خانم ۔ (دوسرے کسی کام کو چھوڑ کر) "آمین! آمین!"

فرخ کی مان "میرا دل تو کچھ ایسا خراب ہو گیا ہے کہ جب خیال آتا ہر کسی ایسی ہی بات کا خیال آتا ہے"

امراؤ بیگم "ہان یہ ہوا ہی چاہے ۔ مگر اب تو خوشی کا وقت ہے ۔ فرخ آکے تمہارا سارا غم و الم دور کر دین گے"

فرخ کی مان "اے کیا بجا ہو گا؟"

مہدی بیگم "مین جانتی ہون دو پہر ڈھل گئی ہو گی ۔"

فرخ کی مان (کھڑ چلا کے) "اے حسینی خانم دیکھو تو گھڑی مین کیا بجا ہے؟"

اسوقت دوپہر بج چکی تھی ۔ وہ وقت تہا جبکہ موسم سرما مین لوگون کو اوس سے زیادہ گرمی حاصل ہونے کی امید نہین رہتی ۔ پچھلی رات کی سردی کے باعث لوگون کے شل اور بیکار ہاتہ پانون اس وقت کی حرارت مین کھل گئے تھے ۔ آفتاب اپنی پوری بلندی پر چڑھکر نیچے کو جھک چلا تہا موجودہ موسم مین عمدہ طور پر کام کرنے کا کچھ ہی ٹھیک وقت تہا ۔ موسم خزان کی ہوا کے تیز جھونکے باہر نکلنے والون کو پریشان کیے دیتے تھے تیز ہوا کے صرف اثر سے بڑے بڑے درختون کے وہ سوکھے ہوے پتے جنکے کھڑ کھڑانے کی آوازون ہر سمتی اڑ اڑ کر دور کے مکانون مین گرتے تھے ۔ آدمیون کے جسم مین اس ہوا نے نہایت یبوست پیدا کر دی تھی جوانون کی جلد پر کھجلانے سے جو سفیدی ظاہر ہوتی اوسکو دیکھکر جوان بندون کی پژمردگی بوڑھون سے کم نہین معلوم ہوتی تھی ۔ بعض نازک اندام تک کے نازک نازک سرخ اور آب حیات سے لبریز ہونٹ ظالم موسم کے ہاتھون رطوبت کو ایسے ترس گئے کہ جا بجا سے چھنے جاتے تھے اور مسکراتے مسکراتے ان زخمون کے صدمے سے یک بیک منہ سمیٹ کر اونکا ایک تازہ ادا سے سسکی بھرنا مزے دیجاتا تہا ۔ مگر جو کچھ ہو

اس موسم کا یہ نہایت عمدہ اثر تہا بلکہ حسن و جمال کی آراستگی کے لیے نئے نئے اور رنگ رنگ کے لباس گلرخون کے زیب بدن تھے - اور مہوشون کی پیاری ادائین طرح طرح کے وضع اور عجب عجب انداز کی تراش خراش کو بڑی دلربائیون کے ساتہہ ظاہر کرتی تہین - فرخ کی ماں نے وقت پہچاننے کے لیے آسمان کی طرف نگاہ اوٹہاتے وقت موسم کے تمام آثار پر ایک سرسری نظر ڈالی - اور ذرا ابروؤن کو کج کر کے کہا "اے ہے! کس غضب کی ہوا چل رہی ہے طبیعت پریشان ہوئی جاتی ہے" اتنے مین حسینی خانم نے پکار کے کہا "حضور ایک بجکے تین منٹ آئے ہین"

فرخ کی ماں - (چلاکے) "اے حسینی خانم - ذرا باہر سے پوچہہ تو آؤ کہ آج کل ریل کے بجے آتی ہے"

امراؤ بیگم "کوئی دو مہینے ہوے ہمارے بہائی جان دو بجے ونکو آئے تھے"

مہدی بیگم - (ہنس کر) "مین کہتی ہون انہین کب عقل آئے گی - تمہارے بہائی الہ آباد سے آئے تھے - فرخ اللہ رکھے کشمیر سے آئین گے - کہان پورب کہان پچہم"

امراؤ بیگم - (منہ پہلاکر) "اب بیوقوف بنانے کو جاہین بنالو مگر ایک ہی ریل پر دونون طرف کے آدمی آتے ہین - ہمارے خالو ابا اُن دنون لاہور سے آئے تھے وہ بھی اسی وقت آئے تھے"

مہدی کی ماں "ہان امراؤ بیگم سچ کہتی ہین - غازی آباد تک دونون ریلین آتی ہین اور وہان سے دونون طرف کے آدمی ایک ہی ریل سے دلی آتے ہین"

حسینی خانم - (دروازے کے پاس سے چلاکر) "اے بیوی مین نے محمد بخش سے پوچہا کہتے ہین ایک بجے ریل یہان داخل ہوجاتی ہے"

مہدی بیگم "اللہ کرے فرخ اسٹیشن پر ہون"

فرخ کی ماں "اے ہے - کچہہ یاد ہی نہ رہا - مہدی آج آنے کو کہہ گئے تھے تو کسیکو اسٹیشن پر جانا چاہیے تہا - اب بہیجدون؟"

مہدی کی ماں "گاڑی گئی ہوگی۔ مہدی خود سائیس سے کہہ گیا ہوگا۔
اتنے میں باہر سے محمد بخش نے پکار کے کہا " اے حسینی خانم۔ بیگم صاحب سے اطلاع کردو کہ صاحبزادے آگئے۔ اور میری طرف سے حضور میں عرض کرو کہ اس خوشخبری کے بدلے انعام لونگا"

یہ آواز ہر ایک کے کان میں پہونچی۔ اور ناگہانی جوشِ مسرت نے سب کو دم بخود کردیا۔ فرخ کی ماں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو ٹپک پڑے اور ایک جوش وخروش کے ساتھ بولی " اے میرے پاک پروردگار تیرا ہزار ہزار شکر۔ اے حسینی خانم دوڑ کے دیکھو تو میرا فرخ کیسا ہے۔ ابھی اندر نہیں آیا۔ ہائے بیٹھ کہاں رہا؟"

مہدی بیگم "میں تو کہتی تھی۔ اللہ نے بڑی آرزو پوری کی"

حسینی خانم۔ (باہر کو جاتی ہوئی) "خدا نے بڑا رحم کیا۔ جیسے سب کی جان میں جان آگئی۔ اسوقت پانوں میں پانی پڑا۔ خدا صاحبزادے کی ملیا سو برس کی عمر کرے۔ گھر بھر کی رونق اونہیں کے دم سے ہے (دروازے کے پاس پہونچکر) خدا جیتا رکھے (چلاکر) اے بیوی صاحبزادے آگئے"

اتنا سُننا تھا کہ سب کی نظر دروازے کیطرف اوٹھ گئی فرخ نظر نیچی کیے آہستہ آہستہ آتا ہوا نظر پڑا۔ اچکن پہنے تھا اور سر پہ مقیش کے کام کی ٹوپی تھی۔ ماں بے تحاشا اوٹھ کھڑی ہوئی۔ فرخ جھک کے آداب بجالایا اور دوڑ کے لپٹ گیا۔ تھوڑی دیر محل میں کچھ عجیب سناٹا رہا۔ جس سے خوشی غم بے اختیاری جوش یہ سب مختلف باتیں نمایاں تھیں۔ ماں بیٹے آنسو بہا بہا کے خوب ملے۔

ماں "بیٹا! تمہیں اپنی بیکس ماں پر بھی ترس آیا؟"

فرخ "اماں جان۔ اصل تو یوں ہے کہ میں بڑا نالایق ہوں"

ماں۔ نہیں بیٹا نہیں۔ میری قسمت ہی بُری تھی"

فرخ کے پہونچتے ہی محل میں پھر وہی اگلی سی چہل پہل ظاہر ہونے لگی مدتوں کے حسرت نصیب چہروں سے یک بیک مقصدوری اور مسرت کے

آثار ظاہر ہوگئے۔ اُداس صورتین دیکھتے ہی شگفتہ معلوم ہونے لگین
دُنیا مین دیکھا جاے تو اُمید عجب چیز ہے اُمید ہمین بعض اوقات
اپنی وابستگیون پر ایسا فریفتہ بنالیتی ہے کہ ہم ایک موہوم کامیابی پر
مسرت کا پورا جوش ظاہر کردیتے ہین۔ ایک پیچیدہ معاملہ جس مین لطا
ابھی سیکڑون دقتین باقی ہین اور ہنوز کامیابی کا گمان بھی نہین
کیا جاسکتا مگر اُمید کی عینک ایسا دکھاتی ہے جیسے اوس معاملہ کے
حسب دلخواہ تکمیل کو پہونچ جانے مین کچہ کسر ہی نہین ہے۔ فرخ کے
دہلی مین آجانے سے مُردہ اُمیدین ایسی جی اوٹھین کہ کسی کو اوسکی
شادی مین ذرا بھی شبہہ نہ تہا۔ یہ سب جانتے تھے کہ فرخ کسی کا فرادا
کو دل دے چکا ہے۔ کسی کی نگاہ ناز کا نشانہ اور کسی کی تیغ ابرو کا
شہید ہے۔ اپنی معشوقہ دلربا کے سوا کسی اور عورت کی صورت بھی
نہین دیکھنا چاہتا ہے۔ مگر اوسکی شادی کی دہوم دہام کا سمان
محل بہر مین ہر ایک کی آنکھون کے سامنے پہرنے لگا اوسکی مان
کے دل مین گذشتہ رنج والم کے دفع ہوتے ہی جو آرزوئین پیدا
ہوئین وہ یہی تہین کہ فرخ کی شادی مین یہ کچہ سامان کرونگی
اور اس دھوم دہام سے برات لے جاؤنگی۔ فلان فلان مہمانون کو
بُلاؤنگی اور اوسکی پیاری دولہن سے اسطرح پیش آؤنگی۔ فرخ کے
آنے کی ایسی خوشی تہی کہ تمام عزیز واقربا اوسکے دیکھنے کو آئے۔ دونو
چچا آکر بڑی دلسوزی سے ملے۔ اوسکی پہوپہی آئین اور بڑی کامیابی
کے ساتھ اپنے آیندہ داماد کو چہاتی سے لگایا۔ قاعدے کی بات
ہے کہ ایک ناگہانی مسرت اور مایوسی کے بعد یکایک اُمیدون
کے مضبوط ہوجانے سے کم درجے کی باعث تشویش باتون کا
خیال بھی نہین رہتا۔ فرخ ایک زمانہ تک کی آوارہ گردی اور صحرانوردی
اور شب وروز کی فکرون کے باعث انتہا سے زیادہ دُبلا اور ناتوان
ہوگیا مگر اوسکا آجانا ہی ایک ایسا خوشی کا امر سمجہا گیا کہ کسی نے اوسکے

ناتوان ہوجانے کا خیال بہی نہین کیا جبن کسی نے اتنا پوچہا بھی کہ آپ بہت دُبلے ہوگئے ہین" تو معمولی رسم ورواج کے طور پر سب مہمان دو روز تک فرخ کے ہان رہے۔

فرخ کی پہوپہی بہی موجود تہین- اور فرخ کے آجانے کی خوشی کا نیا نیا جوش تہا- غرض اسکی کوئی وجہ نہ تہی کہ شادی کے متعلق گفتگو نہ ہو اور کوئی تاریخ قرار نہ پا جاے۔

فرخ کے ایسے پریشان خیال نوجوان کی شادی قرار پاجانا ظاہر اسباب نہایت دشوار امر تہا اُسپر ہرگز اس بات کا اعتبار نہین ہوسکتا تہا کہ اپنی بی بی سے کس طرح پیش آئیگا اور اُسکو اپنی دولہن کی جانب کس قدر توجہ ہوگی- وہ خود اس وقت تک شادی سے اس قدر متنفر تہا کہ کیا مجال کوئی اوسکے سامنے شادی کا لفظ بہی زبان سے نکالے- وہ تو کسی اور ہی کی زلف پیچان کا اسیر تہا گو اوسکی لاپروائی حکمت عملی کے ساتہہ سمدھیانے والون سے پوشیدہ رکہی گئی تہی مگر آخر کہان تک؟ یہ سب کچہہ تہا لیکن فرخ کے چلے جانے نے کچہہ ایسا اثر ڈال دیا تہا کہ اوس کی ساس کو ہر طرح یہی منظور تہا کہ جسقدر جلد ہوسکے اپنی بیٹی کا نکاح پڑہوا دے اسکی وجہ یہ تہی کہ اول تو وہ فرخ کی لیاقت اور سنجیدگی کی معترف تہی اور دوسرے اوسکی نگاہ مین خاندان بہر لایق لڑکون سے خالی تہا یہی باعث تہا کہ فرخ کی ماںکو اپنے بیٹے کی شادی کیلیے کوئی تاریخ مقرر کرلینے مین کامیابی ہوئی- دہلی مین پہونچنے کے دوسرے روز فرخ کوٹہی مین تہا- ظاہر مین تو اپنے اکثر احباب سے باتین کرتا تہا مگر باطن مین اسکی کوئی تدبیر سوچتا تہا کہ اوسے نجات پاکر تنہائی کا لطف اوٹہاے رفتہ رفتہ سب لوگ اوٹہہ گئے۔ بیچ مین تو فرخ بیٹہا ہوا تہا اور اسکے داہنی طرف تین کرسیان چہوڑ کے مہدی بیٹہا تہا اور بائین طرف پاس ہی مشتاق تہا-

مہدی "کیسے دل تو نہین گہبراتا ہے؟ چونکہ مین سب باتون کا وعدہ کرکے آپ کو یہان لایا ہون اسلیے مجہو اسکی نہایت ہی فکر رہتی ہے کہ آپ کے خلاف

بر بھی کوئی بات نہ ہو"

فرخ "نہیں۔ اس وقت تک کوئی ایسی بات نہیں ہوئی مگر ہان اس وقت البتہ ان دنون کا دیر تک بیٹھنا ناگوار گزرنے لگا تھا"

مہدی "یہ تو ٹھیک ہے کہ آپ کے ایسے مذاق کے انسان کو زیادہ عرصے اکیلے ہونا اچھا ہے مگر سوائے اسکے نہین سی ہمدرد کی محبت زیادہ دلچسپی کی کوئی چیز دنیا مین نہین ہے"

فرخ "مگر جب ہمدرد ہو تو"

مہدی "ہان یہ مشکل ہے۔ عقلا نے اسی وجہ سے شادی انسان کو بڑا ضروری فرض قرار دیا ہے۔ ایک باعفت بی بی سے بڑھکے کوئی ہمدرد نہین نصیب ہو سکتا"

فرخ (حیرت سے دیکھکر) "یہ آپکی غلطی ہے۔ ہر انسان کو بی بی کی صحبت مین دلچسپی نہین ہو سکتی" مہدی اٹھ کے فرخ کے پاس والی کرسی پر جا بیٹھا اور غور سے اوسکی طرف دیکھکر کہنے لگا "میری دانست مین تو پاکدامن اور شریف عورت ایسی چیز ہے کہ وہ ہر انسان کا دل بہلا سکتی ہے"

فرخ "شاید مگر جو کسی کے دام محبت مین مبتلا ہو اسکو تو غیر عورت کی صحبت مین دوبھر ہی ہو گی"

مہدی "شریف عورتون کا دستور ہے کہ ایسے اوقات مین بھی اپنے شوہر کی عزت کرتی ہین اور اسکی دلبستگی مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھتین"

مشتاق "کیا بات فرمائی ہے آپ نے! واقعی پاکدامن بی بی سے بڑھکر کوئی ہمدرد نہین ہوتا"

مہدی "اسی وجہ سے مین نے رائے دی تھی کہ شادی کر لیجیے"

فرخ "نہین یہ تو مجھ سے نہ ہو گا"

مہدی "نہین آپ اس شادی سے انکار نہ کیجیے۔ مین یقین دلاتا ہون کہ آپ کے خلاف طبع کوئی بات نہ ہو گی"

فرخ "مہدی۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اپنی پیاری معشوقہ کو چھوڑ کے کسی اور کے ساتھ شادی کر لون اپنے ساتھ ایک اور بھولی باعفت لڑکی کی زندگی کو بھی خراب کر دون؟"

مہدی "اسکی زندگی خراب نہ ہو گی۔ بلکہ آپ کی زندگی بھی اچھی ہو جائے گی

آپ اپنے مبارک اور برگزیدہ دین کی پابندی مین ہمیشہ عمدگی اور خوبی ہی پائین سگے" فرخ چپ ہوگیا-

چودہوان باب

ابتدائے شب کا وقت ہے- ستارے ایک ایک کرکے سب نکل آئے ہین طیور کا قریب شام والا ہنگامہ بالکل موقوف ہوچکا ہے- یہ وقت کچھہ عجب سکون و آرام کا ہوتا ہے- محنت مزدوری کرنیوالے اسی وقت آرام سے بیٹھتے ہین- خوش نصیب عشاق اسیوقت کوے یار مین پہونچتے مین جو مسافر ابھی راہ ہی مین ہوتے ہین وہ بہی اس وقت زیادہ قدم بڑھا بڑھا کے چلنے لگتے ہین کہ یہ ٹھہر کے لطف اوٹھانیکا وقت ہاتھہ سے نہ جاتا رہے آوارہ گرد بہی اسوقت ستانے کے لیے کہین دم بہر بیٹھہ جاتے ہین فرخ کی پہوپہی ایک بڑی گھبراہٹ کے ساتھہ نہایت پرتکلف روشنی مین ادہر اودہر دیکھتی پہرتی ہے- وہ ہر چیز کا انتظام کررہی ہے- ایک ایک چیز کو غور سے دیکھتی ہے- چہرے سے مسرت کے آثار نمایان ہین- ہر ہر شخص کو مختلف قسم کے حکم دے رہی ہے "یہان فرش کیون نہین بچھا؟ یہ چاندنی میلی ہے- اور چاندنی لاؤ- اسے تو گھبراؤ نہین پہلے دری کی شکنین مٹالو- عباسی جاؤ وہ قالین اور گاؤتکیہ تو لاؤ- دیکھو وہ لمپ گل ہوا جاتا ہے- وہ تو کسیکو خیال ہی نہین رہتا- نصیبن تم باہر جا کے پوچھہ آؤ کہانا سب تیار ہوگیا؟ ابہی تک کسی بات کا انتظام پورا نہین ہوا- اتنی ہی ذرا سی بات نے تو پریشان کر رکھا ہے- گلاس ایک سرے سے گل ہوے جاتے ہین- خدا ہی ہے جو کملیہ دیکھہ جاے ہان ہان خوب یاد آیا عباسی جاؤ تو اوگالدان لا کے لگا دو- گلوریان بن گئین؟ ایک گلوری مجہے تو دینا!"

نصیبن "اے حضور کہانا سب تیار ہے اور وہ آگئی ہین وقار بیگم- ابہی ابہی دروازے پر فنس اوتری ہے" اتنے مین وقار بیگم آکے ملین اور کہنے لگین مبارک فرخ کی پہوپہی- "ہان بہن تمہین بہی مبارک- خدا نے بڑی آرزو سے یہ دن نصیب کیا ہے" وقار بیگم "اے بہن یہ کہو خدا نے سن لی- الحمد للہ کسکو امید تہی؟ مگر بہن بچے بڑی جلدی گیا

فرخ کی پہوپہی۔ "کیا کہون بہن۔ خدا جانے دلمین کیا کیا ارمان تھے بس یہی ایک کام تہا۔ اپنے دل کے حوصلے اور کسدن کے لیے اوٹھا رکھتی؟ مگر کچھہ بن نہ پڑا فرخ کے مزاج سے تم واقف ہی ہو۔ ایک دفعہ کتنی بڑی کوفت اوٹھا چکی ہون اس خوشی کی کچھ بھی اُمید تھی؟ اپنی شہزادی کے لیے بہن مین کسی کام مین کمی نہ کرتی یہ کام بہلا اتنی جلدی کا تہا؟"

وقار بیگم۔ "خدا جانے تمنے کیا سمجھہ کے اتنی جلدی کردی۔ اے ان کامون کا سامان برسون مین تو ہوتا نہین ہے۔"

فرخ کی پہوپہی۔ "بہن ایک تو فرخ کی طبیعت کا رنگ دیکھہ کے مجھہ بھی بن پڑی دوسرے اب زمانہ ایسا آنکے لگا ہو کہ اگلے سامانونکو لوگ نام رکہتے ہین۔ خود فرخ نے ضد کی کہ کوئی سامان نہ کیا جاسکے مین کیا کرتی؟ یہ نگوڑی انگریزی پڑھہ پڑھہکر لوگ اور مولوی بنے جاتے ہین۔ یہ نکرو وہ نکرو۔ باجہ نہو۔ فضول خرچی نہ کرو۔"

وقار بیگم۔ "اکبر انگریزی پڑھنے جاتا ہو گہر بہر کا ناک مین دم کر رکھا ہو اور نت نئی باتین کرتا ہو۔ مگر بہن ہو بہی یونہی۔ ہمارے ہان شادی بیاہ مین لاکھون روپیہ ایک گھڑی بہر مین پہونک دیا جاتا ہو۔ اس شادی بیاہ کے پیچھے ہزارون امیر تباہ ہوگئے۔ وہ تو ہم لوگون مین موئی رسم ہی ایسی پڑگئی ہے۔ ہماری پڑوس مین ایک رئیس رہتے ہین نواب محمد اشرف خان بہادر بڑے مالدار تھے اللہ کا دیا سب کچھہ تھا کوئی ایک سال ہوئیکو آیا اونہون نے اپنے بیٹے کی شادی کی بڑی دہوم دہام سے برات لے گئے تھے۔ ساری دولت اُسمین اُڑا دی اور انتہا سے زیادہ قرضدار ہوگئے مہاجن نے کچھہ دنون تو صبر کیا آخر کب تک؟ نالش کرکے ڈگری کرالی۔ رہا سہا مکان اور علاقہ جو کچھہ تھا قرق ہوگیا۔ اب کوڑی کوڑی کو محتاج ہین۔ بہن اب ایک تو خالی رئیس تو نہین تباہ ہورہے ہین دوسرے یہ شادی بیاہ کی رسمین اور فضول خرچیان اور برباد کیے ڈالتی ہین۔ اب تو مین بہی کہونگی کہ خوب سوچ سمجھکر روپیہ اوٹھانا چاہیے۔ اور چار دن مین پیسے پیسے کو ترسنے لگے تو کسں کام کی بات رہی؟ تم نے خوب کیا کہ فرخ کے کہنے پر عمل کیا۔ اب جو روپیہ بچ رہیگا وہ تمہارے تو کام آئے گا نہین یہ بہی سب شہزادی کے

نیک لگے گا۔ پھر اس مین افسوس کا ہے کا؟"

فرخ کی پھوپھی: "یہ سب کچھ ہے مگر دل کے حوصلے نہین مانتے"

وقار بیگم: "قربان جائیے اُن حوصلون کے جو لنگولی بند ہوا دین"

فرخ کی پھوپھی: "خیر اب تو تمہاری مرضی کے موافق ہوا۔ فرخ کی خوشی ہی اس مین تھی کہ کوئی رسم نہ ادا کیجائے فقط شرعی طور پر نکاح ہو"

وقار بیگم: "حقیقت مین وہ بڑا عقلمند لڑکا ہے اللہ کرے شہزادی بھی اُس سے اچھی طرح نبھے"

فرخ کی پھوپھی: "ہان بہن بس اب آرزو ہے تو اسی بات کی"

یہ باتین ہم کھڑے کھڑے ہوئی تھین آخر فرخ کی پھوپھی نے وقار بیگم کا ہاتھ پکڑا اور جا کے فرش کے پاس بیٹھ گیئن جو مہمان دن کو نہین آئے تھے آتے جاتے تھے۔ بڑی بڑی عالی خاندان بیگمین آ کے قرینے سے بیٹھتی گیئن۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ دولہا آ گئے مردانے مین نہایت نفیس صحبت تھی معزز رؤسا وعمائد شہر جمع تھے ایک مہذب صحبت تھی جسکو فرخ کی ضد نے ناچ رنگ سے بچا رکھا تھا فرخ اپنے ساتھ والون کے ایک مختصر اور مہذب گروہ کے ساتھ آیا اور شرمانی صورت بنائے ہوئے مسند پر بیٹھ گیا۔ فرخ کا چہرہ اسوقت ایسا تھا کہ زیادہ غور کیجیے تو فکر کے آثار معلوم ہوتے تھے ظاہری حیثیت سے وہ اپنے تئین مسرور ثابت کر رہا تھا مگر کوئی ناگہانی اثر گھڑی گھڑی چہرے سے بشاشت کو دفع کر کے متفکر بنا دیتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ چلتے وقت مہدی نے بہت کچھ سمجھا بجھا دیا تھا۔ وہ اس شادی سے راضی ہی نہ تھا۔ ابتدا مین تو بالکل منکر رہا رفتہ رفتہ مہدی کی گفتگوؤن کا اتنا اثر پڑا کہ تھوڑی دیر کے لیے راضی ہو جاتا تھا مگر گھڑی دو گھڑی کے بعد جب معشوقہ ہوشربا کا خیال آ جاتا بالکل انکار کر دیتا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ وہ شادی پر راضی ہو گیا۔ مہدی نے اوسکو سمجھا دیا تھا کہ سسرال پہونچکر اپنے تئین فکرمند نہ ثابت کرنا۔ اسی سبب سے فرخ کوشش کرتا تھا کہ کسی پر اوسکی فکر نہ ظاہر ہو لیکن جب وحشت اندرونی زور کرتی تھی بے اختیار ہو جاتا تھا اور خواہ مخواہ صورت متفکر ہو جاتی تھی۔

فرخ دولہا بنا ہوا بیٹھا تھا اور اوسکی ظاہری وضع بڑی علی کامیابی کی خبر دے رہی تھی۔ مگر دل عجیب عجیب طرحکی حسرتون سے بھرا ہوا تھا۔ وہ دل مین کہہ رہا تھا ہائے! یہ وہ دن ہے جسکی آرزوئین عموماً لوگون کی ابتدائی زندگی گذرا کرتی ہے لیکن میرے حق مین یہ دن بڑی حسرتون کا سامان ہے۔ ہائے! جسے دنیا خوش قسمتی کہتی ہے۔ وہ میرے لیے بدنصیبی ہے۔ اس شادی کا کیا نتیجہ ہوگا؟ بہت برا۔ آیندہ اپنی زندگی کی خرابی کے افسوس کے ساتھ مجھے ایک کمسن معصومہ کی زندگی خراب ہونیکا بھی افسوس ہوگا اجتک مین اپنے اوپر ظالم تھا مگر اب ایک بھولی لڑکی پر بھی ظلم کرونگا اس دن کے بعد سے مین خدا کے ہان بڑا ظالم اور گنہگار خیال کیا جاؤنگا

اس خیال کا فرخ کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ قریب تھا کہ وہ محفل سے اوٹھکے چلا جاے اور واقعی ایک دیندار شخص کو خدا کے آگے ظالم ثابت ہونے سے زیادہ کسی بات کا خوف نہین ہوسکتا۔ مگر فرخ نے اپنے تئین سنبھالا اور بیٹھکر پہر دل سے باتین کرنے لگا "یہ کتنی بڑی بے حمیتی کی بات ہے کہ یہ دل جو میرے سینے مین ہے جب کسی کا ہو اوس کے علاوہ کسی اور کو دیدون؟ این بہلا مجھ سے یہ ہوگا؟ کیونکر یہ دل دیا جائیگا کیا یہ لڑکی جو میرے ساتھ منسوب ہے یہ دل لے لیگی؟ اسمین اتنی طاقت ہے؟ نہین ہرگز نہین۔ اوس پریوش کے سوا جسکی یاد ہر وقت میرے دلمین رہا کرتی ہے اور کسی مین اتنی طاقت نہین۔ اور میرے اختیار مین کب ہے مین تو دے ہی نہین سکتا پھر مجھے کیا غم ہے؟ میری پاک دامن معشوقہ کے سوا اور کوئی اس بے چین دلکو نہین لے سکتا"

فرخ انہین خیالات مین تھا کہ مہدی اوسکے پاس آکے بیٹھ گیا اور چپکے چپکے باتین کرکے اوس کا دل بہلانے لگا۔ مہدی سمجھتا تھا کہ اسوقت اگر فرخ کے خیالات کسی اور طرف متوجہ کیے جائینگے تو شاید مشکل پڑ جائیگی اور وہ اپنے اختیار سے باہر ہو جائیگا اور واقعی مہدی کی حکمت نے بڑا کام کیا ورنہ فرخ سے ہرگز امید نہ تھی کہ اس سہولت سے بیٹھا رہتا

یہ محفل ایک نہایت ہی سادی اور بے تکلف صحبت تھی۔ اگرچہ اسمین وہی
لوگ جمع تھے جو ہماری دیسی صحبتون مین اسراف اور فضول کھانیکو ترجیح دئے
جاتے ہین مگر فرخ کی مبارک ضد اور مہدی کی کوشش اور فرخ کی
بیوی کی صلاحیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ یہان گانا تھا نہ ناچ تھا اور نہ انتہا سے
بڑھے ہوے تکلفات تھے۔ یہ صحبت اُن صحبتون کا نمونہ تھی جو ترقی کرنے
والی قوم کے ابتدائی عروج کے وقت اوس قوم مین ہوا کرتی ہین۔ یہ
شادی اُن لوگون کے نزدیک نہایت ہی حیرت انگیز ہوگی جو ہندوستان
کے اور ملکون کے رہنے والے ہین۔ نہایت ہی متعجب ہونگے کہ جب
فرخ دل سے نہین راضی ہے تو اوسکے اعزا کیون مجبور کرکے شادی کرا
دیتے ہین۔ نکاح ایک ایسی چیز ہے جسپر قریب قریب انسان کی تمام و
کمال زندگی کا مدار ہوا کرتا ہے۔ انسان کی وہ زندگی جسمین انسان
خود مختار رہا کرتا ہے پوری نکاح ہی مین گذرتی ہے مگر یہ شادی
بالکل فرخ کے خلاف مرضی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے لوگون کو یہ
ایک معمولی بات معلوم ہوگی کیونکہ تقریباً پورا ملک ایسی ہی شادیون کا
عادی ہو رہا ہے۔ ہمارے لڑکون سے اونکے نکاح کے بارے مین
بہت کم راے لیجاتی ہے۔ ہمارے ملک کی لڑکیان عموماً اُن نوجوانون
کے حوالے کردی جاتی ہین جو اونکی صورت سیرت مزاج چال چلن
کسی بات سے واقف نہین ہوتے یہی سبب ہے کہ ہندوستان کے ہزارون
گھرانے تباہ ہوگئے۔ ہزارون سہاگنین ایسی بیٹھی ہین جنکی حالت رانڈونسے
بدتر ہے ہزارون نوجوانون نے بی بیونکو اپنی مرضی کے موافق نہ پاکے
عیاشی اختیار کرلی۔ اسکا اثر ایسا خراب پڑا کہ عورتین الگ بکثرت بے
عصمت ہوگئین اور مرد الگ آوارہ ہوگئے۔ ہماری نسل کو اس سے وہ
عظیم الشان نقصان پہونچا کہ غالباً ساری دُنیا اوس سے محفوظ ہوگی۔ اول
تو میان بی بی کے اختلاف سے لڑکے ہی ملک مین کم پیدا ہوتے ہین اور
جو پیدا ہوتے ہین اُنکو عیاشی کی بے انتہا صحبتین لیجایا کرتی ہین۔ ہندوستانکی یہ حالت

ایسی ہے کہ چاہے کتنا بڑا سخت دل آدمی ہو اُسکو ترس آجائیگا۔ تھوڑے ہی خاندان ہونگے جو رسم و رواج کے طور پر اپنی عصمت کو بچائے ہوے ہون یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے ملک کی عصمت بھی جہان ہے وہ اور ملکون سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے مگر وہ فقط رسم و رواج کے طور پر ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ بڑی مضبوطی اور استقلال سے نباہی جاتی ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ ملکی رسمین نہایت ہی پابندی کے ساتھہ قائم رکہی جاتی ہین۔ فرخ کی شادی کا چاہے جو نتیجہ ہو۔ مگر عموماً ملک کو اس قسم کی شادیون سے بہت بڑا صدمہ پہونچ رہا ہے۔ انصافاً پوچھا جائے تو ایسے نکاح ہی تمام ملکی خرابیونکے اصل اصول ہین۔

پندرھوان باب

"جلدی سامان کرو۔ برات آئی ہی سمجھنا چاہیے" یہ ایک جملہ تھا جو بار بار فرخ کی مان کی محلسرا مین سُنا جاتا تھا۔ ہر طرف عیش و عشرت کا سامان تھا ہر چہرہ فرحت و انبساط کے جوش سے شگفتہ تھا۔ منتظم عورتین بڑی آن بان سے ادہر اُدہر انتظام کرتی پھرتی تھین بات بات پر ماما اصیلین کسی کام کو دوڑائی جاتی تھین دوڑنے دھوپنے والیان ہانپ رہی تھین مگر جوش مسرت نے چہرونکی تازگی کو اوسی طرح باقی رکھا تھا۔ پُر تکلف فرش بچھایا گیا۔ شامیانہ بڑی خوشنمائی سے کھنچا ہوا تھا۔ شہر کی معزز اور عالیخاندان عورتین بڑے ٹھاٹھہ سے مہمان بنی بیٹھی تھین۔ وہ حالت تھی جو دُنیا مین بالکل غم سے خالی سمجھی جاتی ہے۔

مہدی بیگم "اب برات آیا ہی چاہتی ہوگی"

اُمراؤ بیگم "خدا جلنے فرخ کے دُلہین یہ کیا آئی کہ باجہ واجہ سب یکقلم موقوف کردیا۔ مجھے تو بے باجے کی برات بالکل نہین اچھی معلوم ہوتی"

حسینی بیگم "اے ہان! یہ بھی کوئی برات مین برات ہے کہ نہ باجہ ہے نہ کچھ سامان ہے فقط دولہا میان ٹھڑ ون ٹون نئی بیوی کو بیاہنے لیے چلے آتے ہین؟"

مہدی بیگم:" واہبن یہ نہ کہو۔ اب آجکل یہ باتین ہمارے ہان رواج پاگئی ہین۔ اگلے دنون مسلمانون کی یہ شان تھی کہ دُنیا کی سب فضول باتون کو سلام کرکے اپنی سیدہی سادہی طرح زندگی بسر کرین۔ مین بھی پہلے یہی سمجھتی تھی۔ انھون نے زبردستی کرکے مجھے اُردو پڑھنا سکھا دیا۔ اور اُردو کی بہت سی کتابین بھی لادین میرا دل لگ گیا اور تاریخ کی کتابین دیکھنے لگی۔ جب سے وہ کتابین دیکھی ہین مجھے توان باتون سے نفرت ہوگئی۔ ایک تو خدا رسول کے خلاف۔ دوسرے اپنے آبا و اجداد کی عادت کے خلاف۔ تیسرے خرچ بہت پڑتا ہے گھرانے کے گھرانے صاف ہوگئے۔ اوان نگوڑی دہوم دہام کی شادیون نے تو لے کے مسلمانون کو دُنیا و عقبیٰ دونون جگہ سے کہو دیا۔"

حسینی بیگم:" واہ! آخر روپیہ پیسہ ہے کس دن کے لیے؟ کوئی ساتھ لیجاتا ہے؟ تم ایسی عورتین پیدا ہو جائین تو تمام رئیسون کا نام ہی ڈوب جاے۔ شادی بیاہ مین روپیہ نہ اُٹھائین تو کیا جوڑ جوڑ کے رکھین؟"

امراؤ بیگم:" انکے میان نے تو انہین پڑھا لکھا کے مولوی بنا دیا۔ اب بھلا یہ کہان درست ہے کہ عورتین پڑہائی لکھائی جائین؟"

مہدی کی ماں:" اے کیون کیا عورتونکو پڑہانا لکھانا درست نہین ہے؟ واہ! یہ ہمنے اُلٹی بات سُنی! پڑھنا لکھنا بھی کوئی ایسی چیز ہے جو کسی کو جائز نہ ہو؟"

امراؤ بیگم:" عورتونکو پڑہانا لکھانا درست ہوتا تو بڑے بڑے رئیسون کی لڑکیان پڑہائی نہ جاتین۔ شہر مین اتنی رئیس زادیان ہین اُن مین سے شاید ہی کوئی پڑہی لکھی ہو اور جو کچھ شُد بُد ہوگئی ہے (مہدی بیگم کی طرف دیکھکر) بہن بُرا نہ ماننا ان کی طرح اونکو سب نام رکہتے ہین۔"

مہدی بیگم:" مین بُرا کیون ماننے لگی مگر میرے نزدیک تو پڑہنا لکھنا کوئی عیب کی بات نہین ہے۔"

امراؤ بیگم:" تم جو پڑہی ہو اس سبب سے؟ کیون؟"

مہدی کی ماں۔ "نہین پڑہنا لکھنا کوئی عیب کی بات نہین۔ انسان کی چار آنکھین ہو جاتی ہین۔ یہ بہی مسلمانونکی بداقبالی ہے کہ عورتین بالکل جاہل بنی ہوئی ہین"

مہدی کی ماں۔ "اگلے زمانے مین سب عورتین پڑھی لکھی ہوتی تہین اب انہین کیا معلوم عرب کی عورتین مین جانتی ہون سب پڑہی تہین۔ عرب لوگون کے جہاد کا حال مین نے دیکہا ہی۔ انکی عورتین لڑائی اور فصاحت و بلاغت بلکہ سب کامون مین مردونسے بڑھ بڑھکر کام کرتی تہین۔ شعر ایسے ایسے کہتی تہین کہ آدمی کو حیرت ہو جاسے۔ مگر آجکل یہ نگوڑی رسم ہے کہ عورتون کا پڑہنا لکہنا گناہ سمجہا جاتا ہے۔ یہ بہی کوئی بات ہی؟"

اُمراؤ بیگم۔ "مجہے توکسی طرح یقین نہ آئے گا۔"

مہدی بیگم۔ "اے بہن آخر سمجہو تو سہی۔ پڑہنے لکہنے سے عقل آتی ہی۔ بڑی دُور دُور کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ تہذیب آتی ہی۔ نیک و بد مین انسان کو تمیز ہو جاتی ہے۔ ان باتون کو کوئی بہی بُرا کہے گا۔ دیکہو ہمارے لڑکے بچپن مین کیسے خراب ہو جاتے ہین۔ جب تک پڑہنے کو بیٹھین بیٹھین دو کوڑی کے ہو جاتے ہین۔ جاہل عورتون کی رات دن صحبت رہتی ہے پہر اُنسے سوائے جہالت کی باتون کے اور کیا سیکہین گے۔"

حسینی بیگم۔ "اچھا پڑہنا عورتون کا درست صحیح مگر یہ کونسی بات ہے کہ شادی بیاہ مین خرچ نہ کرو۔ بالکل خست اختیار کرلو۔ پڑہنے لکہنے کا یہی نتیجہ ہے تو اوسے بہی سلام ہے۔"

اُمراؤ بیگم۔ "ہان بہی ہماری تمہاری لبس ایک راے ہی۔ آجکل خدا جانے نگوڑی کون کتابین پڑہائی جاتی ہین کہ روز بروز نئی باتین نکلتی ہین۔ عورتونکو تاکید ہی کہ پڑہا کرو۔ شادی بیاہ مین جہانتک ہوسکے ہاتہہ کو روکو اور تو اور بیوا ؤنکو آرام سے بیٹھنا دشوار ہو گیا جسے سُنتی ہون یہی کہتا ہے کہ بیوہ عورتین دوسری شادی کر لیا کرین۔ اب مین تمسے پوچھتی ہون کہ کوئی آبرو دار عوت ایسا کریگی؟ آخر اگلے زمانے مین بہی پڑھے لکہو ہوتے تہے

کہ نگوڑی انگریزی ہی مین پڑھے لکھے نکل پڑے ہین؟"
مہدی بیگم "بہن انصاف سے پوچھو تو سب باتین سچ ہین۔ ہندوستان مین اگلے زمانے کے عالم جانتے بوجھتے سب تھے مگر کسی سے کہتے سنتے نہ تھے۔ اور آجکل کے لوگ چاہتے ہین کہ جو بری باتین رواج پا گئی ہین انکو چھوڑا دین اور ضرورت ہی ایسی ہے۔ اُن دنون مین مرد مین کماتے کھاتے تھے کچھ فکر نہ تھی اب ہر طرف سے تباہی آن پڑی۔ جو اس تباہی کے زمانے مین بھی اُن باتون کو نہ چھوڑ ینگے تو بالکل مِٹ جائینگے۔ ایک تو یون ہی مِٹ کی مار پڑی ہوئی ہے اسپر شادی بیاہ مین گھر کی جمع بیچ بیچکر اور قرض لیکر یہ فضول خرچیان کی جائینگی تو اور بھی قسمت پھوٹ جائیگی"
اتنے مین فرخ کی مان اُدھر سے نکلین اور مہدی بیگم کی طرف دیکھکر پوچھا "اے یہ کیا باتین کر رہی ہو؟"
مہدی بیگم "کچھ نہین یون ہی ادھر اُدھر کی باتین کر رہی ہون۔ آئیے تشریف لائیے۔ دم بھر کو ستا لیجیے۔ اِدھر اُدھر دوڑتے آپ تھک گئی ہونگی؟"
فرخ کی مان "یہ میرے بیٹھنے کا دن ہے؟"
مہدی بیگم "خدا مبارک کرے" دروازے سے آدمی نے پکار کے کہا "حسینی خانم برات آتی ہے۔" یہ سُننا تھا کہ سب بیگمین نہایت خوش ہو گئین۔ اور جلدی جلدی انتظام ہونے لگا۔ منتظم عورتون کا ادھر ادھر آنا جانا یکبیک معمول سے زیادہ بڑھ گیا۔ مامائین یا تو ذرا سرعت سے چل چلکر کام کر رہی تھین یا دوڑنے لگین۔ کچھ عالیخاندان عورتین تو سنبھل سنبھلکے بیٹھ گئین اور اکثر اُٹھ کھڑی ہوئین کہ دولہن کے اوتارنے مین شریک ہون۔ اسوقت محلسرا کی سب عورتون کی صورتون سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی بے انتہا خوشی کو دبا دبا کے ضبط کر رہی ہین مگر اسکے آثار خواہ مخواہ ظاہر ہی ہو جاتے ہین۔ فرخ کی مان اپنی مقصد وری پر دل ہی دل مین کھلی جاتی تھین اُنکی صورت اسوقت دیکھنے کے قابل تھی کہ کس شوق سے اُنھون نے برات کے آنے کی خبر سُنی اور کس بیتابی سے اپنے تئین فرخ کی دولہن کے اوتارنیکے قابل بنایا

برات کیا تھی فرخ اور چند مہذب آدمیون اور دولہن کی نفس کا نام رکھہ لیا تھا نہ تکلف کے سامان تھے نہ تماشائیون کا ہجوم تھا۔ نہ باجے والے تھے نہ جھنڈی بردار۔ یہ بھی ہماری سرتاپا آرزو اور تمناؤن سے بھری عبرت کی امیدوارانہ اصطلاح تھی کہ اس مختصر جماعت کا نام برات رکھہ دیا۔ غرض فرخ اپنی گاڑی سے اوترا کیونکہ وہ گاڑی ہی پر تھا۔ مہدی اور فرخ کے تمام آشنا اور عزیز دوست واقارب جو ہمراہ تھے گاڑیون سے اتر اتر کر کوٹھی مین جا کے بیٹھے۔ سب لوگ باتون مین مشغول ہوئے۔ مہدی اس جماعت مین ایک ایسا شخص تھا جسکی اکثر امید بن فرخ کی اصلاح پر منحصر تھین۔

مہدی دلمین کہتے لگا "خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج مین اپنی کوششون اور جانفشانیون کا نتیجہ دیکھہ رہا ہون۔ فرخ کے خیالات بہت بدل جائینگے خدا نے چاہا اسکا وہ جوش بھی کم ہو جائیگا مگر ایک بات ہے فرخ کے بالکل خلاف شادی کی گئی ہے کہین وہی نتیجہ نہ ہو جو عموماً اس ملک کی شادیون کا ہوا کرتا ہے۔ میان بیوی مین موافقت نہ ہوئی تو کہین ٹھکانا نہ لگے گا اس امر کی طرف سے مجھے بہت کھٹکا ہے۔ خدا ہی ہے ایسا نہ ہو کہ فرخ کے مزاج کے آزمانے پر مین ایک معصوم اور نازنین لڑکی کی دُنیا خراب کرنے والا قرار پاؤن۔ مہدی گو بظاہر لوگون کی طرف متوجہ تھا مگر دلمین خیالات گزر رہے تھے۔ ان خیالات نے یہان تک ترقی کی کہ اوسکے چہرے سے کچھ حسرت کے سے آثار نمودار ہونے لگے اوہر محلسرا مین دولہن اُتاری گئی۔ اُترتے ہی بڑی الہ آمین سے تمام بیگمون نے اپنے حلقے مین کرلیا۔ دولہن کو فرخ کی مان تو اپنی بیوگی کے باعث نہ اوتار سکی مہدی بیگم نے گودمین اُٹھا کے مسند پر لا کر بٹھا دیا۔

مبارک سلامت کا غل ہوا سبھون نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق رونمائی دی اور دولہن کے بھولے پیارے مکھڑے کی جھلکیان دیکھین۔ جو خانگی رسمین عام طور پر ہوا کرتی تہین ادا کی گئین۔ ان امورات سے فراغت کر کے سب عزیز بیگمین دولہن کے آس پاس بیٹھہ گئین اور آپس مین باتین ہونے لگین

حسینی بیگم "- خدا کو یہ دن دکھانا منظور تھا نہیں تو کہان فرخ اور کہان یہ دن؟ اسکی کچھ اُمید تھی؟ فقط اُسکی کبریائی کا صدقہ ہے۔"

فرخ کی مان "- ای بان کسے اُمید تھی۔"

اُمراؤ بیگم "- اب تو خدا ساری اُمیدین بر لایا یہ ذکر جانے ہی دیجیے۔"

فرخ کی مان "- ہان خدا تم سبکو مبارک کرے - ای مہدی بیگم ذرا ہٹ کے بیٹھو دولہن کو گرمی معلوم ہوتی ہوگی۔"

مہدی بیگم "- (اپنی جگہ سے کھسکتے ہوے) اللہ کرے انکے بچے کھلائیے۔"

حسینی خانم "- (دولہن کو جھلتے جھلتے پنکھا روک کر) آمین آمین - خدا کرے نوین مہینے بیٹا ہو۔"

خوشی کا زمانہ بہت مختصر ہوا کرتا ہے مبارک گھڑی بات کی بات مین گذر جاتی ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر غم کا اثر خوشی کے اثر سے زیادہ پڑتا ہے غم کی حالت مین زمانے کا ہر چھوٹے سے چھوٹا حصہ انسان کو ایک صدمہ دیکر گذرتا ہے اور اپنی یاد دلاتا جاتا ہے اور خوشی مین برخلاف اسکے زمانے کے حصون پر نظر ہی نہین پڑتی یا تو وہ اپنی خوشی کی یادگاری نہین چھوڑتے یا انسانکی طبیعت فطرۃً خوشی کی یادگارونکو بھلا دینے والی پیدا کی گئی ہے - خوشی کے زمانے کے اجزا اپنی یادگارین تو چھوڑتے ہین مگر ہمکو نہین یاد رہتین - بہرحال رنج و راحت مین یہ غم کا دوبالا کرنیوالا فرق ہے کاش زیادہ نہین تو ہم اپنی خوشیون سے اتنا ہی حظ اوٹھا سکتے جتنا اپنی رنجون سے صدمہ اُٹھاتے ہین - غرض باتون باتون مین یہ خوشی کا دن تمام ہوا اور وہ رات آن پہونچی جسکی لوگونکو بڑی تمنا ہوا کرتی ہے یہ رات دیر مین آیا کرتی ہے اور دُنیا والونکو بڑے انتظار کے بعد نصیب ہوا کرتی ہے - شاید یہ دن زیادہ تر اسوجہ سے گذر گیا کہ فرخ کو کچھ انتظار نہ تھا بلکہ دلمین خوف تھا کہ دیکھیے رات کو کیا گذرتی ہے - ہمارے ناظرین کو یہ بالکل نہ معلوم ہوگا کہ دولہن کے دلمین اسوقت کیا خیالات گذرتے تھے ناظرین یا تو اسقدر جانتے ہین کہ شہزادی ایک بھولی لڑکی تھی - اُسکے چہرے کچھ کچھ آثار کسی موقع پر دیکھہ پڑے ہین اُسکے خیالات جو کچھ دریافت ہو سکتے ہین وہ

اونہین آثار سے اسوقت تو وہ اپنا مُنہ بہی گہونگہٹ مین چہپائے ہوئی ہے۔ ورنہ چہرہ ہی دیکہکر ہم کوئی نتیجہ نکال لیتے۔ آخر فرخ محلسرا مین بُلایا گیا۔ جہدی نے گویا ڈہکیل ڈہکیل کے بہیجا۔ خاندانکی وہ نوعمر عورتین جو فرخ کی ہمسن تہین اُسکو دیر کمرے مین لے گئین۔ کمرے مین فرخ کے داخل ہونے سے پہلے وہ عورتین جو شہزادیکا دل بہلانیکے لیے وہان بیٹہی تہین دوسرے دروازے سے نکل گئین اور دولہن کو تنہا چہوڑ گئین۔ فرخ نے کمرے کے دروازے پر پہونچ کے دل مین کہا "اچہا آؤ اس معصوم لڑکی کی صورت تو دیکہہ لون جسے قدرت نے میرے ساتہہ زندگی خراب کرنیکے لیے بہیجا ہے۔ یہ کہہ کے چلمن اوٹہائی اور کمرے مین داخل ہوا فرخ نے کمرے مین جاکے دیکہا ایک سراپا حجاب دوشیزہ لڑکی ہر طرف سے اپنے بدنکو دوپٹہ سے چہپائے مسہری پر ایک بہولے پن کی ادا سے لیٹی ہوئی ہے فرخ نے اودہر ادہر نظر ڈالی سوا اُس فرش کے جو زمین پر بچہا ہوا تہا تخت یا پلنگ کی قسم سے بیٹہنے کے قابل کوئی چیز نہ تہی اُسکو جرأت نہ پڑی کہ دولہن کی مسہری پر جاکی بیٹہے زمین ہی پر بیٹہگیا۔ فرخ بہت دیر تک اپنے مقام پر بیٹہے بیٹہے کچہہ عجیب بیتابی کی نگاہ سے دولہن کو دیکہا کیا تہا ایک مقام تہا دوسرے یہ موقع کچہہ ایسا تہا کہ فرخ کو خدا جانے کیا باتین یاد آگئین۔ دلمین کہنے لگا "ہای! اس بہولی ناسمجہ لڑکی کی مان نے اس سے کتنی بڑی عداوت کی اسکی قسمت مجہہ سے بہی زیادہ خراب ہے مین اور نہین تو خیال جانان ہی سے دل بہلاتا ہون مگر یہ غریب اس سہارے سے بہی محروم ہے ہای! میری پیاری معشوقہ حسن دلمین تیری یاد ہے اسکے پہلو مین دوسری عورت بٹہائی جائے مجہکو دلی آنے کی ضرورت ہی کیا تہی کیون چلا آیا نہ آتا تو جہدی کیا کر لیتا؟ وہ جو عشق مین ازخود رفتہ ہوئے انکے ساتہہ زمانے نے ہمیشہ یہ کیا کہ زنجیرون مین قید کیے گئے مگر مجہے یہ عجیب طرحکی قید نصیب ہوئی ہے بہلا ایسی شادی میان بیوی مین موافقت پیدا کر سکتی ہے؟ فرخ کا سلسلہ خیال کسی طرح موقوف ہونیکو نہین آتا تہا یہ ہوئی کہ دولہن کی بہی شرمائی وضع مین آنکہہ لگ گئی تہی عالم خیال ایسا دلفریب مقام ہے کہ کچہہ معلوم نہین ہوتا اور زمانہ گزرتا چلا

جاتا ہی۔ تھوڑی دیر مین فرخ نے دیکھا کہ شمع کی صورت اور تر چلی " این! ابھی سے! شاید میرے دلکی حسرت نصیبی کے اثر سے اسکے چہرہ پر زردی چھا گئی مگر نہین دیکھو کیسے ہی بول رہے ہین"۔ چلمن ہٹا کے دیکھا تو صبح صادق طلوع ہو چکی تھی۔ خالی شمع ہی نہین تارونکی مایوسانہ صورت کچھ شمع سے بھی بڑھی ہوئی تھی آسمان حسرت نصیبونکا چہرہ ہو رہا تھا۔ ہوای سرد کے جھونکے دلونکو اور بیتاب کیے دیتے تھے۔ فرخ دلمین کہنے لگا " این! بالکل صبح ہو گئی! اب دیکھیے کیا ہوتا ہی؟ شاید نا اتفاقی ظاہر ہونیکی گھڑی شروع ہوا چاہتی ہے۔ بڑی بدنامی ہوگی۔ آؤ اس بھولی لڑکی کے مزاج کا کچھ اندازہ کرون۔ بن پڑے تو سمجھا بجھا کے اسے اپنا ہمدرد بنا لینا چاہیے اگر یہ موافق ہو گئی تو بڑی خوبصورتی سے ساری دقتین اُٹھ جائینگی بس اب کوئی ترکیب ہی تو یہی"۔ یہ کہکر مسہری پر جا کے بیٹھ گیا۔

(فرخ نے دولھن کا مُنہ کھول کے دیکھا ہاتھ لگانا تھا کہ دولھن کی آنکھ کھل گئی۔ اُسنے ایک پیاری ادا سے اپنے مُنہ کو فوراً چھپا لیا۔ مگر جب تک دولھن اپنے مُنہ کو چھپائے چھپائے فرخ نے دیکھ ہی لیا۔ چہرہ کی ایک ہی جھلک دیکھنا تھا کہ فرخ کے خیالات پلٹ گئے۔ دم بخود ہو کے رہگیا اور کہنے لگا این! یہ کیا ماجرا ہے؟ یہی میری پھوپھی کی بیٹی ہے؟ یہ صورت تو مجھے از خود رفتہ کیے دیتی ہے! اس صورت مین کیا بات ہے کہ دل بے اختیار ہو گیا ہے! چہرہ کس قدر مشابہ ہے! وہی تو نہین ـــــــ"

تمام شد حصہ دوم